عشرۂ مجالس

علیؑ وسیلۂ نجات

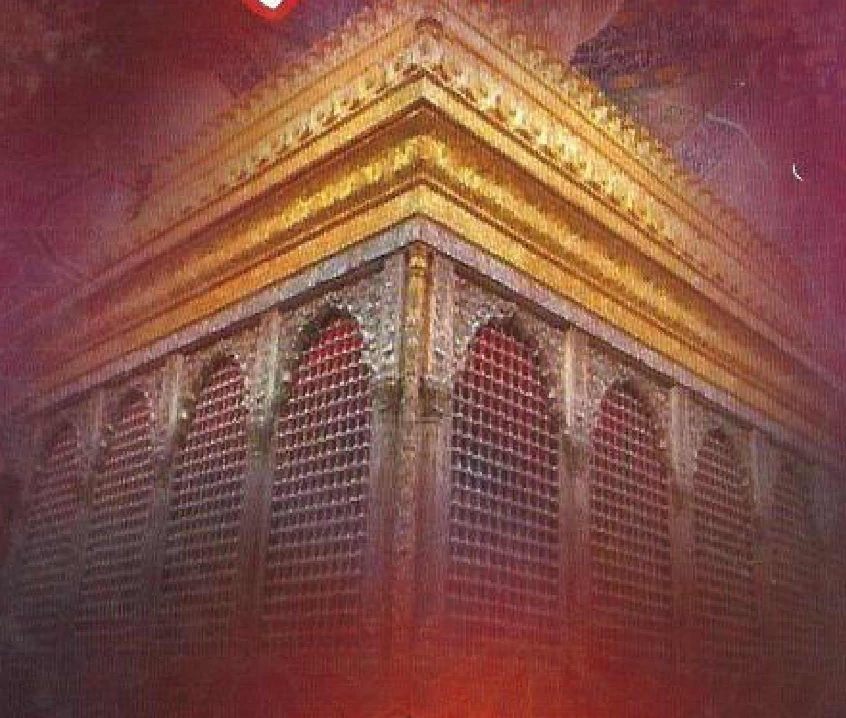

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

عشرہ مجالس

علیؑ وسیلۂ نجات

۱۱ تا ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء

بمقام

امام بارگاہ خیمۂ سادات، لاہور

خطیب العصر

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان
شیعہ ملٹی میڈیا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : علیؑ وسیلۂ نجات (عشرۂ مجالس)
مقرّر : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی
اشاعت : اوّل (۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء)
تعداد : ایک ہزار
کمپوزنگ : طارق وحید
قیمت : ۳۰۰ روپے
ناشر : محسنہ میموریل فاؤنڈیشن
فلیٹ نمبر 102، مصطفی آرکیڈ،
سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی،
کراچی، فون: 02134306686
website: www.allamazameerakhtar.com

---{کتاب ملنے کا پتہ}---

MUSTAFA ARCADE Flat #102, Plot 119-A S.M.C.H.S, KARACHI PAKISTAN Ph# 02134306686	IMAM BARGAH DUA-E-ZEHRA 2 Lorne Road NN 1 3RN U.K. Ph# 07989344151	Community News & Views 11 Amesbury Court Robbinsville N.J. 08691 U.S.A Ph# 0016093360015
H.NO.22-3-145, DarabJang Lane, Yakutpura, Hyderabad A.P. INDIA Ph# 00918099247402	6 Edwards Mews Islington London N1 1SG Ph# 00447958344614 00442072269057	Abbas Book Agency Rustam Nagar Dargah Hz. Abbas Lucknow-3 U.P. INDIA Ph# 00919369444864
Alamdar Book Depot Imam Bargah Shuhda-e-Karbal Ancholi Society Karachi Ph# 02136804345	Iftikhar Book Depot 43-Main Bazar Islampura, Lahore Ph# 042-37223686	Ahmed Book Depot Phatak Imam Bargah Shah-e-Karbala Rizvia Society Karachi

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرست

۱۔ خلوص پیکر..... (مولانا مرزا محمد اشفاق شوقؔ لکھنوی) -------- ۲۴

۲۔ آفتابِ خطابت کے عظیم اختر.. (سیّد ممتاز حسین زیدی (موتیؔ)) ۲۵

پہلی مجلس

ہلاکت سے نجات

﴿صفحہ نمبر ۳۱ تا ۵۴﴾

۱۔ لفظِ نجات نیا نہیں ہے۔ اس کی ضد ہلاکت ہے ------------

۲۔ حضرت عمر نے بہتّر مرتبہ ہلاکت کا تعارف کرایا ------------

۳۔ جان سے چلا جانا اور دین سے محرومی ہلاکت کی قسمیں ہیں-----

۴۔ دُنیاوی رشتوں میں ہلاکت کی گنجائش ہوتی ہے ------------

۵۔ اللہ کی بنائی رشتہ داریاں قائم رہتی ہیں ------------------

۶۔ سسرالی رشتہ داری کمزور ایک لفظ سے ٹوٹ جاتی ہے --------

۷۔ علیؑ دونوں ہلاکتوں سے بچا رہے تھے ------------------

۸۔ مدینے میں رسولؐ اللہ نے بغیر سوچے بھائی نہیں بنائے -------

۹۔ ''میری اور علیؑ کی رشتہ داری روزِ حشر بھی قائم رہے گی'' قولِ رسولؐ
۱۰۔ دنیا کی خودغرضی، رسولؐ کی سسرالی رشتہ داری کو اولیٰ سمجھتے ہیں --
۱۱۔ روزِ عاشور وقتِ عصر قبرِ رسولؐ سے مسلمانوں کے دو گروہ ہونے کی آواز آئی
۱۲۔ قرآن عقل سے کام لینے کا حکم دیتا ہے -----------------
۱۳۔ ایک گروہ غم منا رہا ہے ایک گروہ روک رہا ہے ------------
۱۴۔ حسینؑ کے قتل میں کچھ تو چھوٹے مجرم ہیں کوئی سب سے بڑا مجرم بھی ہے
۱۵۔ جب علم آجاتا ہے جھگڑا ختم ہو جاتا ہے -----------------
۱۶۔ علیؑ دنیا کے ہر شعبۂ علم پر بولے ---------------------
۱۷۔ اسپین و روم میں ایک بھی مسجد نہیں ہے -----------------
۱۸۔ علیؑ نے ملکوں کو نہیں دماغوں کو علم سے فتح کیا-------------
۱۹۔ حسینؑ کی تربیت میں اصحاب و ازواج کا کوئی حصہ نہیں ہے ----
۲۰۔ ''اہلِ بیتؑ کو سکھانے اور بتانے کی کوشش نہ کرنا'' حدیثِ رسولؐ
۲۱۔ ''سارا علم اور ساری تربیت میں نے فاطمہؑ سے حاصل کی۔'' اُمِ سلمیٰؑ
۲۲۔ رسولؐ کے ایک زانو پر حسینؑ ایک زانو پر اسلام -------------
۲۳۔ مہد سے لحد تک علم حاصل کرنے کا مطلب کیا ہے -----------
۲۴۔ حسینؑ کی عزاداری خالص محبت ہے -------------------
۲۵۔ یا علیؑ! اگر ساری دنیا تمہاری محبت پہ اکٹھا ہو جاتی تو اللہ جہنم کو نہ بناتا
۲۶۔ نبوت کو سیاست سمجھنے والے محبت کی منزل کو نہ سمجھ سکے -------
۲۷۔ ایک سونا عالمین کے لیئے بیداری بن گیا ----------------
۲۸۔ دُنیا مسلمانوں سے نفرت علیؑ سے محبت کرتی ہے ------------

۲۹۔ نُقطہ پھیلے تو علم بنتا ہے ------------------------------
۳۰۔ کیا بنی اُمیہ کی تعریف سے رسولؐ خوش ہوتے ہیں ----------
۳۱۔ حق کو کربلا سے کہیں اور نہیں جانا ہے ------------------
۳۲۔ قبر محبت کا ایک حصہ ہے ----------------------------
۳۳۔ امیر خسرو کی قبر کے درخت کا پھل اور اُس کے فائدے -------
۳۴۔ اللہ روضۂ رسولؐ اور روضۂ حسینؑ کو زمین پر باقی رکھے گا -------
۳۵۔ قیامت تک حسینؑ پر رونے والے پیدا ہوتے رہیں گے ------
۳۶۔ بنی اسد کی عورتوں نے مردوں کی غیرت کو للکارا ------------
۳۷۔ اِمام زین العابدینؑ کی بہ اعجاز کربلا آمد اور لاشہائے شہداء کی تدفین

دوسری مجلس

جہالت سے نجات

《صفحہ نمبر ۵۵ تا ۸۱》

۱۔ پوری حیات علیؑ کی کوشش رہی کہ انسان جہالت سے بچے -----
۲۔ قرآن میں لفظِ عقل بار بار استعمال ہوا ہے ---------------
۳۔ کائنات میں سب سے بڑی شے عقل ہے ------------------
۴۔ نور، روح، نفس، محمدؐ، علیؑ، علم یہ سب عقل کے نام ہیں -----------
۵۔ ادراک، فہم اور شعور عقل کی شاخیں ہیں ------------------
۶۔ جو پیچھے رہ گئے اُن کا انتظار کرو، جو بڑھ گئے اُنہیں واپس بلاؤ --
۷۔ رب پکارو یا محمدؐ پکارو، یا علیؑ، بات ایک ہی ہے -------------
۸۔ ایک پیغمبرؑ پر عجیب وغریب وحی کا نزول --------------

۹۔ پہاڑ دور سے قریب لگتے ہیں ------------------------

۱۰۔ مسلمانوں میں فرقہ واریت کو دور کرنا رائی کے برابر ہے ------

۱۱۔ اتحاد کی رسّی قرآن اور اہلِ بیتؑ سے مل کر بنی ہے -----------

۱۲۔ اگر قرآن کافی تھا تو مسلمانوں نے ترقی کیوں نہ کی ----------

۱۳۔ ساری ایجادوں کا سہرا مسلمانوں کے سر کیوں نہیں -----------

۱۴۔ سچوں کا ساتھ جھوٹ سے بچاتا ہے -------------------

۱۵۔ علیؑ سے لے کر بارہویں امام تک کسی نے مسلمانوں کو کافر نہیں کہا

۱۶۔ ہمارے کسی بچے نے کبھی کسی کو کسی بات پر نہیں ٹوکا -----------

۱۷۔ جو جانتا ہے وہ ٹوکتا نہیں ہے ------------------------

۱۸۔ ہمارے علیؑ نے اپنے دورِ خلافت میں پابندیاں نہیں لگائیں ---

۱۹۔ نوحؑ کا بیٹا اپنی ضد میں ڈوبا -----------------------

۲۰۔ فرقے اصل سے ٹوٹ کر بنتے ہیں ----------------------

۲۱۔ محمدؐ اور علیؑ پر اتفاق فرقے نہیں بننے دیتا ----------------

۲۲۔ وسیلہ ٹوٹے تو اندھیرا ہو جاتا ہے ---------------------

۲۳۔ جتنی عقل، اتنا رزق، اتنی ہی روشنی --------------------

۲۴۔ عقل اور علم علیؑ کے گھر سے بنتا ہے ---------------------

۲۵۔ نبیؐ نے پہلے دن کہہ دیا یا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ کامیاب ------

۲۶۔ اگر ہم کربلا کے بعد بنے تو حسینؑ کا قاتل کون ہے؟-----------

۲۷۔ جو سچ بولا وہ سولی چڑھا، انجام سچ شہادت ----------------

۲۸۔ اقتدار و اختیار حسینؑ سے ڈر رہا تھا-----------------------

۲۹۔ مدینے سے کربلا حسینؑ نے اپنا اقتدار دِکھایا--------------
۳۰۔ حرؑ کے ساتھ پہلا یزیدی لشکر پانی سے محروم، بادشاہ کون!------
۳۱۔ اکثریت چھوڑتے وقت حرؑ کا دل دھڑک نہیں رہا تھا----------
۳۲۔ لفظِ کافر کی پاکستان میں اسمگلنگ ہو رہی ہے-------------
۳۳۔ سرِ حسینؑ خولی کے گھر میں، نور کی عماری کی آمد -------------

تیسری مجلس

اختلافات سے نجات

﴿صفحہ نمبر ۸۲ تا ۱۰۹﴾

۱۔ ماں باپ تمہارے لیئے رب ہیں ---------------------
۲۔ اللہ کی خوشی اور ناراضگی کا پتہ کیسے چلے ------------------
۳۔ پورے قرآن میں مسلمانوں کو نہیں پکارا گیا----------------
۴۔ خدا اپنی محبت میں کبھی مٹی کے پُتلے کو سجدہ کرواتا ہے----------
۵۔ سب سے زیادہ اختلاف نماز پر ہے --------------------
۶۔ ہاتھ کہاں ہوں، تین سو فتوے -------------------------
۷۔ اُردن کے شاہ حسینؒ کی نمازِ جنازہ اکثریت کے ہاتھ کھلے تھے--
۸۔ نماز واجب، پڑھنے کا صحیح طریقہ معلوم نہیں ہے-------------
۹۔ کرپشن (corruption) میں فائل رہتی ہے عمل نہیں ہوتا---
۱۰۔ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں کیا لکھا؟ -------------
۱۱۔ دل میں غمِ حسینؑ حرکتیں منافقوں والی-----------------

۱۲۔ آدھا لشکر لڑتا رہے آدھا حفاظت کرتا رہے ---------------
۱۳۔ نماز قائم ابوطالبؑ نے کی، کوئی توڑ پھوڑ نہیں سکتا ------------
۱۴۔ اس گھر کی بہوا کیلئے میدان میں نہیں آتی ----------------
۱۵۔ ہجرت کے بعد کیا نماز کا طریقہ بدل گیا! ----------------
۱۶۔ نماز پڑھنے کا طریقہ علیؑ سے کیوں نہیں پوچھا مسلمانوں نے----
۱۷۔ آرٹ کونسل میں جلسہ اور احترامِ اذان ----------------
۱۸۔ ہم نماز ملا کے پڑھتے ہیں، آپ الگ الگ کیوں پڑھتے ہیں --
۱۹۔ جیسی نماز علیؑ نے پڑھی کسی نے نہیں پڑھی ----------------
۲۰۔ بھولی باتیں نماز میں یاد آتی ہیں ------------------
۲۱۔ گھر کا مالک کسی کو کیسے خالی جانے دے ----------------
۲۲۔ نیا مکان اور مشکلات، خلافت کا مکان نیا نیا بنا تھا ------------
۲۳۔ اسلام کی سب سے پرانی عمارت کعبہ ہے ----------------
۲۴۔ ''کل بھی سردار علیؑ تھے اور قیامت تک رہیں گے'' سرسیّد نے کہا
۲۵۔ ہم لوگوں کے گھر باہر، علیؑ کا گھر مسجد کے اندر ------------
۲۶۔ یہ جہاں رہیں مسجد، ان کا ہر قدم مسجد ------------------
۲۷۔ نماز کے اوقات میں علیؑ سے مقابلہ ----------------
۲۸۔ دنیا پیچھے لگتی رہی ہم نے اپنے اصول نہیں بدلے ------------
۲۹۔ حج کے موقعے پر سب نماز ملا کے پڑھتے ہیں ------------
۳۰۔ علیؑ کے بتائے طریقے پہ حج چل رہا ہے ------------------
۳۱۔ پاکستان اور سعودی عرب کے قرآن میں فرق ہے ------------

۳۲۔ سعودی عرب نے سورۂ مومن کا نام سورۂ غافر رکھا ہے --------
۳۳۔ علیؑ نے اختلافات جڑ سے کاٹ کر پھینک دیئے -----------
۳۴۔ ہم قیامت تک اَمن واتحاد کی باتیں کرتے رہیں گے --------
۳۵۔ کربلا کی ضد دہشت گردی ہے ---------------------
۳۶۔ پرندوں کی خونِ حسینؑ سے محبت --------------------
۳۷۔ دخترِ یہود کی خونِ حسینؑ کے قطرے سے صحت یابی ----------

چوتھی مجلس

لعنت سے نجات

﴿صفحہ نمبر ۱۱۰ تا ۱۲۹﴾

۱۔ نماز ذریعۂ نجات، سمجھنے کے لیئے علیؑ وسیلۂ نجات -----------
۲۔ پانچ جڑوں نے زمین کو تھام رکھا ہے -------------------
۳۔ ہم قیامت کے دن ہر انسان کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے
۴۔ آج تو رسولؐ اللہ کی نماز یاد آ گئی گورنر بصرہ ---------------
۵۔ ابو ہریرہ نماز کس کے پیچھے اور کیسے پڑھتے تھے -----------
۶۔ نماز کا باطن علیؑ ہے --------------------------------
۷۔ اس طرح سجدے نہ کرو جیسے کوا ٹھونگیں مارتا ہے -----------
۸۔ دین میں اپنی مرضی شامل کرنا شرک ہے ----------------
۹۔ کیا پیغمبرؐ نے اور علیؑ نے علم سکھانے کا پیسہ لیا؟ -------------
۱۰۔ اگر سارے اسلامی فرقوں میں پنجتنؑ آ جائیں تو جھگڑا ختم-------

۱۱۔ خود جھوٹے بھی جھوٹوں پر لعنت کر رہے ہیں ------------

۱۲۔ لعنت بھی ایک ہتھیار ہے ------------------------

۱۳۔ ذوالفقار اور لعنت کی کاٹ ایک ہے ------------------

۱۴۔ نبیؐ کے لیئے اللہ کی پناہ زہراؑ کی چادر -----------------

۱۵۔ حدیث کساء کی دلکش و دلنشین گفتگو ----------------

۱۶۔ ہم بھی کامیاب ہمارے شیعہ بھی کامیاب --------------

۱۷۔ زوجہ جھاڑو دے صحابی شامیانہ لگائے ----------------

۱۸۔ جو رسولؐ کو بے وارث کہے وہ لعنتی ہے -----------------

۱۹۔ مباہلہ میں امامت کا پورا خاندان ساتھ تھا ---------------

۲۰۔ کربلا میں حسینؑ کے پاس سب کچھ رسولؐ کا تھا ------------

۲۱۔ دشمنی حسینؑ سے تھی زینبؑ کا کیا قصور تھا؟ ---------------

۲۲۔ زمانہ پوچھتا ہے کب تک حسینؑ کو روؤ گے؟ --------------

۲۳۔ زینبؑ قافلے کی سالار، بازوؤں میں رسن -----------------

۲۴۔ نیزے پہ سرِ حسینؑ، آنکھیں بند، بازارِ کوفہ ---------------

پانچویں مجلس

یہودیوں سے نجات

......《صفحہ نمبر ۱۳۰ تا ۱۵۸》......

۱۔ معجزے کی عزت، عظمت، اہمیت صاحبِ معجزہ سے ہوتی ہے ---

۲۔ معجزہ اولیٰ نہیں صاحبِ معجزہ اولیٰ ہے ------------------

۳۔ موسیٰؑ کی اہمیت ہے اژدھے کی کوئی اہمیت نہیں ---------------
۴۔ قرآن کو کافی کہنا گھبراہٹ کی دلیل ہے ---------------
۵۔ رسولؐ اللہ نے ہر آیت اپنی نگرانی میں علیؑ سے لکھوائی ---------
۶۔ قرآن پر زیر و زبر علیؑ نے لگائے ---------------
۷۔ اگر علیؑ شرح قرآن نہ لکھتے تو علمِ تفسیر نہ ہوتا ---------------
۸۔ علیؑ سے بڑا عالمِ قرآن کوئی نہیں ہے ---------------
۹۔ تاریخ علیؑ کے استاد کا نام نہ بتا سکی ---------------
۱۰۔ لکھنا پڑھنا بنی ہاشم کے گھر کا اوڑھنا بچھونا تھا ---------------
۱۱۔ محافظِ قرآن نے قرآن کو تنہا نہیں چھوڑا تھا ---------------
۱۲۔ رسولؐ اللہ نے یہودیوں کو مکے سے نکالا، عیسائیوں کو نہیں -----
۱۳۔ بت خانے توڑے گئے، گرجا گھر محفوظ رہے ---------------
۱۴۔ عیسائی بت پرست نہیں ہیں ---------------
۱۵۔ یہودی ہے، سود ہے، قرضہ ہے، خیبر ہے، فاتح خیبر نہیں ہے ----
۱۶۔ یہودیوں سے پیسہ لینا حرام نہیں ماتم کرنا کفر کیسے؟ ---------
۱۷۔ علیؑ اسلام کا تاج ہے ---------------
۱۸۔ یمن زمانہ قدیم میں عیسائیت کا مرکز تھا ---------------
۱۹۔ رسولؐ اللہ کا خط اور نجران کے راہبوں کی مشاورت ---------
۲۰۔ مباہلے کا حال انجیل میں پہلے سے درج تھا ---------------
۲۱۔ مباہلے کی تفصیل تسلسل کے ساتھ ---------------
۲۲۔ ازواج میں خیر کا ایوارڈ (award) اُمِ سلمیٰؑ کو ملا ---------

۲۳۔ اللہ نے چاہا کہ رُکیں اور میں اُن سے باتیں کروں، رسولؐ اکرم۔
۲۴۔ اُمِ سلمیٰؑ سِرِّ (راز) نبوت جانتی تھیں ----------------------
۲۵۔ بعدِ رسولؐ مدینے میں خلفشار، اُمِ سلمیٰؑ کا اپنے بیٹے کو بھیجنا-------
۲۶۔ رازِ نبوت کی شرح میں پچیس برس لگ گئے ---------------
۲۷۔ علیؑ کا دورِ خلافت، اُمِ سلمیٰؑ کے بیٹے کے ہمراہ علیؑ کا آنا---------
۲۸۔ اُمِ سلمیٰؑ جو تم سے میرے بعد تختی طلب کرے وہی میرا جانشین ہوگا۔ رسولؐ اکرم
۲۹۔ حدیثِ کساء فرشتے حیران ہو گئے، کیوں؟ -------------
۳۰۔ خاندان ماں سے بنتا ہے -------------------------
۳۱۔ زینبؑ کے پاس منصبِ ولایت تھا -------------------
۳۲۔ خیمے جلے، فرشتے حکم زینبؑ کے منتظر رہے--------------
۳۳۔ قافلہ چلا، زینبؑ کی نظر سیّد سجادؑ پر ---------------------
۳۴۔ حسینؑ کا روضہ بنے گا، قیامت تک زائر آتے رہیں گے ------
۳۵۔ جدھر جدھر نیزے پر علی اکبرؑ کا سر نظر آتا حسینؑ اُدھر اُدھر مڑتے جاتے ---
۳۶۔ صندوق سے سرِ حسینؑ غائب تھا، شمر تازیانہ لے کر سیدِ سجادؑ کی طرف بڑھا

چھٹی مجلس

لاعلمی سے نجات

......《صفحہ نمبر ۱۵۹ تا ۱۸۴》......

۱۔ حق و باطل کا فیصلہ مباہلے میں ہوا ----------------------

۲۔ مباہلے میں شرک اپنی زبان سے بولا میں ہار گیا----------

۳۔ عیسائیوں نے خود کو لعنت سے بچا لیا ---------------

۴۔ عیسائیت پھل پھول رہی ہے ----------------------

۵۔ یورپ کا مثالی نظامِ حکومت حقوق کی پاسداری----------

۶۔ جو خود لعنت کے دریا میں کود پڑے اُس کا کیا علاج ہو --------

۷۔ عیسائیوں نے خود کو یہودیوں سے افضل منوالیا------------

۸۔ عیسائیت کی ترقی کا راز، تسلیم روحانیتِ آلِ محمدؐ ہے ----------

۹۔ عیسائیوں کو انجیل و ہسٹری (history) پر عبور رہا ہے -------

۱۰۔ مباہلے میں چند راہب اپنی پوری قوم کو بچا گئے -----------

۱۱۔ مسلمانوں کو بعدِ نبیؐ اپنی اپنی پڑی رہی ----------------

۱۲۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ---

۱۳۔ جبر بیزاری پیدا کرتا ہے---------------------------

۱۴۔ ثقافت، تہذیب اور ادب میں جاذبیت ہونی چاہئے ---------

۱۵۔ قرآن کا پیغام اوّل تھا دب گیا، عیسائیت عام ہوگئی----------

۱۶۔ کسی عظیم یادگار کی تعریف کیا ہے؟---------------------

۱۷۔ دنیا میں دو یادگاریں عظیم ہیں ----------------------

۱۸۔ اسماعیلؑ کی قربانی، خدا چاہتا کیا تھا؟ -------------------

۱۹۔ جو اپنا سر خود قربانی میں رکھ دے وہ کتنا بڑا انسان ہوگا---------

۲۰۔ عبدالمطلبؑ زم زم ڈھونڈ رہے تھے کافر مذاق اُڑا رہے تھے ---

۲۱۔ عبدالمطلبؑ نے بارہ بیٹے کیوں اور کیسے خدا سے مانگے ------

۲۲۔ عرب میں حسینؑ کا خاندان سب سے بڑا تھا ----------------

۲۳۔ جتنے انصار حسینؑ لے کر نکلے کوئی نکال کے دکھائے ----------

۲۴۔ عبداللہ کی قربانی،ننھیال کی رکاوٹ،قرعہ اندازی ------------

۲۵۔ لوگ بتوں کے نام رٹ رہے تھے عبدالمطلبؑ کے گھر میں اللہ اللہ ہو رہا تھا

۲۶۔ عبداللہ سے پہلے دنیا میں کسی کا نام عبداللہ نہیں تھا -----------

۲۷۔ قیامت تک تاریخِ اسلام موجود رہے گی ----------------

۲۸۔ جسم اور پیر کی اچھائیاں تاریخِ بنی ہاشم ----------------

۲۹۔ سواونٹ،ننھیال نے نواسہ بچالیا -------------------

۳۰۔ جھگڑے عقائد پہ نہیں کرو،انسانیت پہ لڑو ----------------

۳۱۔ پاکستان کے آئین میں انسان کی قیمت نہیں ہے ------------

۳۲۔ حسینؑ نے انسان کی قیمت اور بڑھادی ----------------

۳۳۔ جس پہ اللہ کی لعنت ہو وہ رحمتِ معبود سے خارج ہو گیا---------

۳۴۔ جنابِ عقیلؑ نے لعنت کو حقدار کی طرف کیسے موڑا؟ ----------

۳۵۔ جب لعنت زبان سے نکل جاتی ہے مستحق ڈھونڈ لیتی ہے،حدیثِ رسولؐ

۳۶۔ ہر بڑی آمد اپنے آثار سے پہچانی جاتی ہے ----------------

۳۷۔ مہدیؑ آفتاب ہے،عیسیٰؑ روشنی ہے صبح کی ----------------

۳۸۔ انبیاء کا شجرہ،اکثریت ددھیالی ہے مگر عیسیٰؑ ----------------

۳۹۔ باپ کا وارث بیٹا،نانا کا وارث نواسہ -------------------

۴۰۔ وراثت ماں کی طرف سے بھی ملتی ہے -------------------

۴۱۔ آثار دیکھ کے انکار کرنے والا اندھا ہے -------------------

۴۲۔ مریمؑ کے متعلق غلط فہمیاں یہودیوں نے اُڑائی تھیں ----------
۴۳۔ کربلا کا فیصلہ ہے علمی وراثت کا، جہل کا نہیں -------------
۴۴۔ بارہ بیویوں سے بارہ بیٹے ہوتے تو کیا ہوتا ----------------
۴۵۔ مباہلے میں عیسائیوں نے پہلی بار ہیبت دیکھی -------------
۴۶۔ عیسائی پردے کی عظمت کو سمجھتے تھے -------------------
۴۷۔ اللہ کے عظیم بندوں کے نہ ماننے والوں کے لیئے قیامت ہے --
۴۸۔ ہم اور قیامت ساتھ ساتھ چل رہے ہیں، رسولؐ اکرم ---------
۴۹۔ چلّا چلّا کے درود پڑھنے والا قیامت کی سختی سے بچ جائے گا ---
۵۰۔ آخری وقت کا ایمان اللہ قبول نہیں کرتا --------------------
۵۱۔ اِمام مظلومؑ میدان کربلا میں تنہا نجف کے مسافر کی آمد --------
۵۲۔ مولاؑ نے سر جھکا کے کہا میں حسینؑ ہوں -------------------

ساتویں مجلس

خلافت سے نجات

﴿صفحہ نمبر ۱۸۵ تا ۲۰۷﴾

۱۔ پہلا جھگڑا الا اللہ پر دوسرا اللہ کے رسولؐ پر -------------------
۲۔ ڈھائی لاکھ کا مجمع علیؑ پہ جھگڑا نہ ہوا، سازش ہوئی -------------
۳۔ ایک بھائی نے اللہ کی حکومت کر کے دکھادی -----------------
۴۔ دوسرے بھائی نے مخالفوں کے سر توڑ کے دکھا دیئے ----------
۵۔ علیؑ کی کعبے میں ولادت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ------------

۶۔ قبلِ اسلام عرب میں ولدیت کا معیار تھا ----------------
۷۔ ایامِ کفر میں بھی چلّے کھینچ رہے تھے، دھاگے بندھ رہے تھے ---
۸۔ بدنسل سانپ سے بدتر، معاشرے کے لیئے زہر -----------
۹۔ انسانیت کے لیئے نقصان دہ چیز کافر بھی فنا کر دیتا ہے -------
۱۰۔ لا إلٰہ الا اللہ کافر کو پاک کرتا ہے مگر کتے کو نہیں ------------
۱۱۔ نجف میں کتے نہیں جاسکتے --------------------
۱۲۔ کلمہ نسل کی ضمانت نہیں ہے --------------------
۱۳۔ اژدر صرف ایک سانپ نہیں تھا --------------------
۱۴۔ اسلام میں قدم رکھنے سے پہلے اپنا نسلی اعتبار لکھ لینا ---------
۱۵۔ حلالی حرامی کی پہچان علیؑ نے قیامت تک قائم کر دی ----------
۱۶۔ خونی رشتہ علیؑ سے ابھی تک نہ بنا سکے ------------------
۱۷۔ علیؑ نے مناظرے کی بہترین مثال کو استعمال کیا---------
۱۸۔ علیؑ کو سلسلۂ خلافت سے نکالا نہ جاسکا ----------------
۱۹۔ ایف۔ڈی۔کراکا کا مشہور واقعہ ------------------
۲۰۔ عرب کے بدو دیہاتی لوگ الگ طریقے سے دعا مانگتے ہیں ----
۲۱۔ بغداد کا یہودی جوہری علیؑ کا قرض دار تھا ---------------
۲۲۔ جنابِ زینبؑ کا واسطہ دے کر علیؑ سے دعا نہیں مانگنی چاہئے ----
۲۳۔ حلب اور حمص کے عیسائی چادریں لے کر آئے -------------
۲۴۔ شہزادہ علی اکبرؑ کے مصائب ----------------

آٹھویں مجلس

عشقِ مجازی سے نجات

……《صفحہ نمبر ۲۰۸ تا ۲۳۳》……

۱۔ انسان کی زندگی ہر آن وسیلوں سے وابستہ ہے ----------

۲۔ دنیاوی وسیلوں کا کوئی معیار نہیں ہوتا ----------

۳۔ کائنات کے سب سے بڑے وسیلے علیؑ پر چلتے ہو تو چلو ----------

۴۔ ہم نے جہنم کو بلحاظِ اکثریت بنایا صرف دُشمنِ علیؑ کے لیئے ----------

۵۔ ہر پیغمبر نے علیؑ کو اپنا وسیلہ بنایا ----------

۶۔ حُسنِ نبی باعثِ پریشانی بن گیا، بچپن میں بھی اور جوانی میں بھی -

۷۔ عشق جب حُسن کا ساتھی بنتا ہے تو پریشانیاں اور بڑھ جاتی ہیں -

۸۔ یوسفؑ متوجہ ہونے ہی والے تھے کہ وسیلہ درمیان میں آ گیا ---

۹۔ حضرتِ عیسیٰؑ نے آخری وقت کس کو پکارا ----------

۱۰۔ گوتم بدھ نے تلاشِ حق میں وسیلہ کسے بنایا ----------

۱۱۔ دنیا میں ایک اوتار علیؑ آنے والا ہے ----------

۱۲۔ مہابھارت میں علیؑ کے وسیلے کی تفصیل درج ہے ----------

۱۳۔ گُرونانک کا گرنتھ، ہر چیپٹر (chapter) پر علیؑ ----------

۱۴۔ دنیا علیؑ کو وسیلہ بنا رہی ہے اور مسلمان دشمنانِ علیؑ کو ----------

۱۵۔ اکیلا شیطان مگر آفت مچائی ہے دنیا میں ----------

۱۶۔ شر اپنی عیاریوں سے مقابلہ کر لیتا ہے ----------

۱۷۔ جتنے اچھے عاشق علیؑ کو ملے کسی کو نہیں ملے ----------

۱۸۔ علیؑ کے علاوہ کسی نام پہ مرنے والا نہ ملے گا-----------------

۱۹۔ دولت اندھی ہوتی ہے حُسن اندھا نہیں ہوتا-----------------

۲۰۔ حُسنِ کامل میں کوئی عیب نہیں ہوتا---------------------

۲۱۔ عشقِ علیؑ میں بے صبری نہیں چلتی---------------------

۲۲۔ علیؑ کی محبت اَعلیٰ ظرف ڈھونڈتی ہے ------------------

۲۳۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، علیؑ کی محبت سمجھانے کے نوٹس (notes) ہیں

۲۴۔ نماز، روزہ، آسان ہے محبتِ علیؑ مشکل ہے ----------------

۲۵۔ کائنات کا سب سے مشکل کام عشقِ علیؑ ہے ---------------

۲۶۔ محبتِ علیؑ کا نشہ تو جبریلؑ کو چڑھا ہوا ہے ہم کیا کریں-----------

۲۷۔ علیؑ کے مستانے اور دیوانے کو چھیڑنا نہیں چاہئے ---------------

۲۸۔ علیؑ کی محبت کا نشہ دنیا کو علم دینے پہ مجبور کرتا ہے---------------

۲۹۔ عشقِ علیؑ بیان کرنے سے بڑھتا رہتا ہے ختم نہیں ہوتا---------

۳۰۔ علیؑ نام لے لے کر کہیں گے تم جنّت میں جاؤ تم جہنّم میں جاؤ----

۳۱۔ اللہ کو ماننا اور نہ ماننا فرق علیؑ نے بتایا-------------------

۳۲۔ علیؑ کو ماننے میں یہاں اور وہاں دونوں جگہ فائدہ ہے ---------

۳۳۔ علیؑ کے ملنگ کو چھیڑنا اچھا نہیں ہے ----------------------

۳۴۔ قنبر کی جوتی کا تلا اور متوکّل کے بیٹے -----------------

۳۵۔ ابنِ سکیت، عشقِ علیؑ کا شہید، ہر خون کا قطرہ یا علیؑ یا علیؑ --------

۳۶۔ گلے کٹے تو یا علیؑ پر کٹے تو یا علیؑ، عشقِ علیؑ رُک نہ سکا-------------

۳۷۔ جنابِ عقیلؑ، دشمنِ علیؑ کے سر پر، پیسے بڑھ رہے ہیں ----------

۳۸۔معاویہ کی پوری کیبنٹ (cabinet) بدنسلوں اور چوروں کی تھی
۳۹۔ لعنتیں لینے کا بھی اپنا مزہ ہے ------------------------
۴۰۔ جنابِ عقیلؑ نے سب کے شجرے کھول کر بتائے -----------
۴۱۔ علیؑ نے کوئی وزیر اسفل اور کمینے خاندان کا نہیں بنایا ---------
۴۲۔ دنیا سمجھی زبانیں اور ہاتھ پیر کاٹ کر عشقِ علیؑ ختم کر دیں گے ----
۴۳۔عشقِ علیؑ کی لذّت میثم سے پوچھو، کمیلؑ سے پوچھو، کربلا والوں سے پوچھو
۴۴۔گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے -----------------
۴۵۔ جہاں جہل ہے وہاں عشقِ علیؑ نہیں آ سکتا ---------------
۴۶۔ حسینؑ صرف انسانیت کی فلاح چاہتے تھے ---------------
۴۷۔ بدنسل کی اولاد ہم پر حکومت نہیں کر سکتی ----------------
۴۸۔ بعدِ کربلا لفظِ بیعت بنی اُمیہ اور بنی عباس کی زبان پر نہ آ سکا ----
۴۹۔ ہر دن یومِ حسینؑ ہے ---------------------------
۵۰۔ حسینؑ کے بعد زینبؑ نے دین کو پناہ دی --------------
۵۱۔ عراق سے شام تک راستے میں چھوٹی چھوٹی قبریں ---------

نویں مجلس

بدنیت سے نجات

......﴿صفحہ نمبر ۲۳۴ تا ۲۵۵﴾......

۱۔ دینِ اسلام میں شک حرام ہے -----------------------
۲۔ علیؑ حاضر ہیں سب غیر حاضر ہیں ---------------------

۳۔ عشقِ علیؑ کا اظہار احساسِ کمتری سے بچاتا ہے ---------------

۴۔ بنا علیؑ ہمارا امیج (image) نہیں بنتا ------------------

۵۔ علیؑ ہر رُخ سے اچھے لگتے ہیں----------------------

۶۔ فرشتوں کو بھی فضائلِ علیؑ کا اندازہ نہیں ہے ---------------

۷۔ سارے مسلمان ثواب کے کاموں میں مصروف ہیں ---------

۸۔ اعمال ہمارے پیمانہ اللہ کے پاس ہے ------------------

۹۔ بعض کے روزے صبح ہی کو کھل جاتے ہیں ---------------

۱۰۔ آج تک کسی نے نیت کو نہیں دیکھا----------------------

۱۱۔ بدنیت کے سامنے نہیں کھانا پینا چاہیے ------------------

۱۲۔ بدنظروں سے اعمال بچائے جاتے ہیں -----------------

۱۳۔ ماتم داروں کے کالے کپڑے بدنظروں سے بچاتے ہیں -----

۱۴۔ جہاں آپ نے کہا علیؑ، نیت صحیح ہوگئی --------------------

۱۵۔ علیؑ سے ڈرنا چاہیے ------------------------------

۱۶۔ اگر علیؑ نہ ہوتے دُنیا کو پتہ کیسے چلتا اللہ ہے ---------------

۱۷۔ علیؑ کی ایک ہاں پہ توحید باقی ہے ---------------------

۱۸۔ علیؑ اور اسلام ایک ساتھ پیروں چلے ہیں ----------------

۱۹۔ تم کلمہ دیکھو ہم دلوں کی نیت دیکھتے ہیں ---------------

۲۰۔ زمانہ صرف عمل دیکھنے کا عادی ہے ------------------

۲۱۔ اللہ کو بنی ہاشم کی نیتیں پسند تھیں------------------

۲۲۔ صاحبِ کتاب بڑا ہوتا ہے کتاب چھوٹی ہوتی ہے ----------

۲۳۔ جب سب اتنے اُترے تو لوگوں کے چہرے اُترے -------

۲۴۔ جبریلؑ اُتر کے واپس گئے مگر اُترے چہرے واپس نہیں ہوئے -

۲۵۔ توحید کا پرچم جبریلؑ نے بنی ہاشم میں گاڑ دیا -------------

۲۶۔ باطل اور شر کا پرچم بنی اُمیہ میں شیطان نے گاڑ دیا ---------

۲۷۔ فتح مکّہ کے بعد سب رضی اللہ تعالیٰ ہو گئے --------------

۲۸۔ آلِ محمدؐ نے کوئی اللہ کا کام کبھی چھپا کر نہیں کیا -------------

۲۹۔ ابوسفیان! تو مجھے خلافت دِلائے گا، تو اسلام کا ہمدرد کب سے بن گیا؟

۳۰۔ ثلاثہ کا مددگار ابوسفیان تھا -----------------------

۳۱۔ اگر نبیؐ کا غیر نظر ڈالے تو اندھا ہو جائے ----------------

۳۲۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو سجا کر سرخرو کیا --------------

۳۳۔ تمہارا کام پہنچانا ہے منوانا نہیں ہے ---------------

۳۴۔ لوگ دُنیا سجا رہے تھے علیؑ دین سجا رہے تھے -----------

۳۵۔ جنازے پر بیعتیں نہیں ہوتیں، بیعت ہوگئی غدیر میں -------

۳۶۔ علیؑ نے عباس ابنِ عبدالمطلبؑ کو منع کیوں کر دیا ----------

۳۷۔ علیؑ نے اپنی نیت پہ تین خلافتوں کو صدقے کر دیا ----------

۳۸۔ علیؑ کے بچپن کی نیت اب تک قائم ہے، لوگوں نے توڑ دی-----

۳۹۔ باب السّاعت اور دربار کے مصائب ------------------

دسویں مجلس

کُفر سے نجات

……《صفحہ نمبر ۲۵۶ تا ۲۸۴》……

۱۔ ابوسفیان کے نمائندے شیعہ و سنی دونوں کو تباہ کر رہے ہیں -----
۲۔ شیعہ فرقہ نہیں ایک ثقافت، ایک تہذیب، ایک تاریخ کا نام ہے
۳۔ لفظِ شیعہ کی توہین قرآن کی توہین ہے -----
۴۔ شیعہ پوری کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں -----
۵۔ فضائلِ علیؑ کو جتنا روکا گیا اتنے پھیلے -----
۶۔ تمہارے بت تمہیں مبارک ہمارا دین ہمیں مبارک -----
۷۔ اللہ سب کو اپنا اپنا مذہب اور فقہ مبارک کرے -----
۸۔ اللہ نے نہیں چاہا کہ غدیر کو سب مانیں -----
۹۔ ہم چاہتے تو نمرود کو کلمہ پڑھوا دیتے -----
۱۰۔ سب گمراہ ہو جائیں تا کہ علیؑ والے پہچانے جائیں -----
۱۱۔ شبِ ہجرت چادر، خندق میں عمامہ، خیبر میں علم -----
۱۲۔ تین کو کچھ نہیں ملا چوتھے کو سب مل گیا -----
۱۳۔ جِنّات انسانوں سے تعداد میں زیادہ ہیں -----
۱۴۔ سورۂ رحمن سن کر جِنّات ایمان لائے مگر سب نہیں -----
۱۵۔ جِنّات میں یا شیعیانِ علیؑ ہیں یا کافر -----
۱۶۔ مسجدِ کوفہ میں اژدھے کی آمد، علیؑ سے گفتگو -----

۱۷۔ زعفر نے باپ کا حق پایا مگر میرے بیٹے باپ کا حق نہ پاسکیں گے
۱۸۔ جنگِ بیرُ الالم کا واقعہ، جنا تیت کا قلعہ، علیؑ کی فتح------------
۱۹۔ جنات مٹھائی کے عاشق ہوتے ہیں --------------------
۲۰۔ افغانستان کے شہر گردیز کا واقعہ --------------------
۲۱۔ پاکستان میں کفر کا اسٹاک (stock) ہے، کبھی کبھی بٹنے لگتا ہے
۲۲۔ بعدِ شہادت جنّات نے مرثیہ پڑھا، اُم سلمیٰؑ -------------
۲۳۔ جنابِ امیرؑ، جنابِ سیّدہؑ، امام حسنؑ کی شہادت پر بھی یہی کیفیت تھی
۲۴۔ امام حسینؑ کو جنّات نے رو رو کر مدینے سے رخصت کیا --------
۲۵۔ مکّے سے روانگی کے بعد راہ میں پوری قومِ اجنہ نصرت کے لیئے آئی
۲۶۔ زعفر جن کی روزِ عاشور کربلا میں آمد -----------------
۲۷۔ انبیاء، ملائکہ برائے نصرتِ امام مظلوم حاضر ہوئے ----------
۲۸۔ پنجتنؑ پاک کربلا میں، خونِ حسینؑ رسولؐ اللہ نے محفوظ کیا ------
۲۹۔ چاروں طرف لاشے اور چہرہ گلاب کی طرح کھلا ہوا----------
۳۰۔ حسینؑ اپنے دوست داروں کی بڑی قدر کرتے ہیں ----------
۳۱۔ جو جوان بیٹے کو پانی نہ پلا سکے وہ پانی پی کر کیا کرے----------
۳۲۔ جب مجلس میں ہوا کا جھونکا آجائے تو سمجھ لو کون کون آگیا------
۳۳۔ مظلوم اور زخمی امام نے زعفر کو اپنی جنگ دکھائی ------------
۳۴۔ حسینؑ نے کربلا میں دشمنوں کے لاشے بچھا دیئے -----------
۳۵۔ جس کا جوان بیٹا، جوان بھائی مارا جائے، اُس کی لڑائی دیکھو ----

مولانا مرزا محمد اشفاق شوقؔ لکھنوی:

خلوص پیکر

عزیزم علاّمہ ضمیر اختر صاحب کے لیئے

خطیبِ باکمال، ادیبِ بے مثال، آشنائے رموزِ مودّت، واقفِ اسرارِ محبت، انیسؔ لیلائے فصاحت، جلیسؔ وعروسِ بلاغت، عندلیبِ چمنستانِ ولایت، بلبلِ بوستانِ عصمت، سروِ چمنِ اردو، سفیرِ گلشنِ لکھنؤ، نازِ تحقیق، فخرِ تدقیق، ناشرِ آیاتِ جلی، کاشفِ فضائلِ علیؑ، شیدائے مصداقِ انّما، عاشقِ مرادِ لافتیٰ، گدائے مقصودِ ہل اتیٰ، فقیرِ بابِ قل کفیٰ، مستِ صہبائے غدیر، دیوانۂ جنابِ امیر، ہارونِ[1] زماں، بہلولِ دوراں، موذّنِ نمازِ عشقِ علیؑ، نقیبِ عظمتِ ولایت، ولیِ کلیمِ منبر، مدّاحِ حیدرؑ، سلیمانِ بلقیس زباں، شہنشاہِ اورنگ بیاں، غواصِ لولوٗ و مرجاں، ثنا خوانِ عترت وقرآں، رفیقِ صاحبانِ ولا، ندیمِ اربابِ عزا، مبینِ سانحۂ کربلا ذاکرِ حضرتِ سیّد الشہداؑ، رہروِ طریقِ قنبری، سالکِ مسلکِ بوذری، عمار فطرت، سلمان طینت، وفا جوہر، خلوص پیکر عزیزم (علامہ) ضمیر اختر نقوی۔

---

[1] نوٹ: ہارونِ مکّی (صحابی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام)

سیّد ممتاز حسین زیدی (موتیؔ)

''آسمانِ خطابت کے عظیم اختر''

ضمیر اختر، ضمیر اختر

بیس۲۰ برس اُدھر کی بات ہے کہ جب علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی صاحب کو ضمیر اختر نہ جانتے ہوئے بھی صرف ضمیر اختر ہی جانتا تھا مگر آپ جناب کی محبت اور معرفت دل میں نہ رکھتا تھا۔ انچولی سوسائٹی کی امام بارگاہِ چہاردہ معصومین میں صبح ۱۱ بجے مرثیہ تحت اللفظ کی مجلس کا انعقاد تھا اور علامہ صاحب کو اس مجلس میں حضرت جوشؔ ملیح آبادی کا تصنیف کردہ مرثیہ بعنوان ''پانی'' پڑھنا تھا۔ میں بھی اپنے شوق اور ذوق سے مجبور ہو کر مرثیہ سننے پہنچا۔ اُس وقت میرا تاثر صرف یہ تھا کہ مجھے کلامِ جوشؔ سننا ہے۔ جو میرے لیے انتہائی دقیق اور مشکل تھا مجھے موقع فراہم ہوا اور میں علم و ادب کی بارگاہ میں ایک طالبِ علم کی حیثیت سے پہنچا۔

مشاہیرِ شہر اُس مجلس میں شریک تھے۔ اگر میرا حافظہ مجھے تنہا نہ چھوڑے تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت رئیسؔ امروہوی مرحوم اور سبطِ حسن انجمؔ مرحوم کے علاوہ اور دیگر ادب کی قد آور شخصیات اُس مجلس میں رونق افروز تھیں۔ وقت مقررہ پر علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیرؔ اختر نقوی صاحب زیب منبر ہوئے اور حسبِ دستور حمد و ثنا کے بعد مرثیے سے متعلق کچھ تمہیدی گفتگو کی اور پھر مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔ دورانِ مرثیہ علاّمہ صاحب نے رفتہ رفتہ ہر مصرعے کی شرح اور تفسیر بیان کی اور کلامِ جوشؔ

کا نشہ جو مجھ پر سوار تھا وہ ہوا ہو چکا تھا اور میں ایک وجدانی کیفیت میں کھو چکا تھا۔ اور علاّمہ ضمیر اختر کی خطابت اور دلنشیں آواز کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ اُس دن مجھے شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ تفسیر صرف قرآن ہی کے لیے ضروری نہیں ہے بلکہ شہر میں اسی طرز پر ''مجالس تفسیر مرثیہ'' بھی ہونا چاہئیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں گھر سے اپنے دل کو اپنے ساتھ لے کر چلا تھا مگر اختتامِ مجلس پر نہ معلوم میرا دل کس نے چرا لیا تھا......! بعد مدت کے بہ توفیق الٰہی اور بہ تائید مولا علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب تک ایک مرتبہ پھر رسائی ہوئی اور پھر کچھ ہی دنوں میں مجھے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ بیسؔ برس پہلے جو میرا دل چوری ہوا تھا وہ ضمیر اختر صاحب ہی کے پاس بڑی احتیاط کے ساتھ رکھا ہے۔

اب میں ان سطور کی شرح و تفصیل بیان کرتا ہوں کہ یہ سارا ماجرا کیا ہے؟ جب علاّمہ صاحب مرثیہ پڑھ رہے تھے تو میں اپنے ذوق سے مجبور ہو کر اور ضمیر اختر صاحب کی ''شرحِ مرثیہ'' سے متاثر ہو کر برمحل اور برحق داد دے رہا تھا نہ تو علاّمہ صاحب مجھے ذاتی طور پر جانتے تھے اور نہ مجھے اُن سے اُس وقت تک کوئی قلبی یا ادبی راہ و رسم تھی۔ علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب کو قدرت نے جہاں اور بہت سے ہنر اور فن سے نوازا ہے وہاں یہ فن بھی بہ درجہ اتم موجود ہے کہ دورانِ مجلس وہ ہر سامع پر بھرپور نظر رکھتے ہیں اور پہچان لیتے ہیں کہ کون سا سامع کس کیفیت اور وجدان میں تقریر یا مرثیہ سن رہا تھا۔ بعد از مجلس میں اپنی کم علمی اور تنہائی کو دیکھتے ہوئے امام بارگاہ کی دیوار سے ایک طرف ٹیک لگائے یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ جناب حضرت رئیس امروہوی اور سبطِ حسن انجم صاحب علاّمہ صاحب کو ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ ساتھ ''حق مرثیہ اور حقِ بیانی تحت اللفظ'' پر بھرپور

خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔ اب جب علاّمہ صاحب اس مرحلے سے فارغ ہوئے تو اچانک اُن کی نظر مجھ پر پڑی اور وہ خود ہی بڑی محبت اور مشفقانہ انداز میں میرے نزدیک آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور بڑے ہی پیارے اور خوبصورت انداز میں میرا نام اور حال احوال دریافت کیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں نے اچانک ''کچھ کھودیا'' اور اگلے ہی لمحے ''بہت کچھ'' پالیا۔ جو میں نے کھویا وہ ''دل'' تھا اور جو میں نے پایا وہ ''علم'' تھا۔ علاّمہ صاحب کا خلوص، محبت اور اخلاص اس بات کا متقاضی تھا کہ نہ جانتے ہوئے بھی اُنھوں نے اس بات کو جان لیا کہ اس شخص نے پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ مرثیہ سنا ہے اور یہ علاّمہ صاحب کا کمالِ محبت ہے کہ وہ اپنے اوپر کسی کا قرض نہیں رکھتے اور جلد ہی اُس قرض کو ادا کر دیتے ہیں۔ اب مجھے فخریہ طور پر یہ شرف حاصل ہے کہ میں اس موقع پر میر انیسؔ کا یہ شعر اس تحریر میں جوڑ سکتا ہوں۔

تمہارے حلقہ بگوشوں میں ایک ہم بھی ہیں
پڑا رہے یہ سخن کان میں گہر کی طرح

اب جبکہ علاّمہ صاحب کی خطابت کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ اس کرہِ ارض پر روشن ہے ہر صاحبِ فکر و نظر سے لے کر ''ملک و جن و انس'' علاّمہ صاحب کی تقاریر اور مجالسِ سید الشہداؑ کا بیان بڑے ہی غور سے سنتے ہیں۔ بلکہ میں خود اس بات کا گواہ ہوں کہ کئی مرتبہ میں نے مجلس میں جہاں اور بہت سے معجزے ہوتے دیکھے ہیں وہیں یہ معجزہ بھی بہ چشمِ نم دیکھا کہ ''وقت خود ٹھہر کے ضمیرؔ اختر نقوی صاحب کو سن رہا ہے''۔ اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ مجلس میں جہاں ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو وہ قبولیتِ دعا کا وقت ہوتا ہے لہٰذا میری دعا یہی

ہے کہ خطابت کا یہ سورج یونہی تا دیر پوری آب و تاب کے ساتھ اس کرۂ ارض پر منّور و روشن رہے۔

میں اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتا اگر میرا ضمیر میری توجہ اس جانب مبذول نہ کراتا کہ حُسن روایت یہ ہے کہ واقعات کو کامل بیان کیا جائے۔ اور حقِ محبت بھی یہی ہے کہ حق کو ظاہر کیا جائے۔

گلشنِ اقبال بلاک ۳ میں ریٹائیرڈ کیپٹن خورشید الحسن صاحب کے مکان پر مجلس برپا تھی۔ میں نے اپنی کج سخنی میں سلام پیش کیا۔ بعدۂ علاّمہ صاحب نے مجلس سے خطاب کیا۔ آپ زیبِ منبر ہوئے اور تمہید کے بعد سامعین سے ارشاد فرمایا کہ چونکہ اس بارگاہ اور علاقے میں یہ میری پہلی مجلس ہے اور یہ سامعین بھی میرے لیے نئے ہیں اور مجلس کے لیے ضروری ہے کہ کسی ایک موضوع کو عنوان بنا کر مجلس پڑھی جائے تو پھر بعد میں وہ مجلس ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور اُس معیّن کردہ موضوع پر بہت کچھ "Matter" ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے جو بعد میں ریسرچ کرنے اور پڑھنے پڑھانے والے لوگوں کے لیے مددگار و معاون ثابت ہوتا ہے۔ علاّمہ صاحب نے کہا اس لیے میں آپ تمام سامعین سے کہتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی صاحب مجھے ''اس وقت'' کسی ایک موضوع کی طرف اشارہ کریں تو میں اُس موضوع کو عنوان بنا کر تقریر کروں۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ عموماً ذاکرین از خود مجلس کے لیے عنوان تلاش کرتے ہیں اور پھر اُس عنوان پر خوب اچھی طرح مواد جمع کر کے مجلس پڑھتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک اچھی اور مستحسن بات ہے کہ ''پڑھ کر پڑھا جائے'' مگر اس سے بھی بڑھ کر قابلِ فخر یہ بات ہے کہ علامہ صاحب مجلس کا عنوان اکثر و بیشتر سامعین کی مرضی

اور منشا پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر جو بھی فرمائش ہوتی ہے اُس پر فی البدیہہ بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اختتامِ مجلس تک بیانِ مجلس کو وہ معراج عطا کرتے ہیں کہ گویا ایسا لگتا ہے کہ حشر کا میدان ہے کہ جہاں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ بالکل اسی طرح علامہ ضمیر اختر کی مجالس میں داد دینے والوں کی آوازوں سے حشر کا سا منظر آنے لگتا ہے۔ متذکرہ بالا مجلس میں بھی جب آپ نے یہ دیکھا کہ سامعین عنوان بتانے میں کچھ ہچکچا رہے ہیں تو پھر آپ نے سامعین کی اس مشکل کو بھی آسان بنا دیا اور بہت سے عنوانات سامعین کے سامنے رکھ دیے مثلاً فرشِ عزا، ذُلذُل، علم، ''تابوت''، آنسو، منبر، تخت، رومال، بانیِ مجلس، حاضرینِ مجلس، تبرک، چاندنی، خاکِ شفا، تسبیح، آہ اور واہ، سوز خوانی، نوحہ، سلام، محبت، مودّت، معرفت، اتنے خوبصورت، اچھوتے اور جدید عنوانات کو سن کر ہی سامعین نے علاّمہ صاحب کو بھرپور داد دینی شروع کر دی۔ تو درمیان میں سے پھر ایک صاحب نے کمرِ ہمت باندھی اور کہا کہ آپ آج ''تابوت'' پر مجلس پڑھیں۔ مگر میرا ذاتی تجزیہ ان عنوانات کو سن کر یہ تھا کہ عنوانات کی فہرست ہی خود نصف مجلس ہے اور فضائلِ مجلس کا حصّہ بیان ہو چکا ہے اب صرف مصائب پڑھنے باقی رہ گئے ہیں۔

علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب کا حافظہ یقیناً کسی ''معجزہ'' سے کم نہیں۔ آپ نے فوراً اپنے حافظے سے کام لیتے ہوئے ''تابوت'' کے موضوع پر تقریر کرنا شروع کی۔ اور پوری چابکدستی کے ساتھ ایجادِ تاریخِ تابوت سے لے کر اس عہد تک یعنی منت کے تابوت اُٹھانے تک کی تاریخ کو بیان کرنا شروع کیا، اور یوں یہ مجلس بھی ایک پی، ایچ، ڈی، کے مقالے کی حیثیت اختیار کر گئی۔ ہر شخص اپنی جگہ

آپ کی معلومات، قدرتِ بیان اور پھر سب سے اہم نکتہ ''ربطِ مضمون'' پر اپنی عقیدت اور داد و تحسین کے پھول نچھاور کر رہا تھا اور میں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا کہ کیا ہمارے شہر اور ملک میں بھی ایسے خطیب اور ذاکر موجود ہیں کہ جو روایت سے ہٹ کر بھی مجلس کو جدید عنوان دے کر بڑی ہی خوبصورتی اور کمالِ بیان کے ساتھ اُسی مجلسی روایت سے منسلک ہوجاتے ہیں کہ جسے بزرگوں نے قائم کیا اور ''گریہ مجلس کو مآلِ مجلس'' قرار دیا واہ، واہ کیا مجلس تھی آج بھی اُس مجلس کا سماں آنکھوں میں اور نشہ سر پر سوار ہے۔ بعد میں میں علاّمہ صاحب کے ساتھ چائے پر شریک تھا۔ علاّمہ ضمیرؔ اختر نقوی صاحب نے ہمارے ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے ہمیں میر انیسؔ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے مرثیے کے چند بند سنائے جس میں حضرت امام حسینؑ کی آنکھوں کی تعریف کی گئی تھی اور میر انیسؔ نے چند مصرعوں میں ۵۳ خوبیاں امام حسینؑ کی آنکھوں کی بیان کی تھیں۔ مگر علامہ صاحب نے وہ بند اس روانی اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کئے کہ گویا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آنکھوں کے سامنے دفترِ انیسؔ کھلا ہوا ہے اور آپ اُسے دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ اُن مصرعوں میں خاص بات اور تکنیک یہ ہے کہ اُن مصرعوں کو صرف وہی شخص روانی اور جادو بیانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے کہ جسے زبان و بیان پر بھرپور قدرت حاصل ہو اور یہ ہنر علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب سے کچھ دور نہیں ہے۔

''اللہ کرے زورِ خطاب اور زیادہ''

ادب کا ادنیٰ طالبِ علم
سیّد ممتاز حسین زیدی موتیؔ

۲۱، ذی الحج ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۳، فروری ۲۰۰۳ء

پہلی مجلس

ہلاکت سے نجات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرۂ ثانی کی پہلی تقریر آپ حضرات خیمۂ سادات میں سماعت فرما رہے ہیں، ''علیؑ وسیلۂ نجات'' کے عنوان سے (صلوات) نجات ایک ایسا لفظ ہے کہ جو نیا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ لفظ آج سے دس ہزار برس پہلے نازل ہوا اور اعلان پروردگار نے کیا حضرت نوحؑ کے دور میں اللہ نے کہا اے نوح ایک کشتی بناؤ جب کشتی بن کر تیار ہوئی تب طوفان آیا پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا، زمین پانی پانی ہوگئی، اللہ نے کہا کہ وہ پانی انسانوں کے لیئے عذاب ہے، کافروں کے لیئے منافقوں کے لیئے عذاب ہے اب جو اس عذاب سے نجات چاہتا ہے وہ کشتیٔ نوحؑ میں آ جائے، کوئی لفظ دین وشریعت میں ایسا نہیں ہے کہ جس لفظ کی ایک ضد نہ ہو جیسے آج آپ کہتے ہیں اندھیرا تو فوراً تصور میں آتا ہے اُجالا جب بھی آپ کوئی لفظ دین کا دہرائیں تو اُس کی ضد فوراً ذہن میں آجاتی ہے کہ یہ لفظ کیوں بولا جاتا ہے۔ آپ نے کہا عدالت، فوراً ذہن میں لفظ آئے گا ظُلم عدل اُس کی ضد، ظُلم کی ضد عدل، جب اللہ نے کہا کہ جو کشتی میں

آ گیا اُس کی نجات ہے یہ سفینۂ نجات ہے تو اب فوراً نجات کی ضد آنا چاہئے تو اللہ نے کہا جو کشتی میں آیا اُس کی نجات ہوئی جو کشتی سے دُور گیا وہ ہلاک ہوا، تو اب دو لفظ آئے ایک نجات ہے ایک ہلاکت ہے اس لیئے کہا حضورؐ نے آلِ محمدؐ مثلِ کشتیِ نوحؑ، اُمت کے لیئے نجات ہیں جس نے آلِ محمدؐ کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا، ضروری یہ تھا کہ جس طرح نجات کا تعارف ہوا تھا ایسے ہی ہلاکت کا بھی تعارف ہوتا تشنہ رہ جاتی تاریخ میں بات کہ ہلاکت کا تعارف کیا ہے۔ بات رہ گئی تاریخ میں کہ حضرت عمر نے بہتّر مرتبہ کہا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ یعنی موصوف نے اس بات کا اقرار بہتّر مرتبہ کیا کہ علیؑ وسیلۂ نجات ہیں جس نے علیؑ کو چھوڑ دیا وہ ہلاکت میں پڑا، وہ ہلاک ہوا اُنہوں نے کہا بہتّر مرتبہ یہ منزل میرے لیئے آئی کہ میں ہلاک ہو جاتا لیکن علیؑ نے مجھے نجات دی، اب سوال یہ ہے کہ ہلاکت سے علیؑ بچاتے ہیں، اعلان مسلمانوں کی بڑی شخصیت نے کیا ہے تو اب نظام کس کا ہے نظام کس کا چلنا چاہئے جو بار بار پوچھ رہا ہے اُس کا نظام چلے گا یا جس سے پوچھا جا رہا ہے اُس کا نظام چلے گا۔ ایک سامنے کی بات اور جو بیان ہوئی اس پر تمام فرقے متفق ہیں کہ یہ اعلان ہوا اور اس روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ یہ کہیں کہ مجھے ہلاکت سے بچایا آپ اُس کا نام مشورہ رکھ دیں مشورہ اور ہے اور ہلاکت سے بچانا اور ہے یہ تو علیؑ کا فریضہ تھا وہ تو آئے تھے ہلاکت سے بچانے کے لیئے اب ایک سوال یہ ہے کہ ہلاکت بھی کئی طرح کی ہوتی ہے نوحؑ کی کشتی میں جو لوگ آئے اُن کی نجات ہوئی منہ بولا بیٹا پہاڑ پر چڑھ گیا نوحؑ نے کہا کہ کشتی میں آ جا تو تیری نجات ہو گی لیکن وہ غرق ہوا تو اللہ نے فرمایا ہلاک ہوا یعنی ہلاکتیں بھی دو طرح کی ہیں۔ ایک ہلاکت وہ ہے کہ آدمی

جان سے چلا جاتا ہے ایک ہلاکت یہ ہے کہ ہاتھ سے دین چلا جاتا ہے علیؑ دونوں طرح کی ہلاکتوں سے بچارہے ہیں علیؑ کسی کا دین تباہ ہونے سے بھی بچارہے تھے اور ہلاکت کی موت سے بھی بچارہے تھے۔(نعرۂ حیدری) علیؑ دونوں طرح کی ہلاکتوں سے بچارہے تھے۔نوحؑ کا بیٹا منہ بولا تھا سگا نہیں تھا اگر سگا بیٹا ہوتا تو بات یہ ہوتی کہ نبی کی تربیت میں کوئی کمی رہ گئی یعنی وہ نبی جو اُمت کی ہدایت کے لیئے آتا ہے وہ اتنا ناکامیاب کہ بیٹے کی ہدایت نہ کرسکا۔اس لیئے اصل بیٹا نہیں ہے اگر خون ہوتا تو کبھی ہلاکت میں نہ پڑتا۔وہ رشتے جو دنیا میں جوڑ لیئے جاتے ہیں اُن میں ہلاکت کی گنجائش ہوتی ہے اور جو رشتے اللہ بنا دیتا ہے اُس میں ہلاکت کی گنجائش نہیں ہوتی۔دو طرح کے رشتے ہوتے ہیں دنیا میں کوئی بھی مذہب ہو یہودی، عیسائی، ہندو، کافر، مسلمان اور مسلمانوں کے جتنے بھی فرقے ہیں اُن میں تمام انسانوں میں رشتہ داریاں دو طرح کی ہوتی ہیں اور دو گروہوں میں برابر برابر آمنے سامنے یوں بھی ہیں کہ آدھی رشتہ داریاں وہ ہیں جو''ب'' سے شروع ہوتی ہیں آدھی رشتہ داریاں وہ ہیں جو''س'' سے شروع ہوتی ہیں۔ ''ب'' سے جو رشتے داریاں شروع ہوتی ہیں وہ بائے بسم اللہ والی ہیں وہ نقطۂ بائے بسم اللہ والی ہیں وہ رشتے داریاں بابِ مدینۃ العلم والی ہیں اور''س'' والی رشتے داریاں جو ہیں وہ والناس کے''س'' والی ہیں۔قرآن شروع''ب'' سے ہوتا ہے اور ختم''س'' پہ ہوتا ہے۔''ب'' سرفہرست ہے''س'' سب سے آخر میں ہے، دو ہی طرح کی رشتے داریاں ہیں یا''ب'' سے یا''س'' سے''ب'' میں کون سی ہیں باپ، بیٹا، بھائی، بہن اور''س'' میں کون کون ہے، سالا، سسر، ساس، سلہج، ساڑھو، بس فرق یہی ہے آپ میں اور دنیا میں آپ چودہ سو برس سے

یہ بتا رہے ہیں کہ ہم ''ب'' والی رشتے داریوں کو لیئے بیٹھے ہیں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ رسولؐ کا باپ کون تھا رسولؐ کی بیٹی کون تھی رسولؐ کا بھائی کون تھا اور دنیا یہ دیکھ رہی ہے رسولؐ کا سالا کون تھا، سسر کون تھا، ساس کون تھی۔ یہ قدرت کا نظام ہے اس میں کوئی لڑ نہیں سکتا۔ جتنی رشتے داریاں ''ب'' والی ہیں جب اللہ بنا دیتا ہے تو وہ ٹوٹ نہیں سکتیں بھائی بھائی رہے گا، بیٹا بیٹا رہے گا بیٹی بیٹی رہے گی۔ باپ باپ رہے گا لیکن ''س'' والی رشتے داریاں ایک لفظِ طلاق سے ختم ہو جاتی ہیں ایک لفظ سے گویا کچّا دھاگا ہے فوراً ٹوٹ جاتا ہے ایک لفظ سے اس میں بھی آپ ہی نے کمال کیا کہ آپ ذرا دیر میں ٹوٹنے دیتے ہیں آپ زبانی نہیں کہتے، طلاق، طلاق، طلاق ورنہ عام مسلمان تو کہتے ہیں بس جلدی سے توڑ دو منہ سے لفظ نکلا اور رشتہ ٹوٹا آپ کے یہاں یہ ہے وکیل بلاؤ مولوی بلاؤ پہلے صفائی کراؤ یعنی یہ سوت کا دھاگہ ہے اور ٹوٹنے نہ پائے ہم ہی نے تو ٹوٹنے نہیں دیا اور یہ رشتے کبھی ٹوٹ نہیں سکتے یہ ٹوٹنے کی بات بہت دور ہے۔ بھئی یہ جوڑنے کے بعد اتنے مضبوط ہوتے جاتے ہیں جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے یہ رشتے اور مضبوط ہوتے جاتے ہیں، اب ذرا غور فرمائیں مدینے میں رسولؐ اللہ نے مسجدِ نبویؐ کے صحن میں اصحاب کو جمع کیا اور کہا کہ اب میں بھائی چارہ کروں گا تاکہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی مدد کرے، تاریخ ابنِ ہشام، تاریخ ابوالفدا، تاریخ ابنِ خلدون تمام کتابوں میں یہ واقعہ اسی طرح لکھا ہے جیسے پڑھ رہا ہوں، حضرت حمزہؑ کو زید بن حارثہ کا بھائی بنا دیا، حضرت جعفر طیارؑ کو معاذ بن جبل کا بھائی بنایا، زبیر بن عوام کو عبداللہ ابنِ مسعود کا بھائی بنایا، عمارِ یاسر کو حُذیفہ بن یمان کا بھائی بنایا، بھائی بھائی بنا کر رسولؐ اللہ نے فرمایا ایک دوسرے سے گلے ملو اور بھائی بھائی بن جاؤ

بنا رہے ہیں بھائی بھائی تو کیا بغیر سوچے ایک دوسرے کا بھائی بنا رہے ہیں نہیں مزاجوں کو دیکھا عادتوں کو دیکھا فطرتوں کو دیکھا، شجروں اور نسب ناموں کو دیکھا جو جیسا تھا اُس کا ویسا بھائی بنایا اور جب سب کو سب کا بھائی بنا چکے سب گلے مل رہے تھے ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے ایک عید کا سماں تھا تو دیکھا دُور مسجد کے دروازے کے پاس علیؑ سر جھکائے کھڑے ہیں وہیں سے آواز دی علیؑ ادھر آؤ علیؑ آئے کہا خاموش کیوں ہو کہا یا رسولؐ اللہ سب کو سب کا بھائی بنایا ابھی بس اتنا کہا تھا رسولؐ نے کہا کہ علیؑ تمہیں بچایا ہے اپنے لئے ''تم میرے بھائی میں تمہارا بھائی ہوں'' کیا بھائی تھے نہیں بھائی تو تھے ہی لیکن بھائی بھائی بنائے جا رہے ہیں تو اعلان کے ساتھ علیؑ کو پھر بھائی بنایا کہ یہ رشتے داریاں وہ ہوتی ہیں کہ وقت کے ساتھ ٹوٹنے کا سوال ہی نہیں ہے اور مضبوط ہوتی جاتی ہیں بھائی بھائی تو تھے۔ شبِ ہجرت کے بعد اور رشتہ مضبوط ہوا، حدیث پوری یہ ہے کہ اَنتَ اخی فِی الدُّنیا والآخرۃ ''یا علیؑ میں تمہارا بھائی تم میرے بھائی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔'' کتنا مستحکم ہوا رشتہ قرآن میں کہا، کیا کہا؟

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ

(سورۂ مومنون آیت ۱۱۰)

کہا یہاں دنیا میں ساری رشتے داریاں ہیں لیکن حشر کے میدان میں سب رشتے داریاں ٹوٹ جائیں گی۔ بھائی بھائی کو نہیں پہچانے گا باپ بیٹے کو نہیں پہچانے گا ماں بیٹے کو نہیں پہچانے گی۔ بیٹا ماں کو نہیں پہچانے گا، تو پہلے یہ اعلان کر دیا کہ جب ساری خون کی رشتے داریاں بھی ٹوٹ جائیں گی تو میری اور علیؑ کی رشتے داری اُس وقت بھی قائم رہے گی۔ آخرت میں بھی میرا اور علیؑ کا رشتہ نہیں ٹوٹے گا یا علیؑ تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، وَاِذَا

اَلنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (سورۂ تکویر آیت ۷) ''صرف رسولؐ اور نفسِ رسولؐ کا رشتہ باقی رہے گا۔''

سوال یہ ہے کہ اتنے خودغرض ہیں دنیا کے انسان کہ اپنے معاملے میں تو اپنی رشتے داریوں کو اولیٰ رکھتے ہیں یہ میرا بیٹا ہے یہ میرا بھائی ہے یہ میری بہن ہے یہ میری بیٹی ہے لیکن جب رسولؐ کا معاملہ آتا ہے یہ انصاف میرے سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ بھئی انصاف ہوتو ہر جگہ ہو۔ اپنی رشتے داریاں سسرال کی رشتے داریوں سے زیادہ اولیٰ سمجھی جاتی ہیں لیکن جب رسولؐ کا ذکر آتا ہے تو باپ کا ذکر اس طرح نہیں ہوتا بھائی کا ذکر اس طرح نہیں ہوتا بیٹی کا ذکر اس طرح نہیں ہوتا جس طرح سالے اور سسروں کا ذکر ہو رہا ہے یہ کہاں کی بات ہے یہ کیا بات ہے کہ میں آپ کے بیٹے کو دیکھوں میں کہوں ہاں ہوگا میں آپ کے بھائی کو دیکھوں اور منہ موڑ لوں آپ سے محبت آپ کے خاندان کا کوئی فرد آئے تو میں منہ موڑ لوں، اور جب آپ کی ساس آئیں تو کہوں ارے کیا کہنا آپ کا سالا آئے اجی کیا کہنا آپ کے سسر آئیں ارے کیا کہنا آپ کے ساڑھو آئیں تو آپ کیا کہیں گے آپ یہ کہیں گے اچھا آپ ہمارے سسرالی ہیں بھئی اب بات سمجھ میں آئی کہ جو رسولؐ کے ددھیال کا ہے وہ ددھیالی باتیں کرتا ہے جو سسرال کا ہے وہ سسرالی باتیں کرتا ہے۔ نجات نسبی رشتوں میں ہے اس لیئے کہ آپ اپنی عادت اپنی فطرت اپنی سیرت جو کچھ آپ علم سیکھتے ہیں آپ یہ چاہتے ہیں کہ میرے بیٹے میں منتقل ہو جائے میرے بھائی میں منتقل ہو جائے میری بیٹی میرے جیسی ہو جائے اور اگر آپ یہ کام کرنے لگیں کہ اپنا سارا علم بیٹے کو نہ دیں بھائی کو نہ دیں بیٹی کو نہ دیں اور سالے کو بلا کر کہیں میں اپنا علم تمہیں دے رہا ہوں اپنی ساس اور

سسر کو بلا کر کہیں کہ یہ اپنا علم آپ کو دے رہا ہوں تو کیا ہوگا، لوگ کیا کہیں گے، بھائی کی پرواہ نہیں کرتا بیٹے کی پرواہ نہیں کرتا، بیٹی کی پرواہ نہیں کرتا باپ کی پرواہ نہیں کرتا وہ تو جورو کا غلام ہے۔ سسرال پہ مرمٹا ہے۔ انصاف انصاف اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ قرآن کہتا ہے کہ عقل سے کام کیوں نہیں لیتے اعلان کر دیا رسولؐ نے اگر تم اصلاح چاہتے ہو تو علیؑ کے پیچھے پیچھے چلتے رہو، عجیب بات یہ ہے کہ آلِ محمدؐ کو پیچھے رکھا گیا اور اُمت میں اپنی مرضی سے تو کہا اللہ کی مرضی شامل تھی نہیں اللہ کی مرضی شامل نہیں تھی یہ کہنا کہ تاریخ کا نقشہ بدل گیا اس کے معنی اللہ نے کیا نہیں دنیا کا نقشہ پلٹا ہے یہ ساری دنیا کا نقشہ بدلا ہوا ہے لاکھوں مسلمان کشمیر میں مر رہے ہیں، فلسطین میں مر رہے ہیں، روس کے ممالک میں روز مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اللہ یہ چاہتا ہے کہ اگر اللہ چاہتا ہے کہ ایسا ہو اگر اللہ چاہتا ہے کہ یہ ہو تو پھر احتجاج بیکار، پھر کشمیر کے مسئلے پر بھارت کے خلاف احتجاج بیکار، پھر فلسطین کے مسئلے پر اسرائیل کے خلاف احتجاج بیکار کہ مظالم ہو رہے ہیں مسلمانوں پہ اللہ چاہتا ہے کہ یہ ہو تو ہو رہا ہے پھر چھپ کے بیٹھے رہو کیوں اس لیئے کہ ہر انسان یہ کہے گا کہ ظلم بندوں کی طرف سے تھا، بندوں میں بھی مسلمانوں کی طرف سے عاشور کا واقعہ ہوا اُسی وقت عصر کے وقت روضۂ رسولؐ سے آواز آئی۔ حضرتِ امامِ جعفر صادقؑ سے حدیث ہے، فرماتے ہیں کہ روضۂ رسولؐ سے آواز آئی کہ نبیؐ کے نواسے حسینؑ کو قتل کر دیا گیا ہے اب مسلمانوں میں دو گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ حسینؑ کا غم منائے گا دوسرا گروہ اُس غم کو روکنے کی کوشش کرے گا یہ دونوں گروہ اس وقت تک جائیں گے جب تک امام مہدیؑ نہ آجائیں، ایک غم منائے گا ایک غم کو روکے گا سمجھدار ہے پاکستان کی ہر حکومت

چھپن سال میں پاکستان کی ہر حکومت نے کبھی کسی دَور میں اس غم کو رُکنے نہیں دیا تاکہ اُس گروہ میں پاکستان کی حکومت شریک نہ ہو جائے کہ جو غم روکنے والے ہیں تو یہ فیصلہ ہے کہ محمد علی جناح کے عہد سے لے کر جنرل مشرف کے دور تک ہر حکومت نے محرّم کا چاند ہونے کے بعد اس بات کا ثبوت دیا کہ ہم غم منانے والوں کے ساتھ ہیں روکنے والوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ سمجھدار ہیں نا پاکستان کے تمام حاکم سمجھداری اسی میں دیکھی جائے گی سمجھداری اس میں نہیں دیکھی جائے گی کہ کس نے کیسی سیاسی غلطی کی کہ کوئی ایک ہی بات پہ پھانسی چڑھتا ہے تو کوئی ملک سے نکال دیا جاتا ہے معاملہ ایک ہی طرح کا ہوتا ہے عدالت دونوں کو ہی مجرم کہتی ہے اور دونوں وزیراعظم لفظ دونوں کے لیئے یہی لایا بڑا مجرم، اس کے معنی چھوٹے مجرم بھی ہیں۔ جب بڑا جرم ہوتا ہے تو عدالتِ پاکستان سب سے بڑی سزا اُس کے لیئے رکھتی ہے جو بڑا مجرم ہے یہی تو چودہ سو سال سے ہم کہہ رہے ہیں کہ حسینؑ کے قتل میں کچھ چھوٹے مجرم تھے اور کوئی سب سے بڑا مجرم تھا یہی تو بات ہو رہی ہے اس میں ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کی کیا بات ہے کہاں ابھی سزا ملنے جا رہی ہے کہ لوگ ڈرے جا رہے ہیں سزا کا مسئلہ تو ابھی نہیں آیا ابھی تو صرف اعلان ہوا ہے کہ قتلِ حسینؑ کا چھوٹا مجرم کون ہے اور بڑا مجرم کون ہے تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اس بات پر حاصل کیا گیا کہ کوئی ایک فقہ چلے گی نہ کوئی ایک شریعت چلے گی یہ محمد علی جناح نے اپنی تقریروں میں کبھی نہیں کہا تھا پاکستان بننے سے پہلے کہ کوئی دنیا کا بڑے سے بڑا سیاستدان اپنی کتاب میں یہ بات دکھا دے کہ قائداعظم نے یہ کہا تھا کہ یہ مُلک کسی ایک فرقے کا ہوگا کسی ایک گروہ کا ہوگا تمام مسلمان اس مُلک میں اتحاد کے

ساتھ مل کر رہیں گے۔ اسی بنیاد پہ بنا تھا، بنیادیں ہیں دوقومی نظریئے کیوں بنایا پاکستان اس لیئے کہ ہم کافروں کے ساتھ نہیں رہ سکتے تھے ہمیں سجدے کرنا ہیں ہمیں عبادت کرنی ہے ہمیں نمازیں پڑھنا ہیں ہندوؤں کے ساتھ بُت پرستوں کے ساتھ ہماری زندگی نہیں گزرسکتی تھی ان کی سوچ الگ ہماری سوچ الگ ان کی عبادت الگ ہماری عبادت الگ ان کے عبادت خانے الگ ہمارے عبادت خانے الگ ان کے رہنما الگ ہمارے رہنما الگ، اس لیئے ہم نیا مُلک بنائیں گے تو کیا اس وقت یہ بھی کہا گیا تھا کہ دونظریوں میں پھر دونظریے بنیں گے۔ نہیں یہ نہیں کہا گیا تھا پھر یہ بات کیسے پیدا ہوئی ایک گروہ کہہ رہا ہے کہ ہم فقہ جعفری لائیں گے اور دوسرا گروہ یہ کہہ رہا ہے کہ ہم فقہ حنفی لائیں گے یہ اعلان ہی غلط ہے نہ آپ سنیوں پر فقہ جعفری لاسکتے ہیں نہ دوسرے شیعوں پر فقہ حنفی لاسکتے ہیں اس لیئے کہ اس کی بات پاکستان بنتے وقت نہیں ہوئی تھی اس لیئے موجودہ حکومت کو اس بات پر زور دینا چاہئے کہ دوطرح کے نعرے اب نہ لگیں بلکہ دونوں گروہ مل کر یہ کہیں کہ ہم مل کر پاکستان میں علیؑ کا علم پھیلائیں گے جو حضرت عمر لے رہے تھے ایجوکیشن (Education) کی بات ہے بچوں میں تعلیم عام کرو گھر گھر میں کمپیوٹر (Computer) پہنچادو جس دن گھر گھر میں کمپیوٹر (Computer) پہنچ گئے اپنی اپنی کلاشنکوفیں خودختم ہوجائیں گی۔ کیوں آپ کو معلوم ہے جب علم آجاتا ہے تو جھگڑا ختم ہوجاتا ہے۔ قرآن نے آواز دی فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورۂ آلِ عمران آیت ۶۱) (ترجمہ) علم آگیا

اب جھگڑے کی باتیں نہ کرو کون آیا میدان میں علم کہاں آیا علم بھی آتا ہے نہیں رسولؐ آ گئے علیؑ آ گئے فاطمہؑ آ گئیں، حسنؑ آ گئے حسینؑ آ گئے۔ یہی تو علم آ رہا ہے اور جب علم آ جاتا ہے تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے اگر علم آنے کے بعد بھی کوئی جھگڑا کرے تو کھل کے کہہ دو لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (ترجمہ) جو علم کا مخالف ہو جائے اُس پر لعنت اللہ کی علم کی ضد ہے جھوٹا لعنتی اس لیئے علم لاؤ جس کے لیئے سردارِ انبیاءؐ نے کہا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں۔" جسے علم لینا ہے وہ دروازے تک جائے گا۔ وہ سمجھدار تھے جو علم لینے دروازے تک گئے یہ بھی بڑی بات ہے کہ جاہل اپنی جہالت کو پہچان لے ضروری نہیں ہے کہ عالم کا سارا علم کسی میں آ جائے یہی شرافتِ نفسی ہے یہی شرافتِ نسلی ہے کہ صرف علم کو پہچان لے۔ دنیا کا کوئی شعبہ علم کا ایسا نہیں ہے جس پر علیؑ نہ بولے ہوں، کیا ضرورت ہے کہ آپ بچوں کو یہ سب پڑھائیں کہ فلاں ملک کیسے فتح ہوا، بحری بیڑہ کیسے بنا اب اس سب میں کیا رکھا ہے ان باتوں میں اب کیا رکھا ہے آپ یہ سمجھیں گے کہ اہل لاہور اِن باتوں کو سمجھیں گے، کچھ باتیں اُولڈ (Old) ہو جاتی ہیں پرانی اور قدیم ہو جاتی ہیں مفقود ہو جاتی ہیں کیوں کہا پڑھے لکھے لوگ اس سے باخبر نہیں کہ امریکہ نے اقوامِ متحدہ نے سارے ملکوں کی مرضی لینے کے بعد یہ اعلان کر دیا جو ملک جہاں ہے اب سرحدیں نہیں بدلیں گی۔ ایک ملک دوسرے ملک پر قبضہ نہیں کر سکتا فتوحات کا دور گیا۔ اب آپ کوئی ملک فتح نہیں کر سکتے اور اگر کوئی ایسی احمقانہ حرکت کرے گا تو کیا ہو گا اُس کا نتیجہ کیا ہو گا آپ کو معلوم ہے، صدام حسین نے کویت پہ قبضہ کر لیا امریکہ اپنے اتحادیوں کی فوج لے کر سعودیہ میں اُتر گیا ایک تیسرے مُلک میں معاملہ تھا کویت اور عراق کا

فوجیں اُتریں سعودی عرب میں اور صدام کو کویت سے مار کے بھگا دیا۔ کہا اپنی سرحد پہ واپس جاؤ، ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں ہندوستان نے پاکستان کی سرحدیں توڑیں پاکستان کی زمین میں گھس آئے سب نے مل کر کہا واپس جاؤ اب سرحدیں نہیں بدلیں گی۔ افغانستان کی سرحد بند کر دی گئی سرحد میں رہو، حد میں رہو، یعنی تم سرحد کی حد سے بھی نہیں نکل سکتے تو جب یہ طے ہے کہ کوئی دوسرے ملک پر قبضہ نہیں کر سکتا دنیا میں امریکہ سے لے کر جاپان اور لنکا سے لے کر سائبیریا تک اور کنیڈا سے لے کر جنوبی افریقہ تک کوئی بھی ایک ملک بھی جا کر حملہ کر کے فتوحات نہیں کر سکتا تو اب اسلامی فتوحات کا کیا تذکرہ اب یہ اُولڈ (Old) ہو گئیں باتیں اسپین (Spain) میں گئے تھے، روم پہ قبضہ کیا تھا، مصر پہ قبضہ کیا تھا، ایران پہ قبضہ کیا تھا، قبضے کا نتیجہ دیکھا؟ جب غیر اسلامی کوئی کام ہوتا ہے تو اُس کے نتائج اچھے نہیں ہوتے، اسپین (Spain) میں ایک بھی مسجد نہیں ہے ایک بچی مسجدِ قرطبہ تو اس کا مرثیہ علامہ اقبال نے لکھ دیا کہ ایک بھی نمازی نہیں ہے وہاں نہ نمازی نہ مسجد اور یونان جہاں تک مسلمان پہنچ گئے تھے یونان میں ایک بھی مسجد نہیں ہے سب پوپ کی حکومت ہے۔ گرجے ہیں سرحد پہ جانا اور واپس آنا اُس کا کیا ذکر، ذکر کرو پائیدار شے کا، علیؑ نے اپنی حیات میں فتوحات نہیں کیں بلکہ علم کے ذریعے دماغوں کو فتح کیا جہل کو مٹایا آج پوری دنیا یہی پکار رہی ہے کہ آج کل ایٹم بم کا راج نہیں ہے علم کا راج ہے علم کی حکومت ہے۔ مسلمان تُو بھی اب فقہ کی بات نہ کر علم کی بات کر اور جس دن تجھے اللہ نے توفیق دے دی کہ تُو علم کی بات کرے گا اُس دن تُو علیؑ کی قدر کو جانے گا یہ کہیں ایسا تو نہیں کہ علم سے جان چھڑانے کے لیئے ایسے لوگوں کا نام لیا جاتا ہے تا کہ علم کی

کوئی بات ہی نہ ہو آج ہماری اپیل ہے ملک میں اصلاحی کوششیں ہو رہی ہیں اور خراب کیا ہوا کام صحیح کیا جا رہا ہے تو یہ بھی توجہ رہے کہ پولیس کو کیا پڑھایا جائے آرمی کی اکیڈمیز (Academies) میں کیا پڑھایا جائے اور ٹیچرز (Teachers) کو جو بچوں کو پڑھانے کالجوں اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں آتے ہیں اُنہیں پڑھایا جائے جب تک تم علیؑ کی نہج البلاغہ نہیں پڑھاؤ گے تو کسی شعبے میں بھی شعور نہیں پیدا ہوگا۔ اس لیئے کہ علم کی منزل پر جہل سے نجات چاہتے ہو تو علیؑ وسیلۂ نجات ہیں۔ آلِ محمدؐ وسیلۂ نجات ہیں مسلمان کے لیئے بھی اور پوری اقوامِ عالم کے لیئے بھی، کل شام کو مجلس شام غریباں کے بعد STN پر مذاکرہ آ رہا تھا امام حسینؑ پر گفتگو ہو رہی تھی دو بزرگ تھے ایک اہلِ سنت والجماعت دوسرے اہلِ تشیع پہلے اہلِ سنّت کے عالم کا بیان ہے سوال یہ کیا گیا کہ امام حسینؑ کی شہادت اور عظمت کے بارے میں کچھ اپنا بیان دیں تو اُنہوں نے کہا کہ دراصل امام حسینؑ کی جو تربیت ہوئی تھی وہ بہت خاص طریقے سے ہوئی تھی اور رسولِؐ خدا نے حسینؑ کی تربیت بہت ہی خاص اہتمام سے کی تھی کیونکہ رسولؐ اللہ کی تربیت کا اثر تھا اس لیئے امام حسینؑ کو یہ احسان کرنا تھا رسولؐ کی تربیت کا اثر تھا اور خصوصی طور پر حسینؑ کی تربیت میں حضرت علیؑ کا حصّہ تھا جناب فاطمہؑ کا حصّہ تھا امام حسنؑ کا حصّہ تھا چونکہ خاص الخاص کردار تھا امام حسینؑ کا اس لیئے یزید جیسے فاسق و فاجر کو حسینؑ برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے کہ وہ دین کو تباہ و برباد کرے اس لیئے حسینؑ نے اللہ کے دین کو بچانے کے لیئے یہ اقدام کیا۔ بہت اچھا بیان ہے اب شیعہ خطیب کا بیان سُنیئے اُنہوں نے کہا امام حسینؑ کی تربیت میں اصحاب کا بہت حصّہ تھا حسینؑ کی تربیت میں ازواج کا بہت حصّہ تھا۔ میں کچھ کہنا چاہ رہا ہوں

پریشان نہ ہوئیے گا ایک جملہ کہہ رہا ہوں ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں آپس میں اتحاد رہے ہر سال کمیٹیاں اتحاد کی بنتی ہیں بھائی ابدی میل کرلو جب تک پاکستان باقی رہے اتحاد رہے جملہ دے رہا ہوں لیکن اس پر آنے کے لیئے ہم دین کے معاملے میں جھوٹ نہیں بول سکتے جھوٹ بول کر ہم اتحاد نہیں کریں گے۔ آپ کو اگر اتحاد ہی کروانا ہے ٹیلی ویژن پر تو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے امام حسینؑ کی تربیت میں اصحاب کا کوئی حصّہ نہیں ہے ازواج کا کوئی حصّہ نہیں ہے اہلِ سنت کے بزرگ نے صحیح کہا کہ حسینؑ کی تعلیم و تربیت میں صرف رسولؐ کا حصّہ ہے کیا رسولؐ کے پاس علم کم تھا کہ اصحاب کو مدد کرنا پڑی اصحاب تو خود حسینؑ کے پاس آتے ہیں علم حاصل کرنے، ایسی بات کہنے کی ضرورت کیا تھی اصحاب نے تو حسینؑ سے سیکھا، سب کچھ سیکھا بچپن ہی سے اصحاب کو سکھایا، حسینؑ دیکھ رہے ہیں ایک صحابی غلط وضو کر رہا تھا حسنؑ اور حسینؑ اس وقت پانچ برس کے تھے ٹوکا نہیں کہ تو نے غلط وضو کیا بلکہ سامنے آ کر بیٹھ گئے اور دونوں نے کہا اے شیخ ہم وضو کرتے ہیں تو دیکھتا جا کہ کس کا وضو صحیح ہے وہ دوڑ کر بچوں کے قدموں پر گر گیا اور کہا کہ آپ نے تو صحیح وضو کیا بلکہ میں وضو غلط کر رہا تھا آپ نے ہماری اصلاح کی، اس طرح بچوں نے اصحاب کی تربیت کی ہے اصحاب نے حسینؑ کی تربیت نہیں کی۔ کیا رسولؐ کی یہ حدیث تمام فرقوں میں مستند نہیں ہے کہ میرے اہلِ بیتؑ کو کبھی سکھانے کی کوشش نہ کرنا۔ بتانے کی کوشش نہ کرنا ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے اس لیئے کہ رسولؐ کو اپنی تربیت پر اتنا اعتماد ہے کہ جو سکھانا تھا وہ ہم سکھا چکے لوگ حدیثیں اور قرآن ان سے صحیح کروائیں گے علم ان سے لیں گے تربیت ان سے حاصل کریں گے یہ اصحاب کی بات ہے اور رہی ازواج کی بات ہے

حضرت اُمِّ سلمیٰؑ ازواج میں ہیں اُمّ المومنین ہیں بلند درجہ پر فائز ہیں کسی نے کہا کہ فاطمہؑ جب پانچ برس کی تھیں تو آپ رسولؐ کے گھر میں موجود تھیں، اُمِ سلمیٰؑ فاطمہؑ کی چچی تھیں، ماں بعد میں ہوئیں، پوچھا گیا ذرا بتایئے تو آپ نے فاطمہؑ کی تعلیم و تربیت کس طرح کی تو غصے سے کہا کیا کہتا ہے تُو ارے میری کیا مجال کہ میں فاطمہؑ کو تعلیم دوں جب میں اس گھر میں آئی تو سارا علم اور ساری تربیت فاطمہؑ سے حاصل کی اس پانچ برس کی بچّی سے میں نے سیکھا، کیوں سیکھا اس لیئے کہ جب اسلام آیا تو اس گھر کے بچّے ساتھ ساتھ تھے جیسے رسولؐ نے اسلام کو سمجھا ویسے ہی علیؑ جیسے بچّے نے اسلام کو سمجھا اور جنہیں سمجھنا تھا بعد میں آئے کوئی چالیس کی عمر میں آیا کوئی ساٹھ کی عمر میں آیا علیؑ کی پوری حیات رسولؐ کی چھاؤں میں گزری اصحاب کی عمریں کفر میں زیادہ گزریں مگر اسلام میں کم گزریں حساب لگا کے دیکھ لیجئے کوئی چھ برس رہا اسلام میں کوئی سات برس رہا اسلام میں کوئی تین برس رہا اسلام میں کوئی دس برس رہا کوئی تیرہ برس رہا حسینؑ تو ہیں ہی اُس گود میں جس گود میں اسلام پلا، رسولؐ اللہ کی گود میں ایک زانو پر اسلام ایک زانو پر حسینؑ اور پھر اب بات آئے گی سیکھنے سکھانے کی تو چھوڑ دیں آلِ محمدؐ سے سب سیکھتے ہیں۔ آلِ محمدؐ صرف اللہ سے سیکھتے ہیں سیکھے سکھائے آتے ہیں اس علم کی کوئی تھاہ نہیں اور دنیا یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال دے ہم جو علم سیکھتے ہیں وہ اور ہے آلِ محمدؐ کے پاس جو علم ہے وہ اور ہے دونوں کا فرق سمجھ لیجئے ہم جو علم سیکھتے ہیں وہ زینہ بہ زینہ پہلی کتاب دوسری کتاب تیسری کتاب پانچویں، ساتویں میٹرک، انٹر M.A،B.A، Ph.D. پہلی کلاس والے کو Ph.D. کا پتہ نہیں وہ اس کے لیئے غیب ہے اور آلِ محمدؐ سیکھتے نہیں بلکہ علم ہر آن ہر وقت اُن کے حضور میں حاضر

اُن کے سامنے رہتا ہے، چاہے وہ جھولے میں ہوں یا گود میں ہوں بچے ہوں یا جوان ہوں ایسے ہی نبیؐ نے نہیں کہا کہ علم حاصل کرو مہد سے لحد تک یہ آپ کو سکھایا تو قول جب رسولؐ کہتے تھے پہلے اس پر عمل کر لیتے تھے اپنے بچوں کو مہد سے لے کر لحد تک کا علم دے دیا تب کہا کہ اب تم علم حاصل کرو جھولے سے لے کر قبر تک، رسولؐ کے اس قول کو کوئی سچا تو کر کے دکھا دے، مجھے بتا دے کون جھولے میں علم حاصل کرتا ہے اگر علم علیؑ کو نہ ہوتا تو کیا رسولؐ کی رسالت کو ہم سمجھ سکتے تھے، جب ہمارا بچہ جھولے میں ہوتا ہے تب ہی ماں اُس سے کہتی ہے کہو اللہ ایک، پنجتن پانچ، امام بارہ، معصوم چودہ، کہو یا علیؑ مدد، کہو یا حسینؑ یہی تو مہد کا جھولے کا علم ہے اور جب قبر میں اتارا جاتا ہے تو شانہ ہلا کے کہتے ہیں سُن اور سمجھ یہ بارہ امام یہ ہیں، جُھولے کا علم جو لحد میں کام آیا، کہاں ہے کس کا ایسا نصیب علیؑ وسیلۂ نجات جھولے کے لیئے بھی اور قبر کے لیئے بھی نامِ علیؑ میں محبت ہے جبریلؑ نبیؐ کی خدمت میں حدیثِ قدسی لے کر آئے تو اُس میں اللہ نے اپنے حبیبؐ سے یہ بات کہی کہ اے آلِ محمدؐ تمہارے نام کتنے شیریں ہیں کتنے میٹھے نام ہیں ادھر زبان پہ نام آتا ہے اور ادھر دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ کے رکھے ہوئے نام ہیں۔ علیؑ کہا دل میں محبت آئی، فاطمہؑ کہا دل میں محبت آئی، حسنؑ کہا اور حسینؑ کہا دل میں محبت آئی، یہ سب کچھ مودّت کا مظاہرہ ہے، سیاست کا مظاہرہ نہیں ہے حسینؑ کی عزاداری نہ کبھی سیاست تھی نہ ہے نہ ہوگی یہ صرف خالص محبت ہے چونکہ دنیا ابھی محبت کو سمجھی نہیں اس لیئے تمام لوگ آپ کے ساتھ اُٹھ بیٹھ نہیں پاتے جو محبت سمجھ لیتا ہے وہ آ کے بیٹھتا ہے اُس کی سمجھ میں محبت آ گئی، جس دن انسان محبت کو سمجھ لے گا اُس دن اُس کی سمجھ میں توحید بھی آ جائے گی، رسالت بھی

آ جائے گی، امامت بھی سمجھ میں آ جائے گی، قیامت بھی سمجھ میں آ جائے گی، مسئلہ ہے محبت کا تم محبت کرو پھر دیکھو علیؑ کہتے ہیں بالیں پہ ہم آئیں گے نزع میں ہم آئیں گے، قبر میں ہم آئیں گے، صراط پہ ہم آئیں گے کوثر پہ ہم ہونگے، جنّت کے دروازے پہ ہم ہونگے، شفاعت کی منزل پہ ہم ہوں گے یہ مسئلہ ہے محبت کا اور دنیا ختم ہوگئی۔ فیصلہ ہوگیا کہ یہ جنّت ہے اور یہ جہنّم ہے فیصلہ کس بات پہ ہوا پھر فیصلہ ہوا محبت پہ ارشادِ رسولؐ اللہ ہے، یاعلیؑ اگر ساری دنیا تمہاری محبت پر اکٹھا ہو جاتی تو اللہ جہنّم کو نہ بناتا اگر کسی کو جہنّم پر یقین ہے تو وہ ضرور علیؑ کی محبت پہ منقلب ہو جائے گا اور جس کو یہ یقین ہی نہیں ہے کہ جہنّم بھی کوئی چیز ہے وہ علیؑ سے محبت نہیں کرے گا گویا وہ توحید کا انکار کر رہا ہے پھر وہ مسلمان نہ رہے گا اُسے قولِ رسولؐ اور حدیث رسولؐ پہ یقین نہیں اور پھر اب کون سی فکر ہوئی شیعہ ہو یا سنی محبتِ علیؑ میں غرق ہے سرشار ہے، ڈوبا ہوا ہے پھر یہ تیسرا گروہ کون سا ہے جو علیؑ کی محبت کا اقرار نہیں کرتا جو رسولؐ کی محبت کا اقرار نہیں کرتا پھر یہ گروہ کون سا ہے؟ یہ گروہ جو اللہ کو نہیں مانتا وہ کون سا گروہ ہے؟ وہ ہے یزید جس نے کہا تھا نہ کوئی فرشتہ آیا نہ کوئی وحی آئی بنی ہاشم نے ملک و مال کے ساتھ ایک کھیل کھیلا تھا کوئی نبوت نہیں تھی اُس نے انکار کر دیا پتہ چلا نبوت کو جو لوگ سیاست سمجھ رہے تھے وہ محبت کی منزل پہ نہ آ سکے یہی آپ لوگوں میں اور دنیا میں فرق ہے آپ لوگوں نے دین کو محبت سمجھا اور دنیا نے دین کو سیاست سمجھا شاید دنیا والوں میں بھی کبھی محبت آ جائے یہی دعا ہے کہ محبت آ جائے اور سیاست کے عناصر کم ہو جائیں جس دن دل میں محبت آ جائے گی پھر اُس دن سیاستِ الٰہی بھی سمجھ میں آ جائے گی کہ دنیا کے خود غرض انسانوں کی بنائی سیاست کچھ بھی نہیں حقیقت رکھتی اللہ کی

سیاست سب سے اولیٰ ہے اور اللہ کی سیاست کو آپ نہیں پا سکتے۔ بندوں نے کہہ دیا کہ حسینؑ کو قتل کر دینگے بندوں نے کہہ دیا کہ علیؑ کو مظلوم کر دینگے تو کیا انسان کامیاب ہو جائیں گے اللہ کی سیاست کے آگے، خاتمے پہ پہنچی تقریر اسی فکر پہ گفتگو ہوتی رہے گی انشاء اللہ اسی موضوع پہ، آج تمہیدی تقریر تھی میں تھکا ہوا تھا تو اس منزل پہ آگے میں یہ چاہتا ہوں کہ کچھ باتیں مصائب کی بھی فکری ہوں کیا علیؑ کو مظلوم بنا کر دنیا یہ سمجھی کہ ہم کامیاب ہو گئے تو پھر اللہ کی حکمت کہاں گئی یہ جملے آپ اپنے سینے پہ نقش کر لیں اور بعض جملے فکری ایسے آ جاتے ہیں کہ دل خوش ہو جاتا ہے کہ یہ امانت ہم نے آپ تک پہنچائی ہے بندے یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم نے علیؑ کو مجبور کر دیا وہ اپنی سیاست کامیاب سمجھ رہے تھے لیکن اللہ شبِ ہجرت اعلان کر چکا تھا انہوں نے مکر کیا وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (سورۂ آلِ عمران آیت ۵۴) ہم نے نگاہوں سے نبیؐ کو چھپا کر اُسی وقت کھلوا دیا۔ یہ سب چیختے رہ گئے اسلام مدینے کے ذریعے دنیا میں پھیل گیا۔ انہوں نے چاہا تھا اسلام کا چراغ مکّے میں گل ہو جائے سیاست کس کی کامیاب رہی اللہ کی یا بندوں کی۔ اسی منزل پہ دیکھ لو ہجرت میں حالانکہ اسلام کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا لیکن اللہ نے پوری کائنات میں پھیلا دیا ایک سونا عالمین کے لیئے بیداری بن گیا۔ اللہ جس طرح چاہے اُس سے کام لے لے یہ اللہ کی حکمت تھی، بعدِ نبیؐ دنیا یہ سمجھی کہ ہم نے علیؑ کو گھر بٹھا دیا گوشہ نشین ہو گئے کامیاب ہو گئے نہیں شاید آگے کی تقریروں میں اس پر تفصیل سے گفتگو ہو اللہ کی حکمت زیادہ کامیاب رہی ان جملوں کو معرفت کے ساتھ سمجھیں گے جلدی سے قبول کر پائیں گے فکری باتوں میں ذرا ذہن کو دوڑانا پڑتا ہے، لیکن اللہ کامیاب ہوا بندے ہار گئے علیؑ نے وہ قتلِ

عام کیا تھا یہودیوں کا کہ کوئی گھر ایسا یہودیوں میں نہ بچا تھا کہ جہاں کے دو تین نہ مارے گئے ہوں۔ کروڑوں مارے ہیں چنگیز نے نادر شاہ نے ہٹلر نے سب کے نام غصے میں یاد کئے جاتے ہیں ہٹلر، ہلاکو، چنگیز، نادر شاہ درانی یہ مل کر جتنے مار گئے اُس سے دس گناہ علیؑ نے زیادہ مارے، اگر علیؑ تخت پر آ جاتے تو علیؑ کا نام بھی (معاذ اللہ) ظالموں میں لکھا جاتا، اللہ نے علیؑ کو مظلومیت کا مرکز بنا کے کچھ لوگوں کو ظالم بنا کے سارا غصہ ادھر اُتار دیا پوری دنیا عالمِ اسلام کے مسلمانوں سے نفرت کرتی ہے اور علیؑ سے محبت کرتی ہے اس پہ پوری کتاب لکھیے ریسرچ (Research) کی کتاب لکھئے ایک نقطہ ہے ایک نقطہ پھیلے تو علم بنتا ہے اُس نقطے کو علیؑ بنایا۔ مسلمان ناکامیاب ہو گئے رسولؐ اللہ نے کہا تھا اگر علیؑ کو تم نے اپنا حاکم بنا لیا تو کبھی تم میں اختلاف نہیں ہوگا۔ مسلمان جلدی کر گئے اب کر گئے تو پچھتانے سے کیا ہو۔ جب چڑیا چگ گئیں کھیت، لیکن ابھی کچھ گیا نہیں نہ وہ تخت ہے نہ وہ تاج ہے نہ وہ حکومت ہے نہ حاکم ہے کہ تمہیں آ کے قتل کر دے گا، اب صرف مودّت و محبت رہ گئی حکومت ختم ہوگئی اب تو حاکم نہ رہا کہ اگر تم حاکم نہ مانو تو وہ تمہیں مار ڈالے گا، اب تو صرف علیؑ کی محبت رہ گئی ہم گزرے ہوئے حاکموں سے نہیں ڈرتے، ہم میں اور عام مسلمانوں میں یہی تو فرق ہے ہم تو صرف علیؑ سے محبت کرتے ہیں دنیا علیؑ سے محبت کر کے دیکھے سارے کام ان کے سنور جائیں گے اور کسی کے اشاروں پر اسلام میں مسلمان میں دشمنی پیدا کرنا یا پھر آپ مسلمانوں کے مستقبل کو نقصان پہنچائیں گے تمام مسلمان محبتِ علیؑ پر متفق ہیں بہت سی منزلیں ایسی ہیں کہ اگر علیؑ نہ ہوں اور علیؑ نہ بتائیں تو بات آگے نہیں بڑھتی تمام تقریروں میں یہی گفتگو آئے گی کہ کون سی مجموعی مشکلیں اسلام پر آ گئی تھیں،

بنواُمیہ مر گئے تو مر گئے لیکن علیؑ کو کوئی مار نہیں سکا علیؑ کو کوئی قتل نہیں کر سکا، اللہ کا ارادہ تھا کہ زندہ ہم رکھیں گے اور واپس بھی ہم لائیں گے۔ جہاں دشمنی کمال پر ہو وہاں بندے کا واپس آنا آسان نہیں ہوتا جو گیا وہ واپس نہیں آیا یزید کے بعد بنواُمیہ مر گئے واپس نہیں آئے کہانیاں بن گئیں یزید کے ساتھ بنواُمیہ مر گئے اب ان کو زندہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

پہلی لڑائی بدر بنی اُمیہ، دوسری لڑائی اُحد بنی اُمیہ، امیر حمزہؑ کے قاتل بنواُمیہ، اب کیا ان کی تعریفیں کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں تعریف، کیا آلِ محمدؐ اچھے نہیں لگتے مجھے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ بتا دو کیا بنی اُمیہ کی تعریف سے رسولؐ خوش ہوتے ہوں گے یا آلِ محمدؐ کی تعریف کرنے سے رسولؐ خوش ہوتے ہوں گے اس لیئے وہ دین کے دشمن ہوش کے ناخن لیں جو سیدھے سادھے مسلمانوں کو کبھی کبھار بہکا دیتے ہیں اللہ شیطان کے ورغلانے سے سب کو محفوظ رکھے اور حق کو پہچاننے میں مسلمان دیر نہ کریں علیؑ حق کے ساتھ، حق علیؑ کے ساتھ جدھر جدھر علیؑ جاتے ہیں اُدھر اُدھر حق جاتا ہے علیؑ حق حسنؑ حق حسینؑ حق جہاں حسینؑ گئے حق وہاں تھا، جہاں جہاں حسینؑ جا رہے ہیں حق پیچھے پیچھے ہے حسینؑ مدینے میں ہیں تو حق مدینے میں ہے، حسینؑ مکّے میں ہیں تو حق مکّے میں ہے، حسینؑ کربلا میں ہیں تو حق کربلا میں ہے، اب کربلا سے حق کو کہیں اور نہیں جانا کربلا سے سیدھا راستہ جنّت کا ہے اب نبیؐ کے روضے پر آؤ پھر کربلا آؤ اُس کے فوراً بعد جنّت ہے اور اب اگر راستہ بدلا تو گئے جہنّم میں راستہ نہیں بدلنا بس اللہ کا گھر نبیؐ کا روضہ اور حسینؑ کی قبر، قبر عالی شان یادگار کہ اللہ اپنے عظیم بندوں کی قبر باقی رکھتا ہے اور اپنے دشمنوں کی قبروں کے نشان مٹا دیتا ہے اللہ کے دشمنوں کی قبروں کا نشان کہیں نہیں

ہے تاریخ میں صرف اللہ کے اچھے بندوں کی قبروں کے نشان ملیں گے انبیا کی قبریں آئمہ کی قبریں اولیا کی قبریں اور قبر کوئی خوف زدہ کرنے والی چیز نہیں ہے نہ یہ پوجا پاٹ ہے نہ عبادت یہ ایک حصہ ہے محبت کا حصہ ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (سورۂ ممتحنہ آیت ۱۳) ''بے شک وہ آخرت سے اُسی طرح مایوس ہیں جس طرح کہ کفار اصحابِ قبور سے مایوس ہیں'' فرمایا سرتاجِ دو عالمؐ نے انبیاءؑ اور اولادِ انبیاءؑ اپنی قبر میں تین دن سے زیادہ نہیں رہتے بلکہ اللہ اُن کو اپنے قُرب میں بلا لیتا ہے۔ بالکل اپنے قریب کر لیتا ہے لیکن ان کی قبر کو رابطہ میں رکھتا ہے جو قبر پر آتا ہے براہِ راست قبر وہاں تک جاتی ہے نبی ہو یا اولادِ نبی چھوٹی سی مثال دے دوں غالبؔ کہتے تھے کہ اگر زبان میں شیرینی نہیں ہے، شاعری کرنا نہیں آتی، بولنا نہیں آتا کسی کی زبان میں لُکنت ہے کوئی گونگا ہے تو امیر خسروؔ کی قبر پر ایک کھِنّی کا درخت لگا ہے وہاں پر جا کر پھل کھا لو شاعری بھی کرنے لگو گے زبان بھی کھل جائے گی زبان میں شیرینی بھی آ جائے گی، ہزاروں لاکھوں لوگوں نے پتّے اور ڈالیاں، شاخیں تک کھا لیں، درخت کی جڑیں تک کھود ڈالیں نہ جانے کتنے شاعر بن گئے ہزار برس میں صرف امیر خسروؔ کی قبر کے درخت کی شاخیں پتّے اور جڑیں کھا کر بڑے بڑے شاعر بن گئے، خود مرزا غالبؔ کا دنیا کے سرِفہرست شاعروں میں شمار ہے تو جب امیر خسروؔ کی قبر کے درخت کا پھل فائدہ پہنچا سکتا ہے تو حسینؑ کی قبر کی مٹی کیوں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ بس جناب ختم ہوئی تقریر حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے پھوپھی زینبؑ نے بیان کیا اور پھوپھی زینبؑ سے اُمِ ایمن نے بیان کیا ان سے

نبیؐ نے جب لشکرِ یزید کربلا میں اپنے لاشوں کو دفن کر کے اور ہمارے لاشوں کو چھوڑ کے چلا جائے گا نبیؐ کے نواسے کی لاش زیرِ آسمان کربلا میں چھوڑ کر چلا جائے گا ان کے ساتھیوں اور اصحاب کی لاشیں چھوڑ کے چلا جائے گا تو اللہ ایک گروہ کو اور ہماری حجتؑ کو بھیجے گا اور اللہ ایک ایسی یادگار قائم کرے گا حسینؑ کی کہ کئی بار مسمار ہونے کے بعد بھی قیامت تک وہ یادگار باقی رہے گی وعدہ ہے اللہ کا روضۂ رسولؐ، روضۂ حسینؑ زمین پر ہمیشہ باقی رہیں گے وعدہ ہے اللہ کا جس طرح قوم کے لیئے وعدہ ہے کہ قیامت تک حسینؑ پر رونے والے پیدا ہوتے رہیں گے اسی طرح قبر پر بنی ہوئی عمارت قیامت تک بنی رہے گی۔ گیارہ محرّم کی صبح کو لشکرِ یزید سب کو اسیر کر کے کوفے لے گیا کربلا میں سناٹا چھا گیا وہ لوگ گاؤں دیہاتوں کے جو چھپ گئے تھے لشکرِ یزید کے خوف سے جب ان کو یہ اندازہ ہوا کہ میدان خالی ہو گیا تو وہ صرف گھروں سے جھانک جھانک کر میدان کی طرف دیکھتے رہے لیکن اس طرف گئے نہیں اس لیئے کہ ان کا خیال یہ تھا کہ کہیں ابنِ زیاد کے افراد واپس نہ آئیں اور ہمیں قتل کریں لیکن جب خوف ختم ہوا تو پھر بنی اسد کی عورتیں پانی بھرنے فرات پر آئیں جب فرات پر آئیں تو ایک عجیب منظر دیکھا، انہوں نے دیکھا حسینؑ کا لاشہ دھوپ میں پڑا ہے حسینؑ کے بچوں کے لاشے دھوپ میں پڑے ہیں، عورتیں واپس ہو گئیں پانی نہیں بھرا اور آ کر اپنے مردوں سے یہ کہا وائے ہو تم پر نواسۂ رسولؐ کی لاش پڑی ہے ہم کھائیں اور پانی پئیں کب تک خوف کھاؤ گے اب تو لشکر جا چکا جاؤ جا کر دفن کرو قبر بنا دو، بہت بحث ہوئی یہی کہتے رہے کہ کہیں قبر بنانے کی خبر کوفے نہ پہنچ جائے ہم سب کو قتل نہ کر دیا جائے تب عورتوں نے کہا اچھا یہ چادریں ہماری تم لو اور اوڑھ کر گھروں

میں بیٹھو ہم جائیں گے اور قبرِ حسینؑ بنائیں گے یہ ساری عورتیں گھروں سے نکلنے لگیں مردوں کو شرم آئی کُدال لے کر قبر بنانے میدانِ کربلا پہنچے جب پہنچے تو بڑے حیران ہوئے کہ قبریں کیسے بنائیں اس لیئے کہ کسی لاش پر اُن کے سر نہیں اِس میں کون قاسمؑ ہے کون علی اکبرؑ ہے کون عباسؑ ہے ہاں حسینؑ کو پہچان رہے تھے مقتل میں جہاں اُس نشیب میں حسینؑ کا قتل ہوا لیکن اوروں کو نہیں پہچان رہے تھے حیران اور پریشان چار آدمیوں کو کہا شاہراہ پر جا کر بیٹھ جاؤ کوفے کی طرف نگاہ رکھنا ابنِ زیاد کا کوئی آدمی نہ آئے اگر اُدھر سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے تو ہمیں بتانا تاکہ ہم یہ میدان چھوڑ دیں گے۔ آدمی وہاں شاہراہ پر تھے یہ لوگ حیران و پریشان تھے کہ ہم لوگ شاہراہ پر آئے تو دیکھا کہ کوئی سوار آرہا ہے اس خطرے سے وہ لوگ ٹیلوں کے پیچھے چھپ گئے، دیکھا کہ ایک سوار آیا جس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی وہ کبھی ایک لاشے پر رُک کر روتا کبھی دوسرے لاشے پر رُک کر روتا جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ لشکرِ یزید کا کوئی آدمی نہیں یہ تو رو رہا ہے وہ سب باہر نکل آئے اور پوچھا آپ کون ہیں کہا میں حسینؑ کا مظلوم بیٹا زین العابدینؑ ہوں میں علی ابن الحسینؑ ہوں میں سید سجادؑ ہوں کہا ہم تو قبر بنانا چاہتے تھے لیکن ہم شہیدوں کو پہچان نہ سکے اس لیئے کہ جسموں پر سر نہیں تھے تو آپ نے فرمایا اے قبیلۂ بنی اسد والو یہاں شب عاشور رسولؐ اللہ سب کی قبریں کھود کر گئے تھے، ذرا ذرا سی مٹی ہٹاؤ گے قبریں تیار ملیں گی۔ سارے شہداء کی قبریں رسولؐ کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہیں ہم جگہ بتاتے ہیں تم مٹی ہٹاؤ، قبر تیار ملے گی، ایک ایک کو بتاتے جاتے تھے یہاں مٹی ہٹاؤ یہاں قبر بنے گی بنی اسد مٹی ہٹاتے تو قبر تیار ملتی تھی شہدا کو دفن کرتے جاتے بنی اسد کہتے ہیں کہ نشیب میں

جب سیّد سجادؑ آئے ایک بار کہا بنی اسد ہٹ جاؤ تم ہاتھ نہ لگانا حسینؑ کے لاشے کو میرے باپ کے لاشے کو ہاتھ نہ لگانا معصوم کو معصوم دفن کرتا ہے تو بنی اسد کہتے ہیں کہ ہم نے کہا آپ اکیلے یہ لاشہ اُٹھالیں گے آپ تو بیمار ہیں۔ آپ یہ لاشہ اُٹھالیں گے کہا بنی اسد کچھ اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہیں جو لاشہ اُٹھانے والے ہیں وہ تم کو نظر نہیں آئیں گے بنی اسد کہتے ہیں لاشہ سیّد سجادؑ نے اُٹھایا تو ہم لوگوں کو لگ رہا تھا کہ کئی آدمیوں نے لاشہ اُٹھایا ہے اور اس کے بعد ہم نے یہ دیکھا کہ لاشہ لے کر سیّد سجادؑ اس قبر کے قریب گئے لیکن اس طرح کہ پہلے زمین پر بیٹھے لاش کو لے کر اپنے ایک زانو پر رکھا پھر دوسرے پیر پر رکھا پھر اس کے بعد قبر میں اُترے۔ پھر اس لاش کو قبر میں رکھا کہتے ہیں بنی اسد سیّد سجادؑ نے لاش کو قبر میں رکھ کر سینے پہ اپنا سر رکھ دیا بنی اسد کہتے ہیں آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہوئی کبھی رخسار پہ رخسار رکھتے کبھی سینے پہ سینہ رکھتے کبھی کٹی ہوئی گردن پہ اپنا سر رکھتے اور آنسو تھے کہ بہتے جاتے لیکن آواز بلند نہیں تھی بس آنسوؤں کی جھڑی تھی کہ لگی ہوئی تھی جب قبر سے نکلے تو قبر کو بند کیا سب ہی روتے جاتے تھے لیکن ہم نے چیخ مار کے روتے نہیں دیکھا لیکن جب قبریں بن گئیں اُسی صابر امام کو ہم نے اس عالم میں دیکھا کہ ایک بار ہم نے کہا کہ مولا قبریں سب بن گئیں تو سیّدِ سجادؑ نے کہا نہیں ایک قبر باقی ہے میرے ساتھ فرات کے کنارے چلو سب کہتے ہیں کہ فرات کے کنارے آئے ایک قبر اور تیار ہوئی پکار کر کہا کہ یہ میرا چچا عباسؑ ہے (سامعین سے خطاب) آپ نے جو دس دن گریہ کیا ہے اس کا اجر آپ کو جنابِ سیّدہؑ دیں گی لیکن دس دن جو آپ روئے ہیں وہ علی اکبرؑ کو روئے ہیں، عونؑ و محمدؑ کو روئے ہیں، قاسمؑ کو روئے ہیں، گیارہ محرّم سے زینبؑ کا ماتم ہے سیّدِ سجادؑ کا

ماتم ہے اب سوا دو مہینے تک مسلسل اسیرانِ کربلا کا غم ہے اور ہم ہیں۔ بنی اسد کہتے ہیں کہ عباسؑ کے جسم کے ٹکڑوں کو جمع کیا سیّد سجادؑ نے، ایک چادر ہم لائے اُس میں عباسؑ کے لاشے کو لپیٹا سیدِ سجادؑ نے لاشہ اُٹھایا قبر میں لاشے کو رکھا، جب باپ کو دفن کیا تھا تو صرف رو رہے تھے آواز بلند نہیں تھی لیکن، جب عباسؑ کی لاش کو سیدِ سجادؑ قبر میں رکھ چکے تو عباسؑ کے سینے پر اپنا رخسار رکھ کر کہا چچا عباسؑ اگر آپ کے شانے نہ کٹتے تو پھوپھی اماں کی چادر کبھی نہ چھنتی اے چچا میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں نہ پڑتیں، میرے گلے میں طوق نہ پڑتا، اے چچا اگر آپ کے ہاتھ نہ کٹتے تو سکینہؑ کے منہ پر طمانچے نہ لگتے۔

۞۞۞

دوسری مجلس

جہالت سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

۱۴۲۲ھ کے عشرۂ ثانی کی خیمۂ سادات میں آپ حضرات دوسری تقریر سماعت فرمارہے ہیں، ''علیؑ وسیلۂ نجات'' کے موضوع پہ مولائے کائنات اپنی پوری حیات میں یہ کوشش کرتے رہے کہ انسان اپنی زندگی خوشنودی احکاماتِ الٰہی میں گزاردے اور وہ انسان جاہل نہ رہے علیؑ کو یہ علم ہے کہ مجھے نبیؐ نے شہرِ علم کا دروازہ بنایا ہے تو اب میرا کام ہے کہ میں انسانوں تک علم پہنچاؤں اُن کی جہالتوں کو دُور کروں اور انسان اصولوں کی زندگی گزارے قاعدے قانون سے واقف ہو، ہر انسان جب تک کہ اپنے ذہن کو استعمال نہ کرے عقل کو استعمال نہ کرے وہ ہر بات کو نہیں سمجھ سکتا۔

قرآن نے سب سے زیادہ جس لفظ کو بار بار استعمال کیا وہ عقل ہے ہر آیت ہر رُکن ہر دلیل کے بعد اللہ کہتا ہے تمہیں کیا ہو گیا تم عقل کو کیوں استعمال نہیں کرتے تم لوگ عقل سے کیوں کام نہیں لیتے؟ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ اور اُردو کا پھر یہ محاورہ ہے ماں باپ بچے سے کہتے ہیں استاد شاگرد سے کہتا ہے یہ کام تم غلط کر

رہے تھے یہ اس طرح نہیں اس طرح ہوتا ہے۔ عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟ سوچتے کیوں نہیں اور کبھی کبھی جب بہت غصّہ آ جاتا ہے کسی بات پر جب کوئی کام بگاڑ دیتا ہے تو ماں باپ اور استاد یہ کہتے ہیں ''عقل بڑی ہے کہ بھینس'' کیا مطلب دیکھئے یہ ڈانٹنے کا تنبیہ کا اچھا سا طریقہ ہے تو بعض محاورے بہت خوبصورت ہوتے ہیں جس میں ایک یہ بھی ہے عقل بڑی یا بھینس تو کائنات میں سب سے بڑی جو شے ہے وہ ہے عقل، کائنات میں عقل سے بڑی شے اللہ نے کوئی پیدا نہیں کی اللہ کے بعد سب سے بڑی جو شے ہے وہ عقل ہے جہاں اللہ ہے وہاں عقل اور عقل پہ اُس نے بہت سے نام رکھ دیئے عقل کا ایک نام اُس نے نور رکھ دیا عقل کا ایک نام اس نے روح رکھ دیا، عقل کا ایک نام اس نے نفس رکھ دیا عقل کا ایک نام اُس نے محمدؐ رکھ دیا عقل کا ایک نام اُس نے علیؑ رکھ دیا اور پھر اسی کا نام علم رکھ دیا اب اسی کو سب سے پہلے خلق کیا بہت سے نام تھے، سب سے پہلے اللہ نے اسی کو خلق کیا جس کے بہت سے نام ہیں، علم کا ایک نام اُس کی عزت اُس کی قدر اسی میں سے لفظ نکلے ہیں ادراک ہے، فہم ہے، شعور ہے یہ سب شاخیں ہیں عقل کی اور اسی سے سمجھایا جاتا ہے انسان کو شعور پیدا ہونا چاہئے ادراک ہونا چاہئے اور کبھی کبھی اللہ بھی اپنی عادات میں اسی طرح بندوں سے کہہ دیتا ہے خصوصاً مسلمانوں سے، تمہیں تو کوئی ادراک ہی نہیں ہے تم تو بات سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے تم میں تو عقل ہی پیدا نہیں ہو سکی۔ یعنی اللہ یہ چاہتا ہے کہ میں نے اتنے اچھے اچھے عقلِ کُل بندے بھیجے ہیں تم سیکھ کیوں نہیں رہے ہو کیوں جہالت میں رہنا چاہتے ہو کیوں علم کیوں حاصل کرو علم کے قریب کیوں رہو تاکہ تمہارا مذاق نہ اُڑے تم پر ہنسی نہ اُڑائی جائے تم پہ کوئی قہقہہ نہ

لگائے ، اللہ چاہتا ہے کہ میرے بنائے ہوئے انسان پر کوئی دوسرا انسان کیوں ہنسے، آنکھیں میں نے بنائیں، کان میں نے بنائے، دماغ میں نے بنایا، سب کچھ دے کر خود مختار کر کے سب چیزوں کا مالک کر کے تمہیں بھیج دیا ایک انسان ہے کہ بڑھتا چلا جاتا ہے، ترقی کرتا جاتا ہے۔ مشہور ہوتا جاتا ہے دوسرا پیچھے رہتا جاتا ہے لوگ اس پر ہنس رہے ہیں کیوں ایک نے کوشش کی ایک نے نہیں کی اللہ نے کہا بھئی اسی طرح سے تو آنکھ ناک، کان تمہارے بھی بنائے ہیں تمہیں بھی انسان بنایا ہے تمہیں بھی شعور دیا تھا تو تم پیچھے کیوں رہ گئے یہ تساہلی کیوں پیدا ہوئی کاہل کیوں بنے چست کیوں نہیں رہے ایک وہ ہے جو اعتدال کی منزل پر ہے لیکن ایک وہ ہے اتنی عقل استعمال کی کہ وہ آگے ہی نکلتا چلا گیا، بہت آگے بڑھ گیا اللہ نے کہا یہ نہیں ہے کہ اتنے آگے نکل جاؤ کہ ہم سے ٹکرانے لگو اور اتنے پیچھے رہ جاؤ کہ انسان نہ رہو اس لیئے حضورؐ نے ایک جگہ رُک کر کہا کہ جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کا انتظار کرو جو آگے بڑھ گئے ہیں انہیں واپس بلاؤ یہاں لاؤ جہاں مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ کا اعلان ہوا ہے، تو آج چودہ سو سال کے بعد بھی یہی مسئلہ ہے جو آگے بڑھ جائیں انہیں واپس بلانے کی کوشش کرو جو پیچھے رہ جائیں ان کی کاہلی کو دُور کرو اور یہ سارے کام علم سے ہو سکتے ہیں اصولوں سے ہو سکتے ہیں، اور ہر منزل پر وسیلۂ نجات علیؑ ہیں اس لیئے کہ اللہ نے ان کو نجات کا وسیلہ بنا دیا آپ نجات کا وسیلہ بدل نہیں سکتے، سمجھ رہے ہیں نا آپ، جب اللہ نے یہ کہہ دیا کہ آج یہی کشتیِ نوحؑ وسیلۂ نجات ہے تو اب اگر تم کسی اور کو وسیلہ بناؤ گے تو وہ وسیلہ کام نہیں آئے گا نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (سورۂ ھود آیت ۲۹) میں دیکھتا ہوں کہ تم جہالت کر رہے ہو، جب

کوئی قوم جہالت پر اڑ جائے تو جہالت سے نجات ضروری ہے، اور نہ جانے کتنے نوحؑ کے قوم والے کافر تھے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ نوحؑ تم تو بندے ہو اللہ کے آج ہم سب مل کر خدا کو پکاریں گے اللہ کو پکاریں گے ہم کہیں گے یا اللہ کیوں ہم تمہاری لکڑی کی کشتی میں آئیں، کشتی کیا اللہ ہے جو بچا لے گی ہم سے شرک کی باتیں نہ کرو لکڑی بھی کہیں مدد کرتی ہے۔ ہم تو بس کہیں گے یا اللہ۔ اللہ کو پکارنا چاہئے لیکن وہ جان رہے تھے کہ یہی کشتی آج اللہ کی کشتی ہے اور یہی نوحؑ اللہ کے نمائندے ہیں تو اللہ آج کشتی میں ہے ان کو یہ معلوم تھا کہ آج اللہ بھی نوحؑ کے ساتھ ہے تو یاد رکھنا اللہ جب اپنے بندوں کو پیش کرتا ہے مدد کے لیئے تب اللہ وہی ہوتا ہے جسے مدد کے لیئے پکارا جاتا ہے جب اللہ نے اپنے آخری نبیؐ سے کہا اُن سے کہیئے آپ کو پکاریں یا نبیؐ کہہ کر اس کا مطلب ہے اللہ محمدؐ کے ساتھ ہے اب چاہے تم رب کو پکارو یا محمدؐ کو پکارو بات ایک ہی ہے اور جب محمدؐ نہ رہیں تو چاہے علیؑ کو پکارو یا اللہ کو پکارو ایک ہی بات ہے۔ اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے نوحؑ کو پکارو یا اللہ کو پکارو سب کشتی میں ہیں وسیلہ نجات کا اس وقت کشتی ہے کشتی میں آئے تو بچیں گے تو نوحؑ نے کنعان سے کہا آجا کشتی میں آجا تا کہ تو بچ جائے اس نے کہا نہیں مجھے یہ سب سے اونچا پہاڑ بچا لے گا تو یہ ہے عقل بڑی یا بھینس وہ یہ سمجھا کہ اس وقت سب سے بڑی جو چیز نظر آرہی ہے وہی بچا سکتی ہے تو میرے بھائیو! کبھی کبھی بہت سی چیزیں بڑی بڑی نظر آتی ہیں تو لوگ اس کو مددگار سمجھ کر اس کی طرف بھاگتے ہیں یہ نگاہوں کا دھوکہ ہے اسی لیئے محاورہ آگیا آپ نے رائی کا پہاڑ بنا لیا سب سے بڑی چیز پہاڑ سب سے چھوٹی چیز رائی کا دانہ اور اللہ ادراک وفہم وشعور وعقل جب اپنے کسی بندے کو دے دے

اور اس سے گفتگو کرے تو وہ صرف یہ سوچتا ہے بات بڑی ہو یا چھوٹی اگر ربّ نے کہا ہے تو حل ہو جائے گا یہ مسئلہ۔ ایک پیغمبر تھے ان پر اکثر اللہ عجیب وغریب وحی نازل کرتا تھا، ایک دن اللہ نے یہ وحی کی کہ صبح جب سو کے اُٹھنا تو سب سے پہلے جس شے پہ نظر پڑے اُسے کھا لینا اُسے اُٹھا کے کھا لینا وحی تھی پیغمبر کی صبح آنکھ کھلی گھر کے سامنے سب سے اونچا پہاڑ تھا سب سے پہلے نظر اس پہاڑ پر پڑی اگر یہ کہہ دیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اللہ کی قدرت پہ اعتراض کیا اور یقین کی وہ منزل ہے کہ اگر اللہ نے کہا ہے تو ایسا ہی ہوگا اللہ نے حکم دیا جس شے پہ نگاہ پڑے اسے نوالہ سمجھ کر اُٹھا کے کھا لینا نظر پڑی سب سے اونچے پہاڑ پر، چلے کہ اس پہاڑ کو کھاؤں گا، چلتے گئے چلتے گئے پہاڑ کی طرف بڑھتے گئے اب یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے جو لوگ کراچی میں رہتے ہیں اچھا سمجھ سکتے ہیں لاہور میں چونکہ پہاڑ نہیں ہیں تو شاید مشکل ہو لیکن جو لوگ مری وغیرہ گئے ہوں وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ پہاڑ اتنا اونچا اور زبردست ہوتا ہے دور سے لگتا ہے یہیں پر ہے۔ میں چھوٹا سا تھا راولپنڈی گھومنے گیا تو پانچ چھ برس کا تھا سیٹلائٹ ٹاؤن اس زمانے میں بن رہا تھا کچھ مکان بنے تھے کچھ نہیں بنے تھے زیادہ تر نہیں بنے ہوئے تھے روز جب میں چھت پر چڑھتا تو مجھے مری کی پہاڑیاں نظر آتیں، لگتا تھا بس یہیں پہ ہے سامنے ہے تو میں روز سوچتا تھا کہ میں ایک دن اس پہاڑی پر جاؤں گا یہ میدان ہے بس میدان پار کر کے پہاڑی پر چڑھ جاؤں گا دل چاہ رہا تھا کہ اس پہاڑی پر گھومنے جائیں۔ ایک دن گھر میں بغیر بتائے میں چلا تو میں نے راستے کے لوگوں سے پوچھا اس پہاڑی کا راستہ کہاں ہے اُنہوں نے کہا آپ مری گھومنے جائیں گے تو اس راستے پہ چلے جائیے تین بجے چلا تھا شام کے

چھ بج گئے پہاڑی نہیں آ رہی میں نے کہا دور بھی نہیں ہے سامنے نظر آ رہی ہے پانچ چھ گھنٹے ہو گئے مگر یہ پہاڑی نہیں آتی بس کیجئے بس، پیدل نہیں جا سکتے اس پہاڑی پر لگتا ہے کہ یہاں سامنے ہے میں نے کہا اب ڈانٹ پڑے گی چلو اب یہاں سے واپس رات کے گیارہ بجے میں آدھے راستے سے واپس آ گیا ہار گیا پہاڑی پر نہیں جا سکا اتنے گھنٹے بھی خراب ہوئے اور نہیں جا سکا پھر بعد میں جب مری گھومنے گئے بچپن میں نہیں جا سکے تو لگتا یہی ہے کہ سامنے ہے لیکن چلنا شروع کیجئے۔ اب پیغمبر بھی چلے تو لگتا تھا کہ یہ گھر کے سامنے ہے یوں ہی چلے تو پیغمبر چلے جیسے جیسے پہاڑی سے قریب ہوتے گئے ویسے ویسے وہ پہاڑی انہیں چھوٹی نظر آنے لگی جب بالکل اس کے قریب پہنچے تو اور چھوٹی ہو گئی اب جو بالکل ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا تو دیکھا وہاں پہاڑی نہیں تھی ایک نوالہ رکھا تھا نوالہ اُٹھایا اور کھالیا حکمِ الٰہی تھا اور ایسا ہوا۔ یہیں پہ یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسان اگر عقل سے کام لے تو بڑے کام کو آسان بنا لیتا ہے اسی لیئے کہتے ہیں تم نے تو اپنے فلاں کام کو تو پہاڑ بنالیا، عذاب سمجھ لیا ہے۔ سائنس داں پہاڑ کو رائی بنا رہا ہے رائی کو پہاڑ بنانا اور ہے اور پہاڑ کو رائی بنانا اور ہے رائی ایک حقیر چیز ہے چھوٹی سی ہے یہ محاورہ کہاں بولتے ہیں کہ مسئلہ جلدی سے حل ہو سکتا ہے تم نے رائی کو پہاڑ بنا دیا یعنی ایک وبال بنا دیا کام آسانی سے حل ہو سکتا تھا تم نے مشکل کر دیا اودھم کر دیا سمجھ گئے نا آپ، مسئلہ چھوٹا سا ہے رائی کے برابر ہے کہ مسلمانوں کے آپس کے فرقے واریت کو دور کرنا رائی کے برابر ہے اور آپ نے رائی کا پہاڑ بنایا ہوا ہے۔ یہ کہنا چاہ رہا تھا پاکستان میں چھوٹے سے مسئلے کو پہاڑ بنا دیا گیا ہے کہ آپس میں اتحاد کیسے ہو یہ رائی برابر بات ہے آپ قریب جائیں پہاڑ نوالہ بن جائے گا

نہیں سمجھے، جب تک آپ علم کے قریب نہیں جائیں گے اتحاد ہوگا کیسے عقل کو استعمال کریں پہاڑ کو رائی بنائیں مسئلے کو سمیٹیں سب مل کر سمجھیں جب معاملہ سمٹے گا مسئلہ حل ہو جائے گا اللہ کہہ رہا ہے جاؤ کھالو پہاڑ کو آپ لڑ رہے ہیں اللہ سے، پہاڑ کیسے کھایا جا سکتا ہے وہ گیا اُس نے حکم دیا ہے، **وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا** (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۰۳) جب وہ کہہ رہا ہے کہ سب مل کر اللہ کی اس رسّی کو مضبوطی سے تھام لو آپ لکھ لکھ کر پوسٹر لگا رہے ہیں بینر لگا رہے ہیں اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو رسّی کیسے تھمے گی بحث شروع ہو جائے گی اس رسّی کا دوسرا سرا کہاں ہے کہیں ایسا تو نہیں ہم رسّی میں لٹکیں اور رسّی ہمیں لے کر لٹک جائے کہیں گر جائے ہمیں لے کر غائب ہو جائے تو بحث کی ضرورت نہیں ہے رسّی آسمان سے نہیں لٹک رہی ہے رسّی کو سمجھنے کی ضرورت ہے رسّی سمجھ میں آ جائے آگے بڑھ کے پکڑ لینے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر رسّی پہ لٹک گئے کسی کے۔ تو (K-2) پہاڑ پہ نہیں چڑھنا کہ رسّی پکڑ کر چڑھ گئے یہ ایک تصوراتی رسّی ہے یہ ایک اتحادی رسّی ہے جب تک رسّی سمجھ میں نہیں آئے گی آپ اللہ کو نہیں سمجھ سکتے آپ اللہ کی ایک آیت قرآن کی ایک آیت کو نہیں سمجھ سکتے آپ اُس وقت سمجھیں گے جب رسّی سمجھ میں آئے تو رسّی، وہاں نہ دیکھیے! آپ کے یہاں جو رسّی ہے پہلے اس کو دیکھیے رسّی بنتی کیسے ہے۔ دنیا کی کوئی رسّی ایسی نہیں ہے جو دو بٹوں سے نہ بنی ہو جب تک بل نہیں ہوں گے وہ مضبوط نہیں ہوگی۔ رسیاں دو ہوتی ہیں آپس میں بل دے کے ملا دیا جاتا ہے کہ پہچان مشکل ہو جاتی ہے کہ کون سا بل کس رسّی کا ہے دونوں ایک دوسرے میں ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ اللہ کے راستے کو دونوں بلوں میں مضبوط کیا ہوا ہے تو اب پیغمبرؐ کہہ

رہے ہیں یہ رتی ہے اس کے دو حصے ہیں جو آپس میں ملے ہوئے ہیں ایک قرآن ہے دوسرے اہلِ بیتؑ ہیں۔ دونوں کو مضبوط تھام لو۔ قرآن اور اہل بیتؑ تھام لو کیا مقصد، پہلے انسان پھر مسلمان یہ طے کریں کہ ہم اصولوں کی زندگی گزاریں گے اصولوں کی زندگیاں گزارنے کے لیئے علم پسند بننا پڑتا ہے علم پسند کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے پورا قرآن رٹ لیا آپ عالم ہو گئے نہیں آپ نے حدیثیں یاد کرلیں آپ عالم ہو گئے نہیں۔ عالم اس وقت تک نہیں بنتا جب تک عالم کے سامنے جھکے نہیں اگر کتابوں سے ہی علم آرہا ہوتا تو چودہ سو برس میں مسلمانوں کے لیئے قرآن کافی ہو جاتا اور اگر قرآن کافی ہو جاتا تو پھر یورپ میں سائنس نے کیوں ترقی کی عرب نے کیوں نہیں کی؟ فرانس نے کیوں کی اور جرمنی نے کیوں کی مسلمانوں نے کیوں نہیں کی یہ ساری ایجادیں مسلمان کیوں نہیں کر سکے یہ ٹیلی فون، یہ ٹیلی ویژن یہ جہاز یہ ایٹم، یہ ذرّہ یہ کمپیوٹر اس میں کسی ایک کا بھی موجد مسلمان نہیں ہے، بہت سے بچوں کو معلوم ہے کہ کوئی بھی موجد مسلمان نہیں ہے گھڑی کے موجد بحری جہاز کے موجد مسلمان نہیں، بحری جہاز سب سے پہلے تو نوحؑ نے بنایا تھا حضرت نوحؑ اس کے موجد ہیں، کل بھی یہی کہا تھا کہ جھوٹ سے کام نہیں چلے گا اگر آپ جھوٹ سکھائیں گے بچوں کو علم جھوٹ سے نفرت کرتا ہے جہاں جھوٹ ہوتا ہے وہاں علم بھاگ جاتا ہے نہیں قریب آتا اس لیئے کہ جھوٹ نجاست ہے جہاں نجاست ہوتی ہے وہاں طاہر چیز نہیں آتی یا یوں کہیے کہ جو نجاست ہے وہ طاہر چیز کے پاس نہیں آتی جھوٹ جو ہے وہ کبھی آلِ پیغمبرؐ کے قریب نہیں آتا وہ نبیؐ سے کبھی قریب نہیں ہوسکتا جھوٹ کی عادت چھوڑ دو اس لیئے اللہ نے پہلے دن کہہ دیا ہم یہ تو نہیں کہیں گے کہ جھوٹ نہیں بولو اگر ہم حکم دیں

گے توتم شدّت سے اور بولو گے تمہیں ضد ہو جائے گی اس لیئے ہم یہ نہیں کہیں گے کہ جھوٹ نہیں بولو ہم ایک بات اور کہیں گے جو کسی نے نہیں کی۔ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۂ توبہ آیت ۱۱۹) سچوں کے ساتھ ہو جاؤ جب سچوّں کے ساتھ رہو گے تو سچے تمہیں بار بار ٹوکیں گے کون سا کام غلط ہے، یہ ایسے نہیں ایسے، یہی تو مسئلہ ہے ہم سے لوگ اسی لیئے جلے مرے جا رہے ہیں سارے دنیا والے کہ ہم بات بات پہ ٹوکتے ہیں یہ غلط ہے یہ غلط ہے اسے صحیح کیجئے آپ چڑھیئے نہیں بلکہ سچّوں کے ساتھ ہو جائیں حکمِ الٰہی ہے۔ سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ تم سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ گے تو دھیرے دھیرے سچوّں کے ساتھ سچے ہو جاؤ گے جھوٹ بولنے کی عادت ختم کرو، ہر ایک کے بارے میں جھوٹ قول جھوٹ، ہر بات جھوٹ، کتابوں میں جھوٹ، اخباروں میں جھوٹ بہت جھوٹ، عادت چھوڑ دجھوٹ یہ پنجاب یونیورسٹی میں انسا ئیکلو پیڈیا چھپا اسلام میں الف سے لے کر ''ی'' تک لفظ لکھے اس کی ڈیٹیل (detail) لکھی جہاں لفظ شیعہ آیا اس کی ڈیٹیل (detail) یہ دی یہ سیاسی فرقہ ہے کربلا کے بعد بنا۔ بڑھتے ہی گئے اور یہ سیاست کرتے رہے اور یہ انہوں نے اسلام میں تباہی پھیلا دی لکھا علم نے تباہی پھیلا دی جھوٹ سے کیا فائدہ اور جہاں علم سکھایا جا رہا ہو جہاں درسگاہ ہو وہاں آپ کسی کے لیئے ایسا چھاپ دیں ایسا لکھ دیں کیوں؟ لکھتے وقت یہ تو سوچ لیتے پاکستان بنانے والا کون ہے۔ بانی کون ہے تو آپ اپنے پیر پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں تو پھر غیر کیا لکھے گا سمجھ رہے ہیں نا آپ پھر دنیا کیا کہے گی نہیں یہی مسئلہ ہے رائی کو پہاڑ بنانا کسے یہ سمجھانا ہے کسے یہ بتانا ہے کبھی اخلاقی طور پہ اسلام کے تمام مکتبہ فکر اس بات پہ میٹنگ (Meeting) کریں کہ یہ جن

کے بارے میں ہم کہہ رہے ہیں یہ سیاسی فرقہ ہے انہوں نے کسی کے بارے میں کچھ لکھا یا کہا ہماری اخلاقی حالتوں پہ غور کیا چیلنج ہے تمام عالمِ اسلام کو کہ ہماری کسی ایک چھوٹی موٹی کتاب سے لے کر کبھی کسی کتاب میں یہ لکھا ہو ہم بارہ اماموں کو مانتے ہیں علیؑ سے لے کر مہدیؑ آخر الزماں تک ہمارے بارہ ائمہ میں سے کسی ایک نے مسلمان گروہ کو کافر کہا ہو۔ فتویٰ دیا ہو تو فتویٰ دکھا دو، بہتّر فرقے تہتّر فرقے ستّر یا جتنے بھی ہوں سب ساتھ ساتھ آباد چلے آ رہے ہیں تمام ملکوں میں لیکن حضرت علیؑ سے لے کر بارہویں امام تک کسی نے کبھی اپنے دَور میں یہ فتویٰ نہیں دیا کہ مسلمان کافر ہیں۔ جب مسلمان ہے تو کافر کیسے ہے، جب آپ کہہ رہے ہیں مسلمان تو کافر کیسے ہوئے؟ جملہ یہ ہے کام کا چونکہ سچائی خود بولتی ہے ہم سیاسی طور پہ نہیں مانتے بارہ اور روحانی اور عقیدے کے طور پر بارہ مانتے ہیں اس لیئے ہم نے کبھی بارہ کے خلاف نہیں کیا، ہم نے کبھی کسی مسلمان کو چودہ سو سال میں کافر نہیں کہا، ہماری اخلاقیات دیکھی کیا ہم کہہ نہیں سکتے کیا ہم میں طاقت نہیں ہے کیا ہم فتویٰ دے نہیں سکتے ہم سب کر سکتے ہیں لیکن تمہید میں واپس جاؤ تو بات سمجھ میں آئے گی کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ میرا بنایا ہوا انسان اس پر کوئی ہنسے نہ بنایا میں نے ہے اس لیئے میں نہیں چاہتا کہ اس کا مذاق اُڑے اس لیئے عقل سے کام لو۔ تو اللہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کی اپنے بنائے ہوئے کا مذاق نہیں اڑوانا چاہتا چونکہ بدر سے لے کر حنین تک تمام کافروں کو مسلمان ہم نے بنایا اب کافر کیسے کہیں ہمارے بنائے ہیں تو اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر صدی میں مسلمان ہم نے بنایا جب ہم بنا چکے تو ہم اپنی بنائی ہوئی شے کا مذاق کیسے اُڑوائیں اور جب آپ کو کوئی کافر کہے تو اس بات کی یہ دلیل ہے کہ ان کو بنایا

نہیں ہے کسی نے یہ بنے بنائے مسلمان ابراہیمؑ کی طرح پیدا ہوئے تھے جیسے ابراہیمؑ مسلمان پیدا ہوئے تھے جیسے نبی مسلمان پیدا ہوتا ہے ویسے یہ پیدا ہوئے، سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے تھوڑی سی عقل استعمال کریں نہ ایسا لکھیں نہ ایسا چھاپیں، نہ ایسا کہیں دفتروں میں، اسکولوں میں ڈیپارٹمنٹ میں جب محرم آتا ہے شیعوں سے ایسے سوال ہونے لگتے ہیں تم روتے کیوں ہو؟ تم پیٹتے کیوں ہو؟ تم کالے کپڑے کیوں پہنتے ہو؟ تم نے یہ کام کیوں کیا چھپّن سال ہو گئے پاکستان بنے ہوئے ساتھ ساتھ رہ رہے ہیں اور ہر سال نئی بات ہوتی ہے کہ یہ کیوں ہوتا ہے۔ چھپّن سال میں جس قوم کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ سب کیوں ہوتا ہے اس سے بڑا جاہل کون ہوگا جو اس تاریخ میں پیدا ہوا وہ بوڑھا ہو چکا بڑھاپے تک نہیں جانتا کیا، اب پھر میں پلٹتا ہوں اسی بات پر چھپّن سال ہو گئے ان سب کو ہی کسی آفس کسی کالج، کسی اسکول، کبھی ہمارے بچّے نے بھی کسی کو نماز پڑھتے ٹوکا تم ہاتھ باندھ کے کیوں پڑھ رہے ہو تم ہاتھ کھول کے کیوں پڑھ رہے ہو تم ایسا کیوں کر رہے ہو تم روزہ اس وقت کیوں کھول رہے ہو تم یہ کام کیوں کرتے ہو تم یہ کام کیوں کرتے ہو کیوں؟ جو جانتا ہے وہ ٹوکتا نہیں جو جانتا ہے وہ بحث نہیں کرتا کوئی اعتراض نہیں کرتا جانو جانو جانو ایک دوسرے کو جانو ایک دوسرے کو پہچانو۔ اسی پہچان کے لیئے اسی بات کے لیئے اپنے اپنے طریقے سے زندگی گزاریئے جب ہم نے اجازت دے دی اس بات کی کہ آپ اپنے اپنے طریقے سے زندگی گزاریئے تو اس آزادی کا کیا مطلب ہے یعنی آزادی دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہم سے کچھ پوچھیں آزادی ہم نے دی ہے کچھ سوچ کے آزادی دی ہے ہم اس کی وجہ بھی بتادیں گے ہم نے کیوں آزادی دی ہے؟

اس لیئے کہ ہمارے علیؑ نے آزادی دی ہے ہمارے علیؑ جب چوتھے خلیفہ ہوئے تھے تو انہوں نے یہ پابندی نہیں لگائی تھی کہ کون کس طرح نماز پڑھ رہا ہے دل چاہے تو یہ پڑھو دل چاہے تو وہ پڑھو تو چونکہ ہمارے علیؑ نے پابندیاں نہیں لگائیں تو ہم نے بھی پابندیاں نہیں لگائیں علیؑ نے آزادی دے دی۔ اس لیئے ہم نے بھی آزادی دے دی وجہ ہم بتادیں گے کہ علیؑ نے کیوں آزاد چھوڑ دیا اور ہم نے کیوں آزاد چھوڑ دیا ہم کسی پہ اعتراض نہیں کرتے چاہے حنفی پڑھے چاہے حنبلی پڑھے جعفری پڑھے مالکی پڑھے شافعی پڑھے یا کوئی اور جو بھی ہو جس طرح عمل کر رہا ہے اسلام پر تو ہے نا بھئی مسلمان تو ہے خدا کا شکر ہے کہ پتھر تو نہیں پوج رہا ہے بس یہ اطمینان ہے کہ رب کو سجدہ ہو رہا ہے تو ہونے دیجئے۔ اب اس میں کیا شاخیں نکالنا اعتراض ہو جاتا ہے ایک دوسرے پہ اعتراض نہیں کیجئے، اتحاد رہے گا سب اپنا اپنا کام کریں سمجھ رہے ہیں نا بس زیادہ سے زیادہ ارشاداتِ رسولؐ پر تاکید ہے کہ وہ جو بتادیں راہِ نجات یہ ہے۔ کوئی جبر تو نہیں کیا نوحؑ نے بیٹے سے یہ تو نہیں کہا گلا گھونٹ دوں گا تیرا مار ڈالوں گا تجھے اگر کشتی میں نہیں آئے گا بس یہ کہتے رہے بیٹا پہاڑ نہیں بچا سکتا آجا کشتی میں، ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں پہاڑ نہیں بچا سکتا آجا کشتی میں۔ ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں بار بار کہہ رہے ہیں پہاڑ نہیں بچا تا۔ سوال یہ ہے کہ کیا نوحؑ کا بیٹا سمجھا نہیں کہ پہاڑ نہیں بچا سکتا شروع میں شاید اس کو نہ معلوم ہو۔ بلندی کو دیکھ کر یہ سوچا اس پہ چڑھ جاؤں گا یہ پانی تو نیچے نیچے ہے اوپر تو چڑھے گا نہیں اتنا اونچا پہاڑ ہے جانے ہمالیہ سے بھی اونچا تھا کیا تھا۔ میں اس پہ چڑھ جاؤں گا بچ جاؤں گا ٹھیک ہے اس وقت شروع میں یقین نہیں ہوتا شروع میں آدمی دھوکے میں آجاتا ہے لیکن جب دھوکہ کھُل جاتا ہے

تب تو پتہ چل جاتا ہے اسی وقت اگر عقل استعمال ہوگئی تو بس نجات ورنہ ہلاکت تو اس نے پہاڑی پہ چڑھ کے نیچے دیکھا میں بہت اونچے پر ہوں پانی وہ وہاں پر ہے اب اُس نے دیکھا پانی بڑھا نوحؑ نے آواز دی اب بھی آ جا اب بھی خیریت ہے آ جا۔ کشتی لاؤں قریب آ جا نہیں یہ پہاڑ مجھے بچالے گا۔ پانی کچھ اور بڑھا نوحؑ نے پھر آواز دی آ جا اب بھی آ جا خیریت ہے کہا نہیں یہ پہاڑ مجھے بچالے گا پانی اور اوپر آیا دیکھ رہا ہے نا اب منزل کون سی ہے ابھی تک تو سمجھ رہا تھا پانی وہ ہے اب دیکھا پانی یہ ہے۔ درمیان میں جب تقریر آ جاتی ہے تو یہ مسئلہ ہو جاتا ہے کہ ایک ایک لفظ کو غور سے سمجھئے! پانی نے پیر کو چھوا ٹھنڈا پانی پیر سے لگا ابھی تو امکان میں بھی نہیں تھا ہزاروں میل دُور تھا پانی تب تو یہ یقین تھا کہ یہ پہاڑ بچالے گا اب ادھر پانی نے پیر کو چھوا نوحؑ نے آواز دی اب بھی آ جا پہاڑی کو دیکھا مجھے یہ پہاڑی بچالے گی۔ ابھی عقل برآمد نہیں ہوئی گویا پانی بڑھا گھٹنے تک آیا نوحؑ نے آواز دی اب بھی آ جا خیریت ہے بچ جائے گا نجات ہے، یہ پہاڑ مجھے بچا لے گا یہ پہاڑ تو ڈوب چکا اب تو پانی ہے گھٹنے تک اب پانی آیا کمر تک نوحؑ نے آواز دی آ جا اب بھی خیریت ہے کشتی میں آ جا تو نجات ہے کہا نہیں آؤں گا اب یہ نہیں کہا پہاڑ بچالے گا اس لیئے کہ پہاڑ تو ہو چکا غائب اور پہاڑ کی چوٹی پر ہے اور پانی ہے کمر تک۔ پہاڑ نظر نہیں آ رہا اب کیا یقین ہے کہ نہیں کہ میں ڈوبوں گا شاید سمجھ رہا ہو کہ پانی واپس چلا جائے گا اور میں بچ جاؤں گا پانی آیا گلے لگنے اور اتنی گردن نظر آ رہی تھی نوحؑ نے کہا ابھی بھی آ جا خیریت ہے کشتی بچالے گی تو گردن ہلا کر کہا نہیں آؤں گا، یہ گردن ہلی اور آخر میں ڈوبنے سے پہلے یہ جملہ نہیں ضروری ہے کس بات پہ کہا، اب بھی یقین ہے کہ پہاڑ بچالے گا نہیں اب

اسے یقین ہے اب ڈوبا اب ڈوبا لیکن یہ نہیں جو کہہ رہا ہے وہ کیوں؟ اب ضد آ گئی ہے کہ نہیں آؤں گا اللہ ضد سے بچائے معلوم ہے کہ ڈوب جائیں گے مگر نہیں آئیں گے۔ پہاڑ تو کب کے ڈوب چکے اب تو پانی گلے گلے ہے اور ہم ہیں کہ اب تک پکار رہے ہیں کہ آ جاؤ۔ لیکن گردن ہے کہ ہل رہی ہے نہیں نہیں نہیں۔ ضد آ گئی ہے جملہ سن لیجئے کہ یاد رکھیئے کہ جو یہ سوچتا ہے کہ ہم بلندی پہ چڑھ جائیں گے اور فلاں چیز ہم کو بچا لے گی جب عذابِ الٰہی آتا ہے تو جو بچاتا ہے جو وعدہ کرتا ہے کہ آ جاؤ ہمارے کندھے پہ چڑھ جاؤ پہلے وہی ڈوبتا ہے جو ڈوب چکے وہ ڈوب چکے اور جو سہارا بناتے ہیں وہ بعد میں ڈوبتے ہیں وہ اب ڈوبے اور وہ بچانے والا، کہتے ہیں نا بچانے والا وہ ہے وہ ہر وقت آواز دیتا ہے آؤ ہم بچا لیں گے جو رب کو چھوڑ کر کسی اور طرف جائے پھر دنیا کی کوئی چیز اُس کو بچا نہیں سکتی اسی لیئے اللہ نے کہا بچاتے ہم ہی ہیں لیکن ہم خود نہیں آتے ہم نے کشتی بنا دی ہے اس کا نام ہے آلِ محمدؐ ہم خود آ کے نہیں بچاتے۔ بچانے والے ہم ہی ہیں لیکن ہم وسیلہ بناتے ہیں نوحؑ کی کشتی کو ہم نے وسیلہ بنایا تھا بچانے کے لیئے اور جب وسیلہ آواز دے تو عقل استعمال کرو ورنہ غرق ہو جاؤ گے ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ظاہری سہی پکارے تو ایک بار کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے، کہنے میں کیا ہے پکارنے میں کیا ہے۔ تو سب غرق ہو گئے کوئی نہیں بچا ایک کشتی بچی اور نوحؑ کی اولاد بچی اور نوحؑ کے اولاد کے جو اصحاب تھے وہ بچے یہ مثال دی ہے رسولؐ خدا نے سب غرق ہو جائے گا کچھ نہیں رہے گا کسی ہوا میں بیٹھے ہو کوئی ملک نہیں رہے گا کوئی زمین نہ رہے گی سب فنا ہونے کے لیئے ہے قرآن نے اعلان کر دیا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (سورۂ رحمٰن آیت ۲۶) سب فنا ہو

جائے گا کچھ نہیں رہے گا کیا سوچے بیٹھے ہیں سب کے تخت رہیں گے سب کے تاج رہیں گے سب کے ملک رہیں گے کچھ نہیں رہے گا یہ جاہ وحشم نہیں رہے گا سب ایک دن مٹنا ہے لیکن اُس وقت بھی رسولؐ نے کہہ دیا سب مٹ جائے گا لیکن میری کشتی ایسی ہے اور جو اس کشتی میں بیٹھا ہوگا وہی بچے گا بچنے کا انتظام آج بھی کر سکتے ہو ہر دور میں بچاؤ کا دروازہ کھلا ہے اسی دروازے کا نام ہے علم کا دروازہ ہر بات علم سے حل ہوتی ہے علم ہے تو آپ کبھی جہل کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔ عقل سے کام لیں ادراک، علم فہم وشعور سے کام لیں کون لوگ ہیں یہ سیاسی طور پہ بن گئے نہیں ذرا سوچیے لفظ کو تلاش کیجئے لفظ ''شیعہ'' قرآن کا لفظ ہے۔ لفظ ''شیعہ'' حدیث کا لفظ ہے اور یہی واحد لفظ قرآن میں ہے کسی اسلامی شاخ کا نام قرآن میں نہیں لکھا پیغمبرؐ کی حدیثوں میں نام نہیں ہے یہ ایک لفظ ''شیعہ'' قرآن میں بھی ہے حدیث میں بھی ہے محدث دہلوی نے یہ بات تفصیل سے لکھی ہے کہ اسلامی جتنے بھی فرقے ہیں ان کے ابتدائی فرقوں کا نام شیعہ ہوتا ہے۔ اس سے کون انکار کرے گا اب ذرا سمجھئے کہ فرقہ کیا ہے دین اور مذہب سے فرقہ نکلتا ہے۔ یہ جو ایک لفظ پاکستان کے اخباروں میں استعمال ہوتا ہے کہ فرقہ واریت یہ لفظ کیوں استعمال ہو رہا ہے اس لفظ کو بند کر دیجئے آپ خود جب اس بات پر بضد ہوں گے کہ فرقے ہیں تو جھگڑا تو ہوگا ہر حکومت پاکستان کی یہ مل کر اعلان کرے کہ پاکستان میں کوئی فرقہ ہی نہیں ہے سب مسلمان ہیں لیکن جب آپ بار بار یہ دہرائیں گے کہ فرقے ہیں فرقے ہیں تو بچوں پہ بھی برا اثر پڑے گا بچے ماں باپ سے پوچھیں گے کہ ہم کس فرقے میں ہیں تو آپ بچوں کو کیا سکھا رہے ہیں؟ ہر بچے کو یہ سکھائیے کہ ہم سچے اور پکے مسلمان ہیں بات ختم ہوگئی اخبار میں یہ چھپے

کیوں کہ فرقے ہیں تو فرقے کا لفظ تو آپ لکھ دیتے ہیں فلانے فرقہ پر فلانا فرقہ یوں حملہ آور ہوا کبھی کبھی صرف ایک مسلمانی گروہ، گروہ کیوں ہے؟ کوئی گروہ نہیں ہے مسلمانوں کا۔ تو لفظ کے معنی معلوم ہوں علم کے ساتھ ایک مرکز ہو اور وہاں سو آدمی کھڑے ہوں اس میں سے ایک آدمی گروہ میں سے نکلے اور وہ پکارے ہم تمہارے ساتھ نہیں ہیں ہم اپنی الگ ایک کمیٹی بنائیں گے، دوسرا بھی نکل جائے ہم بھی الگ ہو گئے ایک تیسرا بھی نکل جائے ہم بھی الگ ہو گئے، پھر ایک چوتھا نکل جائے پھر ایک پانچواں، پھر ایک چھٹا یوں نکلتے چلے جائیں اور اس مجمعے کے کل دو آدمی کھڑے رہ جائیں اٹھانوے آدمی نکل کر کہیں ہم اپنی الگ الگ کمیٹی بنائیں گے مرکز وہی رہے گا دو آدمی جوڑ کے ہوئے ہیں اصل وہی رہے گا اٹھانوے جو نکلے وہ کہلائیں گے فرقے۔ فرقہ کہتے ہیں کسی سے ٹوٹ کے بنے بھئی نہیں سمجھے آپ یہ لغت کا معاملہ ہے پہلے معنی معلوم کرو یعنی فریق بن گئے اصل سے ٹوٹ کر ہم الگ ہو گئے دو ہیں مسلم لیگ تو جو اصل قائداعظم کی تھی وہ تو اصل ہی رہے گی نا یہی تو کہا جائے گا کس سے ٹوٹے جو قائداعظم نے بنائی تھی اس میں سے الگ ہوئے تو اصل تو اپنی جگہ قائم ہے اصل سے ایک چیز الگ ہوئی جو چیز الگ ہوگی اسے کہیں گے فرقہ اب چاہے سو ہوں مکمل اٹھانوے کی اکثریت نکل جائے اقلیت بچے اکیلے قائداعظم کھڑے ہوں وہی ہے مسلم لیگ۔ سمجھ رہے ہیں نا تو یہ تو دیکھو فرقہ جو بنا تو فریق الگ کس سے ہوئے، سب تو ہیں فرقے بہتر، یہ الگ کس سے ہوئے اصل کو تلاش کرو اصل کہاں ہے جس سے یہ سب الگ الگ ہوتے گئے فرقے بنتے گئے، تو غدیر میں دو بھائی کھڑے تھے ڈیڑھ لاکھ کا مجمع تھا الگ ہوئے تو اب تک الگ الگ ہیں، مسلمان، محمدؐ اور علیؑ دو بھائی

ایک جگہ یہ ہے مسئلہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَا سے سب الگ ہو گئے محمدؐ اور علیؑ ہیں دو بھائی اور آخرت تک رہیں گے آپ یہاں سے الگ ہوئے کیوں؟ پارٹی آپ نے بنائی کیوں، آپ نے اپنا نام فرقہ رکھا کیوں، آپ فریق بنے کیوں؟ واپس آیئے اور شہر اور دروازے سے مل جایئے فرقے ختم ہو گئے یہی تو کہہ رہے ہیں مجلسوں میں بار بار کہ اگر آپ محمدؐ اور علیؑ پر متحد ہو جائیں فرقے ختم ہو جائیں اور بڑی عجیب کی بات ہے علیؑ کو سب مانتے ہیں، کوئی یہ کہے مثلاً شیعہ یہ کہیں ہم تو علیؑ کو پہلا مانتے ہیں اور اہلِ سنت کے فرقے یہ کہیں ہم علیؑ کو چوتھا مانتے ہیں نہ وہ ہٹیں اپنی بات سے نہ وہ ہٹیں تو اتحاد کیسے ہو تو دونوں مل کر یہ کہیں ارے صاحب یہ پہلا چوتھا چھوڑیئے ہم دونوں مل کے علیؑ کا علم لیتے ہیں حق آپ سے آپ ظاہر ہو جاتا ہے، علم لیتے جائیں اور جہالت کو دُور کرتے جائیں جب علم کے راستے پر چلو گے تو آپ سے آپ جہالت سے نجات ملے گی اور فرقہ داریت ختم ہو جائے گی اور سب مل کر یہ کہیں گے کہ علم پھیلائیں گے سائنسی ترقی کریں گے اپنے ملک کو گلستان بنا دیں گے یہاں پھول کھلائیں گے سب مل کر کہیں گے ایک ساتھ مل کر نعرہ لگائیں گے کہ کبھی ہم دشمن کو آنے نہیں دیں گے مسئلہ یہ نہیں ہے کہ دشمن آئے تو سب مل کر لڑیں اب دشمن نے بالکل نیا ڈرامہ کیا ہے اب دشمن نے یہ کیا کہ جب دشمن ہم پر زیادہ ظلم کرنا چاہتا ہے تو ہم پر پانی بند کر دیتا ہے سارے دریا کشمیر سے نکلتے ہیں سامنے کے مسئلے ہیں لیکن سارے مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آ رہے ہیں جب جمہوری حکومتیں تھیں انہوں نے آپس میں ساز باز کر کے پانی کھلوا لیا تو پھر بجلی کا لوڈ (Load) زیادہ نہیں ہوا اس لیئے کہ بجلی بھی تو پانی سے بن رہی ہے پانی پیاس بھی بجھائے پانی کھیت بھی سینچے پانی ہو تو اناج بھی آئے

یعنی پانی کا تعلق بھوک سے بھی ہے پانی نہ ہو تو بھوک بھی نہیں مٹتی پانی نہ ہو تو گھر میں روشنی بھی نہیں ہوتی پانی نہ ہو تو سڑک پہ روشنی بھی نہیں ہوتی بجلی بھی پانی سے تیار ہوتی ہے تو پانی کی وجہ سے نور بھی ہے پانی کی وجہ سے روٹی بھی ہے اگر ہم کہیں پانی سے رزق مل رہا ہے پانی کی وجہ سے نور مل رہا ہے تو آپ کہیں گے نور تو اللہ ہے روٹی تو اللہ دیتا ہے پانی کو کہا آپ نے شرک ہو گیا تو پھر آپ نہیں کہیے گا پانی کا جھگڑا کیا پھر آپ کیوں کہیں پانی کھولو اب بند کیا ہوا ہے تو اب بجلی کم ہو گئی روشنی کم ہو گئی جو وسیلہ ہوتا ہے جب اس سے رشتہ ٹوٹتا ہے روشنی بھی کم ہو جاتی ہے اندھیروں میں رہ جاتے ہیں کھانا بھی نہیں ملتا۔

وَاِذِاسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ (سورہ البقرہ آیت ۶۰) ''اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا اپنا عصا پتھر پر مارو، جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے اپنا چشمہ پہچان لیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اللہ کا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔''

اللہ نے اپنے محبوب نبیؐ رسولؐ اللہ کو علم کے بارہ چشمے عطا فرمائے، مسلمانوں نے بارہ امام کو چھوڑ دیا، اس لئے پانی جیسی نعمت سے محروم ہو گئے، وسیلے کے بغیر کھانا بھی نہیں ملتا۔ وسیلے کے بغیر روشنی بھی نہیں ملتی، وسیلے کو نور بنایا ہے خیر الرّازقین بنایا علیؑ کو کیوں اس لیئے کہ ہر کام علم سے ہوگا بنتا نہیں ہے لیکن عقل سے ہوتا ہے جتنی عقل ہوگی اتنا ہی رزق پیدا کر سکو گے جتنی عقل ہوگی اتنی روشنی حاصل کر سکو گے اور عقل بٹتی ہے علیؑ کے گھر سے، علم ملتا ہے علیؑ کے

دروازے سے بس یہی تو سارا مسئلہ ہے اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ذرا سا بیٹھ کے سوچ لیجئے ہم کسی سے الگ نہیں ہیں سب ہم سے الگ ہیں۔ پہلے دن نبیؐ نے کہہ دیا تھا یا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ کامیاب ہیں اب نام کو ہم نے صحیح نامور کیا اوروں نے کیوں نہیں نامور کیا اور جب رکھا تھا تو چھوڑا کیوں بھئی نام کیوں چھوڑا نام کیوں بدلا حضورؐ نے ایک ہی لفظ دیا تھا اے علیؑ تیرے شیعہ تیرے حُب دار تجھ سے محبت کرنے والے یہ لفظ چونکہ پرانا چلا آ رہا تھا حضرت نوحؑ کے دَور سے تو ہر نبیؑ اپنے حُب داروں کو شیعہ ہی کہتا ہے تو ہمارے حضورؐ نے بھی دوستوں کے لیئے یہی لفظ استعمال کیا اس سے اچھا کوئی لفظ نہیں تھا اگر کوئی اور لفظ ہوتا تو نبیؑ اللہ آپ کے سامنے کوئی اور لفظ پکارتے تو ہم نے اس لفظ کو پسند کر لیا اس میں سیاست کہاں سے گھس آئی لفظ ہے نوحؑ کے عہد سے اور آپ کہہ رہے ہیں کربلا کے بعد سے شیعہ پیدا ہوئے تو اگر ہم کربلا کے بعد ہیں انسائیکلو پیڈیا نے لکھا ہے ہم کربلا کے بعد بنے تو کربلا سے پہلے کون لوگ تھے امام حسینؑ کو کس نے قتل کیا؟ ہم تو تھے ہی نہیں ہم تو واقعہ کربلا کے بعد آئے امام حسینؑ کے قاتل کون لوگ ہیں جو کوفے میں جمع ہوئے تھے۔ عقل اگر عقل ہے ورنہ انسان ایک جھوٹ کے لیئے دس جھوٹ بولتا ہے اس لیئے جھوٹ کی عادت سب کو ختم کر دینی چاہیئے سچ بولو یہ جو شاعری ہوتی ہے اُردو کی اس میں یہی پکارا جاتا ہے ساری شاعری جتنی بھی ہوئی ہے چودہ سو برس میں اس کا مرکزی خیال آپ کو معلوم ہے ہاں بھئی جو سچ بولا تو سقراط کو زہر کا جام پینا پڑا جس نے سچ بولا منصور حلاج کو سولی پر چڑھایا گیا جو سچ بولا مہاتما بدھ جو سچ بولا وہ عیسیٰؑ بقول عیسائی اس کو سولی پر چڑھایا گیا یعنی سچ کا انجام شہادت ہے یہ طے ہو چکا ہے کہ سچ کا انجام شہادت ہے شہادت

بڑی چیز ہے سچ بولتے رہیں گے لیکن قتل نہ بھی ہوں تو بھی شہادت پالیں گے کیوں؟ جو محبتِ اہلِ بیتؑ میں مرے وہ شہید اب وہ سچ کی محبت ہو عقل کی محبت ہو علم کی محبت ہو نبیؐ کی محبت ہو یا عالم کی محبت ہو، محبت ہو تو ہے شہادت جو محبت کے بغیر مرا وہ شہید نہیں، اللہ کی محبت میں جو حسینؑ نے جان دی اس لیئے سیّدالشہدا ہیں سب سے بڑے شہید ہیں حسینؑ، سب سے بڑی سچائی کی علامت ہیں حسینؑ، اور مجبور نہیں، گھر گئے، بے کس ہو گئے، مجبور ہو گئے نہیں اپنا ارادہ اپنا اختیار اور ایسا ارادہ انہوں نے کیا جو سکندر کے پاس نہیں تھا بڑے بڑے سورما بہادر بادشاہ، اقتدار اور اختیار والے بھی وہ اختیار استعمال نہ کر سکے جو حسینؑ نے استعمال کیا یزید کا حکم تو مدینے میں آیا تھا کہ سر کاٹ لو حسینؑ نے کہا کہ کیا مجال کہ تم مدینے میں ہمارا گھر گھیر کے ہمیں قتل کر سکو تم ہمیں یہاں گھیر کے گھر میں نہیں مار سکتے ہم اپنے اختیار سے شہر سے نکلیں گے اگر بہت شجاعت ہے بہت طاقت ہے کسی میں تو راستے میں آ کر مارے مَیں حسینؑ کی شجاعت اور اختیار بتا رہا ہوں حکم آیا مدینے میں نماز پڑھ رہے تھے حسینؑ مسجد میں قتل کر دیتا کوئی دشمن کے دم نکلے ہوئے تھے ڈرے ہوئے تھے، حسینؑ نہیں ڈرے ہوئے تھے اقتدار ڈرا ہوا تھا اختیار ڈرا ہوا تھا جاہ و حشم ڈرا ہوا تھا مسجد نبویؐ میں نماز پڑھ رہے تھے وہیں خط آیا تھا مار دیتے کیا مشکل تھا؟ دوسرے دن قتل کر لیتے گھر کو گھیر لو لشکر بھیج کے لڑ لیتا مار کر دکھاؤ اچھا ہم سب کے سامنے جا رہے ہیں حرم عماریوں پہ بیٹھ رہے ہیں گھوڑوں پہ جوان بیٹھ رہے ہیں یہاں آ کر مار لو، لو مدینے سے نکلے شہر سے باہر آ گئے اب مار لو بھئی سمجھے نہیں آپ یہ چیلنج ہے حسینؑ کی طرف سے حسینؑ اپنی طاقت بتا رہے ہیں اب مار لو اور اب چل کے تین چار دن کے اندر مکے میں

آ گئے مکے میں جیسے ہی داخل ہور ہے تھے وَ ہیں سرحد پر گھیر کر مار لیتے مار کے دکھاؤ، پانچ مہینے کیمپ لگا کر مکّے میں رہے، یہاں مارلو میرے خیمے جلا کے دکھاؤ مار کے دکھاؤ گھوڑے دوڑا کے دکھاؤ ہے ہمت ہے؟ اچھا طے ہوا کہ صاحب جب طواف کر رہے ہوں احرام میں خنجر لے کر جاؤ اور وہیں سر کاٹ لینا مار کے دکھاؤ سمجھ رہے ہیں، امام حسینؑ کو شہادت دینی تھی چھ مہینے پہلے نکلنے کی کیا ضرورت تھی تاریخ معلوم تھی امام حسینؑ کو محرم کی دس تاریخ کو قربانی دینی ہے کیا چھ مہینے کا راستہ ہے کربلا کا عرب سے بیس دن کا راستہ ہے بیس دن پہلے نکلتے مدینے سے اور پہنچ جاتے کربلا بیس دن میں تو راستہ طے ہو جاتا ہے دس کو جا کے قربانی دے دیتے نو محرم کو پہنچتے چھ مہینے اختیار دکھایا چھ مہینے اپنا بادشاہت کا وقار دکھایا، بتایا شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ اختیار ہمارا ہے اقتدار ہمارا ہے دین ہمارا ہے دین کو استقامت دینے والے ہم ہیں ہوگا جاہ و حشم تیرا، ہوں گے خزانے تیرے پاس، آخر رب بھی تو ہمارا ہے جب تک ہم ہاں نہ کر دیتے تب تک ایسا ہی چلے گا پہلے ہم تو ہاں کہہ دیں کہ ہم تیار ہیں بس پھر سب تیار یہی تو مسئلہ تھا تیار ہو گئے ابراہیمؑ جب ابراہیمؑ تیار ہو گئے دنبہ آ گیا یعنی انتظام اس وقت اللہ کرتا ہے کہ جب تیاری ہو جائے ابراہیمؑ کہہ دیں اپنی پسند کا اظہار کر دیں تو اسمٰعیل کو لٹا دیا اب فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، حسینؑ ہاں کر دیں فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور حسینؑ تو تیار ہیں تو لو اب ہم مکے سے بھی نکل رہے ہیں اب تو ہم نبیؐ کے شہر سے بھی نکلے اور اللہ کے شہر سے بھی اب تو ہم سرحد سے بھی باہر آ گئے اب یہاں مار دو مختلف منزلوں پہ ٹھہرے اور ایک سے ایک اچھی جگہ پسند کر کے ٹھہرے اِدھر بھی گاؤں اور اُدھر بھی گاؤں اِدھر بھی شہر اُدھر بھی دیہات ادھر بھی

آبادی اور ادھر بھی آبادی درخت بھی ہیں صحرا بھی ہے میدان بھی ہے کہیں سے چُھپ کے آؤ راستے میں قتل کر دو اچھا تو اب کوفے کے پاس سے گزر رہے ہیں قریب سے گزر رہے ہیں اچھا کوئی یہی پوچھ لے کہ کدھر جائیں گے، یہی پوچھ لو کہاں سے آ رہے ہیں جائیں گے کہاں اب یہاں پہ تو پوچھ لو کوفہ ادھر رہا یہ آگے نکلے اب تو تم پوچھ لو پہلے تو تم یہ سمجھ رہے تھے کہ کوفے جا رہے ہیں، حکومت کرنے جا رہے ہیں اب تو کوفہ پیچھے رہ گیا اب آگے بڑھ گئے منزل بدل گئی اب تو پوچھ لو کہ ہم غلط فہمی میں تھے مگر منزل کہاں ہے امام اور پیغمبر کی منزل صرف اللہ کو معلوم ہے جانا رب کی طرف ہے ان کی منزل نہیں ہوتی ان کی ہجرتیں ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نہیں ہیں ان کی ہجرت زمین سے رب کی طرف ہے وسیلہ کوئی زمین بن جائے وسیلہ کوئی بری چیز نہیں، جانا رب کے پاس ہے ہجرت ان کی رب کی طرف ہے تو اب کہا بھئی راستہ روک لو، قاتلوں کو بھیجا نا دیکھئے ابھی تک تو بہت چُھپے ہوئے ہیں خنجر بھی چُھپے ہیں چہرے بھی چُھپے ہوئے ہیں اب کھل کر حرؑ سے کہا چہرہ کھول دے اب تو بات کھل گئی نا تو مدینے سے یہاں تک انتظام تھا قتل کا دستہ حُر نے بتا دیا تھا کہ حملہ ہونا تھا لیکن ہمت نہیں پڑی اس لیئے اب حُر کا انتظام کرنا پڑا ہے اب تک صرف بزدلوں سے کام لیا جا رہا تھا سب کو یقین ہے حُر بہت بہادر ہے حُر مقابل پر پہنچ جائے گا اب یہ نہیں معلوم ہے کہ حُر میں اتنی بہادری کہاں سے آ گئی تو اب کھل کے آ گئے کھل کے کیوں آ گئے وہاں مصیبت آ گئی پانی ختم ہو گیا نکلے تھے کام کرنے اب سمجھ میں آیا حکومت کتنی کچی ہے حکومت کا لشکر جب کہیں جاتا ہے تو کھانا پانی ساتھ ہوتا ہے حرؑ کے لشکر نے بتا دیا یہ ہے اس کا اختیار اور اقتدار کہ پہلا لشکر حسینؑ کے مقابل ظاہری بھیجا ہے اور پانی

تک تو تھا نہیں کتنا بھکاری ہے بھکاری، اور بادشاہ کون ہے جس کے پاس تیاری کے ساتھ پانی ہو اتنی سی بات سوچ لو کروڑ پتی ہے یزید پہلا لشکر آیا تو پانی نہیں ایسا لشکر تھا کہ بھوکے مر رہے تھے ساتھ میں پانی نہیں پیسہ نہیں ہے اور وہ کیا کہہ رہے ہیں ان سے، پانی دے دیجئے نہیں سمجھے۔ اب اصل چیز تو پانی ہے ابھی بیچ میں اسی لیئے سمجھا دیا تھا کہ یہاں تک آنا ہے پانی دے دیجئے۔ اب یہاں پر کوئی کہے حُر دو من سونا لے لے حُر پانچ من یاقوت وزمرد تول دیں؟ سچے موتی دس بارہ من چاہئیں تجھے روم کی زمین تیرے نام لکھ دیں پورا ایران دستخط کر دیں کیا جواب کیا دے گا کہا سب قربان ایک جامِ آب پر دیکھا ایک جامِ آپ پر ساری دولت قربان ہو جاتی ہے، اب بھی اگر نہیں سمجھے تو ابھی تھوڑی جب آپ نے ساری دولت لٹائی ہے یہاں ایک جامِ آب کے لیئے ہم لٹا چکے قیمت دے چکے اور جس نے قیمت نہیں دی ہے ایک جام وہاں قیمتی ہوگا کہ کوثر کا مسئلہ تو کوثر کا ہے نا بھائی قرآنی مسئلہ ہے وہاں کوئی سیاسی مسئلہ تھوڑی ہے وہاں کوئی پیاس بادشاہ کی بجھا دے اور وہ رسولؐ کے علاوہ بجھا نہیں سکتا وہاں نانا پیاس بجھائے گا یہاں نواسہ پیاس بجھائے گا اور اب تک بجھا رہا ہے، علم کی پیاس اب تک حسینؑ بجھا رہے ہیں تو کوئی چیز ایسی قیمتی ہو جاتی ہے کہ دنیا کی چیزیں اس کے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتیں حسینؑ نے کہا اب حسینؑ کہتے ہیں کچھ نہیں ملے گا تجھے تو قتل کرنے کے ارادے سے آیا ہے اگر یہ کہہ دیں تو ایک لفظ اس خاندان سے چھن جائے گا کون سا ''رحمۃ اللعالمین'' ایک قرآن کا لفظ حسینؑ نے باقی رکھا دشمنوں کو پانی پلا کر، جو بزرگوں کی آبرو رکھتے ہیں اللہ اُن کے رُتبے بلند کر دیتا ہے، حسینؑ نے کہا عباسؑ یہ اللہ کے بندے ہیں، عباسؑ نے کہا کہ بچّوں کا ساتھ ہے، حسینؑ نے کہا

ہمارے سر پہ اللہ ہے، یقین تو ایسا ہو حکم دیا لٹا دو خزانے۔ کتنا قیمتی تھا اس وقت پانی حسینؑ نے پانی نہیں لٹایا خزانے لٹائے اور کمال کیا ہے محسن اس کو کہتے ہیں جو احسان کر کے پھر جتائے نہ اور اگر جتا دیا تو ثواب ختم ہو جاتا ہے اس لیئے جواب ہے احسان کا بدلہ صرف احسان ہے لیکن جب بدلہ دو تو دس گناہ کر کے دو دس گناہ زیادہ کر کے دینا پڑے گا یہ ہے قرآن کا حکم احسان کر کے جتانا نہیں اور جس پر احسان ہوا ہے وہ احسان اُتارے ایک احسان کا بدلہ دس گناہ کر کے اُتارے حسینؑ نے احسان کیا ہے واپس آنا چاہئے ایک جامِ آب کے بدلے میں دس جامِ آب اور حسینؑ کو جتانا نہیں ہے اس لیئے کہ نبیؐ کے نواسے ہیں ایک بار بھی نہیں کہا ہم تم سے پانی مانگ رہے ہیں اور ہم نے تمہیں پانی پلایا ہے حسینؑ نے نہیں جتایا اور ان کو کیا چاہئے کہ پانی دے دیں پانی بند نہ کریں حرؑ یہی بات سمجھ گیا اس نے کہا یہ سارا معاملہ غلط ہے یہی تو ہم کہہ رہے ہیں کہ سارا معاملہ غلط ہے جس دن سمجھ میں آ گیا حرؑ نے کیا کیا چھوڑا اکثریت کو چھوڑا تو چھوڑتے وقت اس کا دل نہیں دھڑک رہا تھا کہ اکثریت مجھے غلط کہے گی ہم کُل چار یا پانچ آدمی جا رہے ہیں تو یہ ہم پہ اعتراض کریں گے کہ صحیح تو اکثریت ہے تو یہ پانچ کہاں جائیں گے، لیکن ان پانچ کو یقین کتنا تھا کہ ہم پانچ کی طرف جا رہے ہیں جس وقت بھی عقل آ جائے، حُرؑ کو اس وقت عقل آ گئی آج کہاں ہے وہ حسینؑ کو سلام ہوتا ہے تو حُرؑ پر بھی سلام ہوتا ہے لوگ قبرِ حسینؑ پر زیارت کو جاتے ہیں حالانکہ وہ بہت دُور ہے لیکن وہاں بھی بس کر کے جاتے ہیں کہ حُرؑ سے ملے بغیر کیسے جائیں گے حُرؑ کو سلام کیئے بغیر کیسے جائیں گے تو حُرؑ سے مل کے سب آتے ہیں الگ روضہ بنا ہوا ہے حُر معنی آزاد تقریر کہاں سے شروع ہوئی تھی آزادی سے اپنے ذہن کو آزادی دو

اپنی فکر کو آزاد کرو اور یہ سب کچھ ہو سکتا ہے علم سے، علم ہے تو آپ کا ذہن غلام نہیں ہے جس دن علم آ جائے گا سب سمجھ میں آ جائے گا چھوٹی چھوٹی باتوں پہ جھگڑے چھوٹی چھوٹی باتوں پہ لڑائیاں اس کی کیا حقیقت ہے سب بیکار باتیں ہیں اس لیئے کہ اب دنیا میں کربلا سے بڑا کوئی واقعہ نہیں ہوگا۔ آپ کس انتظار میں بیٹھے ہیں نہ حسینؑ سے پہلے اتنا بڑا واقعہ ہوا تھا اب نہ حسینؑ کے بعد ایسا واقعہ ہوگا کربلا ایک ہی رہے گی شہادت گاہ ایک ہی رہے گی اس انسانیت کے لیئے یہی واقعہ رہے گا۔ اب کربلا نہیں بن سکتی نہ دوسرا حسینؑ کوئی لا سکتا ہے۔ پُرانے لوگوں کو زندہ کر کے آپ دوسرا حسینؑ نہیں بنا سکتے آنے والے لوگوں میں کوئی آپ کو ایسا نہیں ملے گا کہ آپ حسینؑ بنائیں اس لیئے سارے فرقے یہی کہتے ہیں حسینؑ سب کا ایک ہے یہ طے کرنا پڑے گا جس دن یہ طے ہو جائے گا جھگڑا ختم ہو جائے گا سب کہتے ہیں حسینؑ ہمارا ہے سب کہیں ہم عشرۂ حسینؑ کریں گے ہم ذکرِ حسینؑ کریں گے ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے ہم ایک دوسرے کی مجلس میں آئیں گے اور یہ تو چند لوگوں کے معاملات کو اتنا کیا ضروری ہے اچھالنے کی پانچ دس آدمیوں کے معاملات مت اچھالیئے بات میں وزن ہو تو بات کیجئے علم ہو علم اور یہ کہ لفظِ کافر جب جس کا دل چاہے استعمال کر لے اسلامی ملک میں کیوں استعمال ہونے لگا یہ لفظ ہی کیوں استعمال ہوا اس کے معنی ہیں یہ لفظ کہیں باہر سے آیا ہے اس لفظ کی اسمگلنگ ہو رہی ہے تو اصل میں تو کفر کی اسمگلنگ روکنی چاہیئے سرحد کے اندر کفر داخل ہی نہ ہو اور اتنا زیادہ آ گیا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اس کو سمیٹیئے، باندھیئے اور جا کر پھینک دیجئے لوگوں پہ جب بولے گا نہیں تو بڑھے گا کیسے اتنا بڑھنے لگا کہ اب حسینؑ تک آ گیا واہ رے،

حسینؑ نے بتایا پورے عرب سے ہم کفر کو نکال چکے، ہم لشکرِ یزید کو کافر کیوں کہیں یہی کہتے رہے نانا کی اُمت ہو تم کلمہ گو ہو کلمہ کو نہیں جھٹلایا پڑھ چکے ہو لیکن بات کیا ہے جہالت پہ اب بھی ہو علم کو نہیں سمجھے اگر ہمارا سر کٹ جائے اور جب بھی تم علم کو نہیں سمجھے تو اب ہم تمہیں جہنم سے نہیں بچا سکتے ہم تمہارے لیئے وسیلۂ نجات نہیں بن پائیں گے، پھر ہم ایک قوم کو چھوڑ جائیں گے وہ تمہیں سمجھاتی رہے گی کہ نجات کس طرح ہوگی قوم سمجھاتی چلی جاتی ہے کہ سمجھ لو نجات کس طرح ہے اب بھی اگر نجات کو نہیں سمجھے تو جاؤ جہنم میں جاؤ پھر ہلاکت کی زندگی بسر کرو جو سمجھے بعد میں وہ سمجھ گئے کہ اب ہمیں ہلاکت کی زندگی نہیں گزارنی ہم نجات کی طرف جائیں گے تو انہی میں جاہل ایسے نکل پڑے کہ ہم سمجھ گئے اصل بات کیا ہے اور ہم جان دے دیں گے لیکن سمجھا دیں گے سر کاٹ لایا سر لے کے آ گیا شب ہے گیارہ کی جلدی یہ تھی شمر کو کہ جلدی سر ابنِ زیاد کے پاس پہنچے تا کہ یزید کے پاس پہنچے انعام جلدی ملے تو سر جلدی آئے لیکن عصر کے وقت بے ادبی کی تھی مغرب کے بعد سر لے گئے جب دارالامارہ پہنچے تو آدھی رات ہو چکی تھی دروازے بند ہو گئے اس وقت ابنِ زیاد سو چکا تھا خولی وہ سر اپنے گھر لے آیا دیکھا بیوی سو رہی ہے گھر والے سو رہے ہیں آدھی رات ہے تو یہ سوچ کے کہ صبح سر پیش کریں گے تنور میں سر چھپا دیا اور تنور کو ڈھک دیا اور لیٹ گیا سونے کے لیئے اور سو بھی گیا جانے کیسے، کہتے یہ ہیں کہ خولی کی بیوی کو نمازِ شب پڑھنے کی عادت تھی وہ آدھی رات کو نماز پڑھنے کے لیئے اُٹھی تو وضو کرنے سے پہلے وہ یہ سوچنے لگی کہ میں سونے سے پہلے روٹیاں پکا کر تنور کی آگ بجھا چکی تھی میں آگ بجھا کے لیٹی تھی یہ تنور کی آگ کیسے جل گئی یہ آگ نہیں روشنی تھی اس نے غور سے دیکھا نہیں

یہ شعلے تو نہیں یہ تو روشنی ہے تنور میں جو پورے گھر میں پھیل رہی ہے دوڑ کے گئی کہ تنور کا ڈھکنا ہٹا کر دیکھنا چاہتی تھی کہ تنور کے قریب پہنچی کہ ایک بار پورے گھر کا صحن روشنی سے منور ہو گیا اور ایسا لگا کہ آسمان سے روشنی برس رہی ہے گھبرا کے حجرے کی طرف آئی دیکھا ایک نور کی عماری آسمان سے اُتر رہی ہے اور اس کے صحن میں آ کر وہ عماری اُتری عماری کا پردہ ہٹا اور دو بی بیاں روتی ہوئی اس جگہ پہ آئیں قیامت تھی ایک دوسرے کے بازو پکڑے تھیں اور کہتی جاتی تھیں ہٹو راستہ دو خدیجہؑ آ رہی ہیں ہٹو پیچھے عیسیٰؑ کی ماں مریمؑ آ رہی ہیں اس نے دیکھا ایک بار دوسری عماری اُتری پردہ ہٹا ایک بی بی روتی ہوئی کہتی تھی ہائے حسینؑ اے میرے لعل حسینؑ آسیہؑ مادرِ حسینؑ فاطمہؑ کو لے کر آئی تھیں خولی کی بیوی جس کا نام نواز لکھا ہے مقاتل میں اس نے بیان کیا کہ زہراؑ بی بی نے آگے بڑھ کر تنور کا ڈھکنا ہٹا کر سر کو اُٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور خدیجہؑ آسیہؑ اور مریمؑ زہراؑ کے گرد بیٹھیں اور کسی نے مڑ کر اس سے کہا تیرے گھر نبیؐ کا نواسہ مہمان ہے آج کی رات پاک بی بیاں تیرے گھر آئی ہیں آپ نے دیکھا جس کا دل دین سے روشن ہو جائے وہ روحانی مناظر دیکھ سکتا ہے، کچھ دیر کے بعد نگاہوں سے منظر غائب ہوئے لیکن اس نے صبح خولی کا بازو ہلا کر اُٹھایا اور کہا کس کا سر کاٹ کر لے آیا ہے، خولی نے کہا حاکم سے اس شخص نے بغاوت کی تھی، نواز نے کہا جھوٹ بولتا ہے یہ فاطمہ کے بیٹے حسینؑ کا سر ہے ارے تو نے نبیؐ کے نواسے علیؑ کے بیٹے حسینؑ کا سر کاٹ لیا ہے رات کو کچھ بیبیاں آئی تھیں اور کہتی تھیں ارے میرا پیاسا ارے میرا بھوکا، حسینؑ جس کا جوان بیٹا علی اکبرؑ مارا گیا وہ حسینؑ، ہائے حسینؑ، وائے حسینؑ۔

تیسری مجلس

اختلافات سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

حضورؐ کی جو حدیث ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اس حدیث کا جُز یہی ہے کہ راوی نے کہا جس کے ماں باپ مر گئے ہوں، وہ کیا کرے تو آپ نے کہا نہیں، ماں باپ مر گئے لیکن نیکی کرنے کا سلسلہ نہیں رُکتا، تم نیکی کرتے رہو تو جب تک زندہ ہیں تب تک نیکی کرنا ہے اور جب مر جائیں تو پھر ان کے لیئے ایصالِ ثواب کرنا ہے اور یہ خدمت کبھی ختم نہیں ہوتی ماں باپ کی اور یہ اس لیئے رکھی گئی ہے کہ انہیں شریعت میں قرآن میں وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اپنے ماں باپ پر احسان کرو اس لیئے احسان کرو کہ هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ جو احسان انہوں نے تم پر کیا اب تم مر بھی جاؤ تب بھی اس احسان کو اُتار نہیں سکتے اس لیئے کہ اس احسان کا بدلہ اُتارنا ہی ناممکن ہے کوئی اولاد نہیں اُتار سکتی جو ماں باپ بچّے پر احسان کرتے ہیں اس لیئے اللہ نے کہا وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ

لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا۝وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۳۔۲۴) تمہارے ماں باپ تمہارے لیئے رب ہیں اپنے سے اللہ نے تشبیہ دی ہے اپنا نام ماں باپ کو دیا ہے کیوں اس لیئے کہ جو رحمت اللہ نے دی وہی رحمت ماں باپ دیں۔ اگر ماں باپ نہ ہوتے تو اللہ کی رحمت سمجھ میں ہی نہ آتی۔ رات کے دو بجے ہوں ڈھائی بجے ہوں تین بجے ہوں بچے نے ماں پر پیشاب کر دیا اب ماں کی صبح کی نماز بھی گئی وہ نجس بھی ہوگئی اور اگر سردی کی رات ہے تو اس کو طہارت میں سردی بھی لگ سکتی ہے نزلہ بھی ہوسکتا ہے بخار بھی ہوسکتا ہے لیکن وہ اُٹھی اس نے سب سے پہلے بچّے کو پاک کیا اس کے کپڑے بدلے اسے اپنی پرواہ نہیں اُس کو نزلہ نہ ہوجائے اس کے کپڑے گیلے ہیں اس کو زکام نہ ہوجائے، اس کے گیلے کپڑے اُتار دوں اسے جلدی سے سوکھے کپڑے پہناؤں اور اگر جس وقت بچے نے حرکت کی تھی اسی وقت چھت سے نیچے پھینک دیتی کہ کمبخت دو بجے رات کو بھی تجھے چین نہیں تو کیا ہوتا، نہیں پھینکا، کپڑے بدلوائے اپنے کپڑے بدلے پھر اسی طرح ہنس ہنس کے بات کرنے لگی لوری دینے لگی، پھر پیار کرنے لگی اسے کہتے ہیں رحمتِ رب یعنی انسان گناہ پہ گناہ کیئے جا رہا ہے لیکن اللہ بندے پہ عذاب نہیں ڈال رہا یہ ہے ماں یہ ہے پروردگارِ عالم کی شان جس طرح ماں باپ بچے پہ غصہ نہیں کرتے اُٹھا کے پھینک نہیں دیتے اس کی غلط حرکت پہ اسی طرح اللہ اپنے بندے پر جو کہ گناہ کرتا ہے نہ تو آگ برساتا ہے نہ ان کو موت کی خبر دیتا ہے کیسے کیسے گناہ اللہ کے کر رہا ہے اللہ سے زیادہ بندہ شیطان کا کہا مانتا ہے لیکن کبھی اللہ کو غصہ نہیں آیا جلال نہیں آیا وہ ناراض نہیں ہوا تو جب وہ غصہ نہیں کرتا ناراض نہیں

ہوتا تو جولوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کو خوش کردیں تو خوش کیسے کردیں گے، جب وہ ناراض نہیں ہورہا ہے تو خوش کیوں ہوگا اس کی غمی، خوشی، غصہ، جلال بندے کو کیسے خبر ہے کہ اس وقت خوش ہے اس وقت جلال میں ہے، بندوں کے پاس کیا ٹیلی فون ہے، یا ٹی وی پہ اللہ کو دیکھ رہے ہیں، بیٹھے ہوئے کیسے معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ اس وقت غصے میں ہے اور اس وقت اللہ خوش ہے تو یہ بندوں کو کیسے معلوم ہوجاتا ہے کہ ایک کافر کو مارو تو اللہ ایک حج کا ثواب دے گا کہاں کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ ثواب دے رہا ہے کیسے ڈائریکٹ ٹیلی فون (Direct Telephone) آرہا ہے تو بندوں نے اپنے ہاتھ میں یہ بات کیوں لے لی ہے کہ اللہ کے کام کررہے ہیں اور اللہ خوش ہورہا ہے یا اللہ غمزدہ ہورہا ہے بندوں کو یہ کس نے بتادیا ہے، کیسے یہ نعرے لگ رہے ہیں اللہ کو پکارو اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پکارو تو کیا اللہ نے کہا ہے ڈائریکٹ (direct) کسی سے کہ ہمیں پکارا کرو کسی اور کو نہ پکارا کرو کہاں سے بات ہوئی ہے کس کی رپورٹ میں ہے کیسے بات ہوگئی کس سے اللہ نے بات کی ہے اور اللہ نے مسلمانوں سے تو کبھی بات کی ہی نہیں پورے قرآن کو پڑھ جایئے قرآن میں نہیں پکارا اے مسلمانو! ایک آیت میں بھی ہو تو دکھایئے پکارا ہو کسی کو۔ اے ایمان والو! اے مومنوں کہہ کر پکارا گیا ہے، مسلموں کو نہیں پورے قرآن میں صرف مومنوں کو پکارا گیا ہے تو جب مومنوں کو پکارا گیا ہے تو یہ بھی بتادیں مسلمان کہ مسلمانوں کو کتنی جگہ پکارا گیا ہے سمجھ رہے ہیں نا آپ مومن مسلم ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ مسلم مومن بھی ہو یہ کوئی ضروری نہیں تو جیسے ماں باپ کے احسان ہیں تو ایسے اللہ کے بھی احسان ہیں، دادا کون ہے پردادا کون ہے، سگردادا، لیکن انسان نام یاد کرسکتا ہے کہ کس

نسل میں آئے ہیں نسلی شرافت کا احسان کر دیا، پہچان قرار دے دی قوموں میں تقسیم کر دیا رنگ بنا دیا کہ ایک دوسرے کو رنگ سے پہچانو ہر چہرہ الگ بنایا یہ نہیں کہ ایک چہرہ پھر دوسرا چہرہ پھر تیسرا چہرہ یعنی کروڑوں پیدا کئے تو کروڑں نقشے بھی بنائے تا کہ ایک دوسرے سے ملتا نہ ہو، ہر ایک اپنے میں ایک جدّت رکھتا ہو کہ ہم سب سے الگ ہیں ایک اور احسان ہے پھر ایک اور احسان کیا کہ پیدا کرنے سے پہلے وہ سب چیزیں بنائیں جس کی ضرورت پڑنے والی ہے صرف اسی احسان پہ سجدے ہوتے رہیں تو کم ہے، هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (سورۂ البقرہ آیت ۲۹) ''وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا'' پہلے وہ چیزیں بنائیں جس کی ضرورت انسان کو پڑنے والی ہے انسان تجھے روشنی چاہئے آفتاب پہلے بنایا انسان کو چاندنی چاہئے چاند پہلے بنایا ستارے چاہئیں تو نقشہ پہلے بنایا ابھی آیا نہیں، سانس لینے کے لیئے ہوا چاہئے ہوا کو پہلے بنایا سردی میں گرمی چاہیے تو آگ کو پہلے پیدا کیا پیاس بجھانے کے لیئے پانی پہلے بنایا انسان کو بعد میں پہلے دنیا کو سجالیا جو کچھ چیزیں اسے چاہیئے تھیں پہلے سب بنالیں پھر اس کو بھیجا جا اس سجی ہوئی دنیا میں تجھے بھیج رہے ہیں اب بھی اگر کسی چیز کی کمی نظر آئے مانگنا ہم کُن کہیں گے ہو جائے گی یہ سب کچھ انسان کے لیئے ہے اور صرف اتنا سا تقاضہ کیا کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تا کہ صرف ہماری عبادت کرو اب وہ پانچ وقت کی عبادت وہ انسان کو کھلنے لگتی ہے عبادت اس لیئے کرو تا کہ محبت کا ثبوت ملے، کبھی ٹھنڈے دل سے دنیا کے تمام انسان بیٹھ کے یہ سوچیں کہ یہ سب کچھ انسان کے لیئے جو اللہ نے کیا تو محبت میں تو کیا نا بھائی! بھئی اللہ کو اپنے بندوں سے محبت تھی تبھی تو یہ سب آرام پہنچایا اور

مسلسل آرام پہنچا رہا ہے، کیا نہیں دے رہا اللہ کس چیز میں کمی ہے آپ کے پاس ہر چیز آپ کے پاس موجود ہے یہ اس کی محبت کی دلیل ہے کہ دیئے جاتا ہے اور بس اتنا سا کہتا ہے کہ ہم تم سے کتنی محبت کرتے ہیں تمہیں اپنے سے جدا کر دیا لیکن چیزوں کو نہیں روکا ہم نے جنت سے تمہیں سفر کا حکم دے دیا اور تم چلے گئے دور ہو گئے تھوڑا سا ہم سے بلندیوں سے اُتر کر نیچے آ گئے لیکن ہم نے تمہارے پیار اور محبت میں تو کمی نہیں کی۔ ہم نے ہوا تو نہیں روک لی کہ سانس نہ لے سکو ہم نے سورج کی روشنی تو نہیں روکی دھوپ تو نہیں روکی ہم سب کو دیئے جا رہے ہیں ہماری محبت میں تو کمی نہیں آئی اب جواب میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ جیسی محبت ہم تم سے کرتے ہیں تھوڑی سی تم ویسی ہمارے لیئے کر دو۔ وہ نہیں کریں گے اس لیئے کہ ہمیں محبت کرنا نہیں آتی اچھا تم کو محبت کرنا نہیں آتی کتنا مظلوم ہے اللہ کہ پیار پہ پیار کیئے جائے اور کہے تم مجھ سے محبت کرو بندہ کیا کہے ہمیں کہاں فرصت ہے تجھ سے محبت کرنے کی ہمیں طریقہ ہی نہیں معلوم کہ تجھ سے محبت کیسی ہوتی ہے تو نے کہا ہم نے نماز پڑھ لی نہیں نماز تو تم نے پڑھ لی محبت بھی تو کرو ہمیں آتی ہی نہیں ہمیں طریقے ہی نہیں معلوم بھئی تو نے محبت کو خلق کیا تجھ کو محبت کرنا آتی ہے تو کرتا رہ ہم کو نہیں آتی، کہا نہیں ہم تمہیں طریقہ بتائیں گے جب ہم نے ہر چیز کا طریقہ تمہیں بتایا ہے ہم نے تمہیں چلنے کا طریقہ بتایا کھانے کا طریقہ بتایا سونے کا طریقہ بتایا جاگنے کا طریقہ بتایا تو کیا محبت کرنے کا طریقہ نہیں بتائیں گے کہ محبت کیسے کرو تم نے ہم کو نہیں دیکھا تم نہیں جانتے یہ حُسن ہم نے پیدا کیا ہے اس سے حَسین ہم ہیں ہم سے زیادہ حَسین کوئی نہیں ہے لیکن تم اس حُسن کو دیکھ نہیں سکتے دیکھ لیتے تو تم مر جاتے، لیکن ہم تمہیں دکھائیں گے نہیں بغیر دکھائے ہمارے حُسن

سے پیار کرو۔ وہ تو ہم نہیں کر سکتے ہم تمہیں اس جیسا حُسن دکھادیں گے تب تو کرو گے کہا ہاں اگر تو دِکھادے جھلک حالانکہ تو نے موسیٰؑ کو نہیں دکھایا بے ہوش ہو گئے وہ لیکن ہم سب کو دکھادے کہا ہم تم سب کو دکھادیں گے موسیٰؑ کے دَور کی بات اور تھی یہ حُسن دکھا رہے ہیں اب تم حُسن دیکھ کر یہ میرا حکم ہے یہ قربیٰ جو ہیں میرے حُسن کا پَرتَو ہیں ان سے پیار کرنا گویا تم نے ہم سے پیار کیا ہماری محبت کا نام مودّت ہے کیوں کریں ہم ان سے محبت کیوں کریں انہی سے کیوں کریں اِنہی ہستیوں سے تو ہم کہہ رہے ہیں ہمارا قانون محبت میں کہا مانا جاتا ہے تو کوئی دلیل تو دے دے بھئی دلیل یہی ہے کہ ہم اپنے کو سجدہ کرواتے ہیں محبت کو آزمانے کو ہم کبھی کبھی مٹی کے پتلے کو سجدہ کرواتے ہیں محبت کا مرکز بدل دیتے ہیں۔ آخر فرشتوں نے کہا یا نہیں کہا، ہاں کہا، ہاں تو وہ محبت تھی محبت نہ ہوتی ان فرشتوں کو ہم سے تو کیوں آدمؑ کو سجدہ کرتے اور جس کو محبت نہیں تھی وہ نکالا گیا تو مودّت میں بھی یہی ہوگا ہم حکم دے رہے ہیں کہ ان سے محبت کرو جو نہیں کرے گا نکالا جائے گا وہ ابلیس بن جائے گا وہ شیطان بن جائے گا وہ منحوس بن جائے گا اور ان پر لعنت ہوگی تو دو ہی چیزیں ہیں یا تو محبت ہوتی ہے یا لعنت ہوتی ہے تیسری چیز نہیں ہے دو ہی چیزیں ہیں یا تو محبت کرو اگر محبت نہ کرو جو محبت نہ کرے اس پہ لعنت کرو شیطان نے اللہ سے محبت نہیں کی تھی لعنت ہو رہی ہے تو ہم شیطان کیوں بنیں تو کہہ رہا ہے ہم تیرے بندوں سے محبت کریں گے تو نے حکم دیا ہے محبت میں خرچ کیا ہوگا قیمت کب دینی پڑتی ہے، محبت کی کوئی قیمت نہیں، محبت میں بس یہ آزمایا جاتا ہے کہ تنہائی میں بھی محبت ہے یا نہیں، دکھاوے کی محبت تو نہیں ہے، محبت کے اوپر کچھ اور رشتے تو نہیں آ رہے محبت اُوپر ہے یہ دیکھا

جائے گا، جب اللہ آزمالیتا ہے ہاں بے شک تو ہم سے محبت کررہا ہے یہی محبت کا سرور ہے لیکن پروردگار اتنے بہت سے تیرے انبیاؑ تھے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کسی اور کے لیے تو نے نہیں کہا کہ آدمؑ سے محبت کرو، نوحؑ سے محبت کرو، ابراہیمؑ سے محبت کرو، موسیٰؑ سے محبت کرو عیسیٰؑ سے محبت کرو ان پانچ سے کیوں محبت کرو محمدؐ، علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ سے محبت کیوں کرو، اچھا تو تم یہ سن لو کہ ان کو سب سے اولیٰ کیوں رکھا ہے اور ان کی محبت کو اپنی محبت کیوں قرار دیا ہے، وجہ سن لو وجہ یہی ہے کہ پوری کائنات میں جتنی مخلوق میں نے بنائی ہیں اِن سب میں جتنا پیار انہوں نے مجھ سے کیا ہے کسی نے نہیں کیا کتنا اچھا فیصلہ ہے کہ جیسی محبت ان پانچ نے کی ہے مجھ سے نہ آدمؑ نے کی نہ نوحؑ نے نہ ابراہیمؑ نے نہ موسیٰؑ نے نہ عیسیٰؑ نے، اچھا پروردگار تھوڑا سا فرق بتا دے کہ محبت کم اور زیادہ کیسے ہوتی ہے کہا ایسے ہو جاتی ہے کہ ہم اپنے محبوب سے یہ کہیں یہ کام نہ کرنا اور وہ نہ کرے محبت قائم ہو جائے گی اور کسی محبت کرنے والے سے کچھ بھی نہ کہیں حال نہیں پوچھتے لیکن وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ہمیں پسند نہیں اور وہ سارے کام کرتا رہے جو ہمیں پسند ہیں لیکن ہم حکم نہ دیں اور وہ کرتا رہے یہ ہے انبیاؑ میں اور آلِ محمدؐ میں فرق آدمؑ سے ہم نے کہا جنّت میں گھومنا پھرنا یہ کرنا پر ایک درخت کے پاس نہ جانا، انہوں نے کہا نہیں مانا اور اُدھر چلے گئے، محبت تو تھی لیکن ہم نے یہ اندازہ کر لیا آخری حد تک محبت نہیں کر رہے ہیں۔ ورنہ میرا کہا کیوں ٹالتے لیکن ہم نے علیؑ سے یہ کہا نہیں کہ تم گندم نہ کھانا مگر علیؑ نے کبھی نہ کھایا اس لیئے میں علیؑ سے زیادہ کس سے محبت کروں اور یہ ہے فرق محبت کا اور یہ انبیاؑ کو بتاتے رہو سکھاتے رہو یہ نہ کرنا یہ نہ کرنا ان کو ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ نہ کرنا وہ نہ کرنا لیکن انہوں

نے جو کام کیا تو ہمیں یہ کہنا پڑا ہم نے تم سے کہا نہیں تھا مگر تم نے کر ڈالا تو پھر ہم مجبور ہیں ہم تمہارا شکریہ ادا کریں اس لیئے تمہیں یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ انہوں نے ہم سے بہت پیار کیا۔ ابھی تو ہم نے اسلام بھیجا نہ قرآن، پورے مکے میں سب کافر ہیں تھوڑے سے لوگ ہیں ملّتِ ابراہیمؑ میں لیکن یہ دو بھائی ایسے ہیں کہ یہ جب سے دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں ہمارا سجدہ کر رہے ہیں ابھی ہم نے ان سے کہا بھی نہیں کہ نماز پڑھو یہ دونوں پڑھتے چلے جا رہے ہیں، یہ حدیث سنا سکتا ہے عالمِ اسلام میں کوئی کہ مولا علیؑ نے فرمایا کہ ابھی اسلام نہیں آیا تھا لیکن ہم اور ہمارا نبیؐ قبلے کی طرف منہ کر کے اپنے رب کو سجدہ کرتے تھے، سمجھ گئے نا یہ حدیث سب سے اوپر رکھی ہوئی ہے علیؑ فخر سے ہر منزل پر کہتے ہیں بتاؤ پوری اُمت میں سب سے پہلے نماز کس نے پڑھی تو آج بھی چیلنج (Challenge) علیؑ کا موجود ہے علیؑ سے پہلے اسلام میں کسی نے نماز پڑھی ہو تو بتلایئے نماز کی باتیں بہت ہوتی ہیں کہ نماز اوّل تقریر ختم ہوئی یا تقریر اب شروع ہوئی بہت تسلی سے آپ تقریر سنتے ہیں موضوع یہی ہے آج کی تقریر کا موضوع یہی ہے کہ عبادت کی راہ میں اللہ کی صحیح عبادت کیسے کریں۔ سوا علیؑ کے کوئی وسیلۂ نجات نہیں کہ صحیح عبادت کا طریقہ بتائے یہ ہے آج کی تقریر کا موضوع ،علیؑ وسیلۂ نجات ہیں اب حدیثیں تو ہیں کئی ہزار کہ نماز ذریعہ نجات ہے جس کی نماز ہوگئی وہ جنّت میں پہنچ جائے گا اوّل نماز کوئی مسلمان کا گروہ مسلک اور مذہب ایسا نہیں جس کے یہاں نماز اوّل نہ ہو قرآن میں نماز اوّل حج میں نماز اوّل حدیثوں میں نماز اوّل فروعِ دین میں اوّل رکن نماز، نماز کی ادائیگی سن رہے ہیں نا آپ مجلس۔ جملے تو ضائع نہیں کریں گے نماز سب سے اُوپر اس میں کسی فرقے میں اختلاف نہیں اور تمام

فرقوں میں سب سے زیادہ اختلاف نماز پہ ہے سب سے زیادہ سب سے بڑا اختلاف مسلمانوں میں نماز پہ ہے تین سو طریقے صرف یہ ہیں کہ ہاتھ کہاں ہوں تین سو فتوے لکھے ہیں کہ ہاتھ کہاں ہوں نماز پڑھتے ہیں تو ہاتھوں کو قرار ہی نہیں یہ ہاتھوں کو قرار کیوں نہیں ہے کوئی کہہ رہا ہے سارے کھڑے ہو جائیں یوں ابھی شاہ حسین مرے اُردن کے بادشاہ مرے تھے، ٹی وی پہ جنازہ دیکھا تھا، اُردن کے بادشاہ کی نمازِ جنازہ دیکھی تھی سارے شہزادے اس کا وارث اس کا بیٹا سب ہاتھ کھولے کھڑے تھے حالانکہ شیعہ نہیں ہیں مگر ہاتھ کھولے تھے کیوں اس لیئے کہ مالکی بھی ہاتھ نہیں باندھتے وہ ہیں مالکی لوگ اب بھی نہیں سمجھ میں آئی بات اور سارے فرقوں میں ضروری نہیں ہے کہ پیٹ پہ ہی ہوں ہاتھ سینے سے لے کر اور ناف کے نیچے تک مختلف طریقے ہیں ہاتھ رکھنے کے، یہ کھسک کیوں رہے ہیں ہاتھ، جگہ کیوں بدل رہے ہیں کبھی بندھ رہے ہیں کبھی کھل رہے ہیں یہ اتنے اختلاف کیوں ہیں نماز میں کسی ایک طریقے سے حضورؐ پڑھتے ہوں گے کہ تین سو طریقے سے ہم کو بتا دیجئے آپ تین سو طریقوں میں سے اصل طریقہ حضورؐ کا کون سا تھا اجی ہمیں کیا پتہ حضورؐ کا کیا طریقہ تھا تو پھر آپ پڑھ کیوں رہے ہیں جب یہی نہیں معلوم کہ حضورؐ کیسے پڑھتے تھے نماز تو واجب ہے سنت کہاں سے ہوئی نماز واجب ہے حکمِ قرآن ہے نماز میں سنت کہاں سے آ گئی، واجب نہیں ہے بغیر سنت کے اس لیئے واجب کا مطلب یہ ہے کہ حکم دیا اللہ نے یہ کرو تو واجب کیسے کریں کہا رسولؐ کو دیکھو واجب بغیر سنت کے ادا نہیں ہے نہیں اب تیسرا جملہ واجب قرآن میں ہے سنت حدیث میں ہے عملِ رسولؐ میں ہے قولِ رسولؐ میں ہے مسئلہ کیا ہے دیکھیں کیسے پلٹ کے ادھر اس لیئے کہا وہاں لغرہ یہ ہے کہ قرآن

کافی ہے تو اب سب کے دماغ میں بات بیٹھ گئی نا کہ قرآن کافی ہے اور اس طرف دیکھنا ہی نہیں ہے اور قرآن میں کیا لکھا ہے نماز پڑھو الصلوٰۃ پڑھو کیسے پڑھو یہ تو قرآن میں بھی نہیں تھا یہ نہیں لکھا کیسے پڑھیں کیوں کیا صرف قرآن میں ہم نے نماز اُتاری نماز ہم نے اپنے پیغمبر پر اُتاری حکم قرآن میں ہے دنیا میں کہیں ایسا بھی ہے کہ کسی چیز کی فائل بن کر آ جائے اور صرف فائل چلتی رہے اور اس پہ عمل نہ ہو، ارے فائل آ گئی پچیس پُل بنیں گے لاہور میں فائل آ گئی کیسے بنیں گے اتنے کروڑوں میں کیا کیا مال مسالہ لگے گا یہ یہ لگے گا کون انجینئر بنائے گا کون نقشہ بنائے گا ان کے نام یہ ہیں کتنے مزدور کام کریں گے اتنے ہزار۔ فائل چل رہی ہے دس سال ہو گئے پُل بن رہے ہیں ابھی کہاں بن رہے ہیں فائل چل رہی ہے۔ طریقہ تو اس میں لکھا ہوا ہے پُل بنانے کا ارے بنیں گے کب ابھی آپ کو فائل پر نقشہ نہیں دِکھ رہا یہ دیکھئے اخبار میں چھاپ دیجئے کہ یہ نقشہ یہ ہے سمن آباد سے لے کر وہاں ٹھوکر نیاز بیگ تک چلا جا رہا ہے نقشہ، کہا اتنا لمبا پُل آپ کو نظر نہیں آ رہا فائل پہ اتنا بڑا نقشہ بے وقوف کسی اور کو بنایئے گا سارا مال آپ کھائے چلے جا رہے ہیں بنوا نہیں رہے کرپشن (Corruption) ہو رہا ہے تو جہاں کرپشن ہو جائے وہاں فائل رہتی ہے عمل نہیں ہوتا، قرآن کافی سے کام نہیں چلے گا کرپشن مت چلاؤ پہلے عمل دکھاؤ تو اب کیا کریں گے آپ قرآن کافی نہیں ہے جب تک سنت رسولؐ نہ ہو تو اسلام نعرے بازی نہیں ہے عمل رسولؐ کر کے دکھائیں گے جب رسولؐ دکھائیں گے اور رسولؐ جب چلے جائیں تو یہ ہوگا سو آدمی کھڑے ہو جائیں گے ایک کہے رسولؐ ایسی پڑھتے تھے ایک کہے رسولؐ ایسے پڑھتے تھے سو میں سچا کون بہتّر میں سچا کون تو ایک اُٹھے جو یہ کہے کہ پہلے دن

جو آئی تھی اس دن سے لے کر آخری دن تک جو پڑھایا تھا میں نے کبھی پیچھے سے ہٹ کر نماز ناغہ نہیں کی۔ اس سے بڑا سچا نہیں ہو سکتا رسولؐ کے بعد نماز میں اتنے اختلافات ہو گئے مجھے جواب دو علیؑ سے صحیح طریقہ کیوں نہیں پوچھا گیا تو ہم علیؑ کو ذریعۂ نجات جان ہی نہیں رہے تھے کیوں؟ کیوں کا نشان قیامت تک رہے گا مانو یا نہ مانو یہ ایک الگ مسئلہ ہے سوالیہ نشان اپنی جگہ رہے گا کیا سجانے کے لیئے مولانا شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ میں لکھ دیا کہ پہلی نماز جو حضورؐ کی دیکھی گئی ہے تاریخ میں یہاں سے وہ شروع کرتے ہیں کہ انہوں نے مکے والوں نے یہ دیکھا کہ پیغمبرؐ اپنے گھر سے نکلتے تھے اور کعبے کے قریب آتے تھے۔ چند سائے سے آجاتے تھے کانوں پہ ہاتھ رکھ کر نیت کرتے تھے رکوع کرتے تھے لیکن پیغمبرؐ کے ساتھ پہلو میں ایک پردہ پوش بی بی نام خدیجہؑ دوسرے پہلو میں علیؑ، جو جو محمدؐ کرتے وہ وہ یہ بی بی کرتی اور یہ تیرہ سال کا لڑکا علیؑ تو پہلی نماز جو دیکھی گئی اس میں ایک ایک بی بی ایک بچہ یعنی عورت پہ بھی واجب جوان پہ بھی واجب اور پابندی سے ہو رہی ہے اور یہ بھی لکھا لکھنے والوں نے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں جب ابھی لوگوں کو نام بھی نہیں معلوم کہ اس کا نام کیا ہے یہ عمل کیا ہے ابھی تو لا الٰہ کا وِرد ہی نہیں ہوا اور یہ کام شروع اوّل نماز اور مکے کے کافر بتوں کے پاس جاتے ہیں یہ تین وہ کام کر رہے ہیں جو آج کل سارے مسلمان کر رہے ہیں اور شیعہ وہ کام کر رہے ہیں جو سب مکے کے کافر کر رہے تھے بُت پرستی یہ اُلٹ کیسے گیا پورا عالم اسلام وہ کام کرنے لگے جو خدیجہؑ، محمدؐ اور علیؑ کر رہے تھے اور کافر بت پرستی کر رہے تھے اور یہ شیعہ کافر بت پرستی کرنے لگے ہیں دنیا کے مسلمان نماز پڑھنے لگے جمعہ کی نماز چھوڑ دی لکڑی کا تابوت علم یہ وہ بُت پرستی کی نقل کر لی

اور چُپ بیٹھے ہیں اس لیئے کہ مسلمان شیعوں کو کافر کہہ رہے ہیں، اب کریں کیا، اب چھوڑ دو یہ بُت پرستی، نہیں چھوڑیں گے، کیوں نہیں چھوڑیں گے؟ اس لیئے نہیں چھوڑیں گے کہ اگر چھوڑ بھی دیا تب بھی یہ کافر کہیں گے تو فائدہ کیا کہ ہم چھوڑ دیں ہاں بالکل آپ کا خیال صحیح ہے جمے رہیئے اپنے کاموں پر جمے رہیئے بُت پرستی نہیں ہے جہاں دل میں اللہ اُتر جائے وہاں کچھ بھی کیجئے دل میں توحید اُترنی چاہئے قرآن کہتا ہے کہ دل میں اللہ ہو دل میں تو دنیا کہہ رہی ہے ہم غمِ حسینؑ رو رو کر چیخ چیخ کر کیوں منائیں، ہم ماتم کیوں کریں، دل میں غمِ حسینؑ ہونا چاہئے پلٹ لیجئے نا عالمِ اسلام کے دل میں نہ غمِ حسینؑ ہے نہ ماتم کریں نہ چیخ رہے ہیں نہ پیٹ رہے ہیں غمِ حسینؑ ہے اب یہاں پلٹ لیجئے دل میں اللہ ہے حرکتیں بُت پرستوں والی ہیں تو وہاں بھی پلٹ لیجئے دل میں غمِ حسینؑ ہے حرکتیں منافقوں والی ہیں بھئی تھوڑا تھوڑا سا فرق تو سب ہی میں ہوتا ہے چلے گا چلے گا یہ بھی چلے گا وہ بھی چلے گا نہ یہ بدلیں گے نہ وہ بدلیں گے اپنے اپنے کام کیجئے لیکن نماز میں کچھ نہیں بدلنا کیونکہ اوّل نماز ہے، نماز پڑھ رہے ہیں نبیؐ ساتھ میں خدیجہؑ ایک طرف علیؑ ہیں لکھنے والے نے یہ کہا دُور کھڑے ہیں ابو طالبؑ تلوار لیئے ہوئے اب نماز میں تلوار کہاں سے آ گئی تلوار کیوں آئی کیا تلوار کے بغیر نماز نہیں ہے کہا نہیں تلوار پہرہ دے رہی ہے کس بات کا پہرہ دے رہی ہے کہیں حملہ نہ ہو جائے اب آج ابو طالبؑ نہیں ہیں تو آج نمازوں میں حملے ہو رہے ہیں۔ ابو طالبؑ جیسا اگر ہوتا اس وقت تو مسجدوں میں حملے نہیں ہوتے وہ تلوار لیئے حفاظت کر رہا ہوتا تلوار کی جگہ اب جو اسلحے ہیں وہ ہوتے اچھا بھئی تو آپ حفاظت کیوں کر رہے ہیں کہا حملہ ہو جائے گا کس بات پہ حملہ ہو جائے گا نمازیوں پہ ہو جائے گا جو لوگ نماز پڑھ

رہے ہیں کافر انہیں قتل کر دیں گے میں حفاظت کر رہا ہوں تو آپ کس وقت پڑھیں گے تمہیں کچھ پتہ نہیں ہے اسلام کا اللہ نے ہر چیز کے لیئے ایک گنجائش رکھی ہے جب خوف کا عالم ہو اور جہاد کا عالم ہو اور نماز کا وقت آ جائے تو سورۂ نساء میں آیت ہے ارشادِ الٰہی ہے وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوٓا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا (سورۂ نساء آیت ۱۰۲) کہ آدھا لشکر لڑتا رہے آدھا حفاظت کرتا رہے ابھی لشکر اسلام ہے یہی تو پانچ چھ تو آدمی ہیں ایک رسولؐ ہیں ایک علیؑ ہیں ایک ابو طالبؑ ہیں ایک جعفرؑ ہیں تو کل آدھا اسلامی لشکر ایک ابو طالبؑ ہیں اس لیئے کہ سب کے باپ ہیں اور آدھے لشکر میں کُل اُولاد ہے لڑائی ہو رہی ہے اس وقت لڑائی کیا ہے عبادت الٰہی کی لڑائی، کافر کہہ رہے ہیں بت پرستی کرو محمدؐ کہہ رہے ہیں نماز پڑھو سمجھ رہے ہیں نا آپ یہ دیکھیں نماز آدھا لشکر پڑھ رہا ہے، آدھا لشکر حفاظت کر رہا ہے یہ آدھا لشکر کتنا طاقتور ہے کہ اس ایک کی وجہ سے کوئی ادھر نہیں آ سکتا اور نماز ہو رہی ہے تو قرآن میں کیا حکم ہے کہ نماز پڑھو اور نماز قائم کرو پڑھ محمدؐ رہے ہیں قائم ابو طالبؑ کر رہے ہیں، سمجھ گئے آپ یہ نماز جو ہم لوگ پڑھ رہے ہیں اس کو قائم کرنے والے کا نام ہے ابو طالبؑ

حکم قائم کرنے کا تھا ابو طالبؑ نے قائم کر کے دکھا دیا، نماز قائم ہے ابو طالبؑ کی قائم کی گئی چیز آج تک قائم ہے، ابو طالبؑ کی قائم کی گئی چیز کوئی توڑ پھوڑ نہیں سکتا یہ ابو طالبؑ کی طاقت ہے جو چیز قائم ہو گئی نماز قائم ہے کہ قائم نماز ہے، قائم بھی ابو طالبؑ کا نماز بھی ابو طالبؑ کی، دونوں چیزیں ابو طالبؑ کی۔ قیام ان کے گھر کے لیئے فرار غیر کے لیئے قائم جو چیزیں قائم کر دیں وہ قائم ہیں اور قائم رہیں گی، ابو طالبؑ حفاظت کر رہے ہیں، اے ابو طالبؑ محمدؐ بھی تو بہت بہادر ہیں پھر علیؑ جیسا بہادر ہے پھر آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ کھڑے ہو کر حفاظت کریں کوئی آئے گا تو یہ خود ہی حفاظت کر لیں گے فرمائیں گے تمہیں کیا معلوم اس گھر کی بہو گھر سے باہر آئے کیا مجال کہ بغیر کسی حفاظت کے بغیر کسی مرد کے باہر آئے اس گھر کی بہو اکیلے میدان میں نہیں آتی اگر آئے تو اس گھر کی بہو نہیں رہے گی، اور آئے تو تحفظ کیا جائے گا بغیر تحفظ کے اس گھر کی عورت باہر نہیں نکلتی پھر دُہرا رہا ہوں جملہ، ابو طالبؑ آواز دے رہے ہیں کہ اس گھر کی عورت بغیر تحفظ کے نہیں نکلتی جب تک مرد ساتھ نہ ہو، اگر خدیجہؑ باہر نماز پڑھنے آئیں تو ساتھ میں محمدؐ شوہر ہے، علیؑ دیور ہے اور ابو طالبؑ خسر ہے، اور فاطمہؑ آئیں مباہلے میں تو ساتھ میں محمدؐ باپ ہو، علیؑ شوہر ہو، رسالت اور امامت کے حصار میں آئیں، فاطمہؑ کو کہیں اکیلا نہیں دیکھا گیا غیروں کے مجمعے میں اکیلا نہیں دیکھا گیا تو یہ ہے نماز اور یہ ہیں نماز پڑھنے والے، بیس سال کے جعفرؑ آ گئے تھے ابو طالبؑ نے کہا جعفرؑ تم نے دیکھا یہ تمہارے دونوں بھائی کیا کر رہے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں تم بھی ان کے پیچھے جا کے کھڑے ہو جاؤ اور جو عبادت یہ کر رہے ہیں تم بھی وہ کرو قیام کے معنی سمجھ میں آئے اگر ابو طالبؑ کی نظر میں یہ سب کچھ کفر ہے تو بیٹے کو حکم

نہ دیتے تم بھی وہی کرو جو محمدؐ اور تمہارا بھائی کر رہا ہے۔ یہ ہیں ابو طالبؑ تاریخ میں مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبیؐ میں پورا منظر لکھ دیا میں نے آپ کو سنا دیا اس سے پہلے کوئی منظر ہسٹری (history) میں ہے کہ کوئی اور حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اب ہمیں کیا معلوم اب ہمیں جوابات دیجئے ہم سوالات کرتے ہیں جو نماز علیؑ پڑھ رہے تھے نبیؐ کے پیچھے یہ جو طریقہ رائج تھا مکے میں بعد میں کیا بدل گیا ہجرت کے بعد طریقہ بدل گیا بدر کے بعد بدل گیا اُحد کے بعد بدل گیا خندق کے بعد بدل گیا خیبر کے بعد بدل گیا نہیں جس طرح محمدؐ پہلے دن نماز پڑھیں گے مرتے دم تک اُسی طرح پڑھیں گے اب جو جو پیچھے آتا جائے گا رسولؐ اللہ کی طرح نماز پڑھتا جائے گا جس طرح رسولؐ اللہ پڑھ رہے ہیں سب سے پہلے کس نے یہ عمل کیا علیؑ نے جملہ سمجھئے اگر ضائع کر دیا تو پھر کیا فائدہ سب مر گئے آخر میں صرف علیؑ بچے کتنا اچھا عمل تھا کہ سب مل کر بتا دیتے کہ کس طرح پڑھتے تھے، کچھ نے بتایا کچھ نے نہ بتایا جو جو دعوے دار تھے کہ ہم یہاں ساتھ وہاں ساتھ سب علیؑ کے بعد آئے تھے لیکن علیؑ سے پہلے مر گئے آخر تک علیؑ رہ گئے بتانے والے سب سے پہلے مر گئے مارے گئے یا مر گئے مجھے نہیں معلوم رہے نہیں دنیا میں نہیں رہے علیؑ کب تک رہے چالیس ہجری تک، علیؑ چالیس ہجری تک موجود ہیں اب جو طریقہ مکّے میں مدینے میں کوفے میں ایران میں عراق میں جہاں جہاں اسلامی مملکت ہے جو نمازیں پڑھی جا رہی ہیں کیا سب نے علیؑ سے پوچھا تھا کہ بتایئے آپ نے جب پہلے دن رسولؐ اللہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی تو رسولؐ اللہ ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے کہ ہاتھ باندھ کے پڑھتے تھے یا آنکھیں بند کر کے پڑھتے تھے قنوت پڑھتے تھے کہ نہیں تشہد پڑھتے تھے کہ نہیں

ہاتھ اُٹھاتے تھے کہ نہیں تکبیر کہتے تھے کہ نہیں پوچھا تھا علیؑ سے کہ صحیح طریقہ کیا ہے کیوں نہیں پوچھا پتہ چلا سب نے اپنی اپنی مرضی سے بدلا کس نے بدلا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے طریقہ بدلا ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ کس فقہ نے کیا کہہ دیا کہ یوں پڑھ لو ہمیں اس سے کیا ہم کل کہہ چکے جو جیسے پڑھ رہا ہے پڑھتا رہے کوئی پابندی نہیں ہم صرف یہ تلاش کرنا چاہتے ہیں آج اتنے بہت سے طریقے کیوں ہو گئے اور علیؑ موجود ہیں اور علیؑ کی موجودگی میں سارے طریقے بدل گئے اور علیؑ چپ ہیں ہم یہ دیکھنا چاہ رہے ہیں مولا علیؑ کی موجودگی میں اتنا اختلاف کیسے ہو گیا کہ جو بچپن سے پڑھ رہے تھے اور وہ موجود ہیں تو پھر اختلاف کیسے ہو گیا اختلاف اپنی جگہ ہے خدا کی قسم کل بھی کہا تھا ہمارا تو چھوٹا بچہ بھی کسی مسجد میں جائے کسی گھر میں جائے اور مالکی یا حنفی نماز پڑھ رہا ہو یا شافعی یا حنبلی ہمارا بچہ یہ اس سے نہیں کہے گا کہ آپ یہ کس طریقے سے نماز پڑھ رہے ہیں نہ بچہ نہ بوڑھا نہ جوان، نہ یہ سوال کرے گا کہ اس طرح کیوں پڑھتے ہیں آج تک ہمارے بچے نے یہ نہیں پوچھا کہ پانچ وقت اذانیں کیوں ہوتی ہیں پوچھتے ہی نہیں ہو رہی ہیں تو ہو رہی ہیں اور پھر پانچ وقت نہیں ڈھائی بجے سے جو شروع ہوتی ہیں تو چھ بجے ختم ہوتی ہیں اور ظہر اور عصر کی جو شروع ہوتی ہیں دو منٹ بعد تین منٹ بعد پانچ منٹ کے بعد کہاں تک کھڑے رہیں احترام میں احترام ہی احترام میں وقت ہی نکل جاتا ہے یاد ہی نہیں رہتا کہ اپنا وقت کیا ہے احترام احترام احترام۔

ایک جلسہ تھا آرٹس کونسل میں سب ہی شیعہ سنی بیٹھے ہوئے تھے ایک اذان ہوئی مولانا نے اپنی تقریر روکی مقالہ روکا ابھی دوبارہ پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ دوسری اذان شروع ہوگئی پھر رُک گئے احترام میں پھر شروع کیا تھا کہ تیسری

شروع ہو گئی تو وہ فرمان فتح پوری جو وہاں تھے کہنے لگے آپ اپنا مقالہ پڑھتے رہیے ورنہ بار بار رُکنا پڑے گا بھائی تو یہ سچویشن (situation) کیوں پیدا ہو رہی ہے ایک وقت کیوں نہیں ہے سب کا یہی مسائل ہیں یہ اگر سلجھ جائیں تو کیا کہنا اور اگر اسلامی ملک میں سلجھ جائیں تو کیا کہنے تاکہ سب اتحاد اور محبت سے رہیں یہ جلد پتہ چل جائے کہ یہ بدلا کیسے ہم تو بھئی کسی سے نہیں پوچھتے لیکن ہمارے لیئے بڑی مصیبتیں ہیں ہمارے بچے چلے آ رہے ہیں ہم سے یہ پوچھا گیا کہ آپ تین وقت کیوں پڑھتے ہیں یا آپ ملا کے کیوں پڑھتے ہیں آپ ظہر عصر ملا کے کیوں پڑھتے ہیں اور آپ مغرب اور عشاء ملا کر کیوں پڑھتے ہیں اجی ہم نے کبھی یہ پوچھا کہ آپ الگ الگ کیوں پڑھتے ہیں اچھا آج سے یہ بتا دیجئے ملا کے پڑھنا اچھا ہے یا الگ الگ پڑھنا اچھا ہے، نہیں تھوڑا سا سوچ کے بتا دیجئے کہ اچھا کیا ہے بلا فصل اچھا ہے یا فاصلہ کر کے اچھا ہے بھئی تسلسل کسی چیز کا اچھا ہے یا وقفہ دے دے کے یہ تو ایک عقل کی بات ہے اب آپ بتا دیجئے شریعت اور فقہ میں کچھ عقل سے بھی تو آدمی کو کام لینا چاہیئے قیاس نہ ہو عقل ہو اچھا ہمیں تو صرف تلاش کرنا ہے کہ ملا کے حضورؐ پڑھتے تھے کسی نے الگ الگ کیا یا حضورؐ الگ الگ پڑھتے تھے اور کسی نے ملا دیا بس اتنی سی بات تھی تلاش کرنا اس کے بعد تقریر ختم ہو جائے گی، موضوع بھی پورا ہو جائے گا تاکہ پھر کوئی سوال نہ اُٹھ سکے پرچہ نہ آئے کم از کم یہ مجمع اب کسی کو پرچہ تو نہیں دے گا آج کے بعد اب اوروں کی ذمہ داری ہے پہنچا دیجئے گا اور مجمعے کو کہ بھئی یہ پرچہ نہیں دینا یہ مسئلہ حل ہو گیا علیؑ سے اچھی نماز کس نے پڑھی کہہ ہی نہیں سکتا کوئی۔ کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا اس لیئے پیغمبرؐ کسی بات کو نامکمل نہیں چھوڑتا پیغمبرؐ کو یہ یقین ہے کہ جیسی

میں نے پڑھی میں یہ بتا دوں کہ علیؑ نے کیسے پڑھی تو بس یہ دیکھ لو جیسی علیؑ نے پڑھی ویسی میں پڑھتا ہوں، پاؤں میں تیر لگا ہوا ہے کھینچو نہیں ہاں جب نماز میں ہوں تو کھینچ لینا، کھینچو گے تو تکلیف ہوگی نماز میں کھینچو گے تو تکلیف نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب علیؑ نماز میں ہوتے ہیں تو دنیا میں نہیں ہوتے اللہ کے پاس ہوتے ہیں نبیؐ کہہ رہا ہے دیکھو نماز پڑھنے کا اصل طریقہ یہ ہے یہاں (زمین پر) نہ ہوں وہاں (آسمان پر) ہوں یہاں وہاں سمجھ چکو تو آگے بڑھوں آپ کہیں گے یہاں (زمین پر) کیسے رہتا ہے وہاں (آسمان پر) کیسے رہتا ہے بس یہی تو بتانا ہے حکیم صاحب عالمؔ اب ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے لوگ زیادہ جانتے ہیں ناصر زیدی صاحب تشریف فرما ہیں ملک کے مشہور عظیم دانشور تو یہ گواہی دیں گے کہ جوشؔ ملیح آبادی نے ''یادوں کی بارات'' میں حکیم صاحب عالم کا ذکر کیا ہے لکھنؤ کی بہت مشہور ہستی ہیں، جوشؔ صاحب سے بہت دوستی تھی۔ شاعر بہت اچھے تھے حکیم صاحب قصیدے کے بڑے زبردست شاعر تھے اور تقلید کرتے تھے ناصر الملت کی۔ نماز کے بہت پابند تھے مطب میں مریض بیٹھے ہوں نماز کا وقت آیا حجرہ وہیں ہے مطب کے پاس گئے نماز پڑھ کے آ گئے ایک دن جو اُن کا خزانے کا صندوق تھا جس میں مال رہتا تھا اس کی کنجی کہیں رکھ کر بھول گئے پورے دن یاد کیا مگر یاد نہ آیا مگر جیسے ہی مغرب کی اذان کی نیت کر کے اللہ اکبر کہا ویسے ہی یاد آ گیا چابی کہاں رکھی تھی۔ جلدی نماز توڑی اور بھاگ کے گئے اور کنجی نکالی اب جب نماز توڑ دی کنجی ملی تو اب کہا اَئے ہئے یہ کیا کیا میں نے تو نماز توڑ دی اب گئے سرکار ناصر الملت کے پاس فتویٰ لینے کہ سرکار پورے دن نہیں یاد آیا جیسے ہی نماز میں یاد آیا سرکار نے جواب دیا جتنی بھولی ہوئی باتیں ہیں نماز کی

نیت کے بعد ہی یاد آتی ہیں کہاں تک توڑیئے گا دل کی بات کون بتائے آزمانا شرط ہے جتنی باتیں دن بھر بھولی ہوئی ہیں ادھر نیت کی سب فلم چلنے لگی یہ وہ یہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں پتہ چلا وہاں نہیں ہیں یہاں ہیں، علیؑ یہاں نہیں ہوتے تھے وہاں ہوتے تھے یہ ہے آلِ محمدؐ اور ہماری نماز میں فرق۔ سمجھ گئے، سب یہاں ہوتے ہیں نماز میں آلِ محمدؐ وہاں ہوتے ہیں نماز میں۔ شبلی نے الفاروق میں لکھا نماز کا حال کہ حضرت فاروق کی نماز یوں تھی کہ جب ظہرین پڑھتے نماز میں ہی طے کر لیتے کہاں لشکر کو لڑانا ہے کیسے لڑانا ہے یعنی حضرت فاروق بھی یہیں ہیں، مگر حضرت علیؑ وہاں ہیں آسمان پر ہیں، اللہ کی نماز پڑھنا ہو تو جو یہاں ہے اس سے نماز کا طریقہ نہیں پوچھا جائے گا جو وہاں ہے اس سے نماز کا طریقہ پوچھا جائے گا وہی صحیح بتائے گا سمجھ رہے ہیں مؤرّخ نے بھی لکھا کہ مولا علیؑ نماز میں یہاں نہیں ہوتے تھے اس لیئے کہ فقیر نے کہا کہ دو کچھ ایک تو فقیر ہی بہت بدتمیز معلوم ہوتا ہے ارے جو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں وہ دیں گے کیسے ارے بھئی نماز پڑھ رہے ہیں تو مسجد میں مانگ کیوں رہا ہے لیکن اس نے چالا کی یہ کی کہ اے اللہ تیرے دَر سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں تو جو اللہ کے گھر میں موجود تھا اس نے انگوٹھی گرائی آواز وہاں پہنچی علیؑ یہاں نہیں تھے وہاں تھے یہاں ہوتے تو سنتے ہی نہیں نماز پڑھتے رہتے جیسے سب نے نہیں سنا تیرے گھر سے تو تیرے گھر سے کوئی خالی کیسے چلا جائے، تیرے گھر سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں تو جو گھر کا مالک ہو وہ خالی کیسے جانے دے جو گھر آیا ہو تو گھر کی لاج وہ رکھے گا جو گھر کا مالک ہو ارے کون گیا ہے خالی ہاتھ جو بھی گیا ہے کچھ لے کر گیا ہے تو علیؑ وہاں ہوتے تھے یہ نماز کی شان تو اس سے پوچھ لیجئے۔ پوچھنا کیسا معاملہ ہی اُلٹ گیا کہا بھئی یہ

ایک مسئلہ ہے اور دیکھیے نیا مکان بنوایئے آپ جو ہر ٹاؤن میں پہلے تو پلاٹ اتنی مشکل سے ملا، پے منٹ (Payment) ہوگئی آپ کے ہاں دو لاکھ کردی باقی بعد میں دے دیں گے چلیں وہ پریشانی بھی دور ہوگئی اب نقشہ بنوایئے انجینئر صاحب کو ٹھیکہ دے دیا۔ اب پاس ہونا رہ گیا اب رشوت تو دینی ہے صاحب یہ باہر آپ نے کیا برآمدہ نکال لیا ہے، یہ اندر گھسے بھئی یہ اور وہ ہوگیا اب بنوانا شروع کیجئے پانی نہیں آیا بل آ گئے بجلی نہیں آئی ابھی گیس باقی ہے مزدور، ہاں دیکھئے وعدہ کیا ہے بنانے کا بنا رہا ہے وہ بنالے تو اچھا انتظار اور نیا مکان بنوانے کے لیئے نئے مسائل ہوتے ہیں یا نہیں سمجھ گئے نا آپ بنوایا تو ہوگا مسئلے تو ہوں گے تو جانتے بھی ہوں گے زحمتیں بھی ہوتی ہیں ہوگیا اب حوض کھودا پانی بھر گیا بنیادیں رکھنی ہیں، سیمنٹ کی بوریاں بڑی مہنگی ہیں لیکن لانا تو ہے سریے مہنگے مگر لانا ہے اسٹیل مل کراچی سے لوہا وہاں سے یہاں آتا ہے یہاں آتے آتے مہنگا ہو جاتا ہے کرنا تو ہے صاحب بغیر سریے کے تو عمارت ہی بیٹھ جائے گی چھت تو بن ہی نہیں سکتی پلر (Pillar) تو کھڑے ہی نہیں ہو سکتے بلاک، اینٹیں ہاں یہ ہیں ٹھیک ہے لائے مزدور آ گئے نا اب کیا ہے ڈھانچہ بن گیا صاحب پلاسٹر (Plaster) کروا لیجئے اور موزائک فرش۔ ہاں ٹھیک ہے آپ سوچ رہے ہوں گے جیسے میں مستری ہوں میں بتا رہا ہوں آپ سنئے اجی خطابت میں تو سب ہی کچھ بیان کرنا پڑتا ہے تو آدمی وہ ہو نہیں جاتا ہے جو بیان کر رہا ہوتا ہے آپ ایسے سن رہے ہیں لیکچر کی طرح کہ جیسے کل آپ بھی مکان بنوانا شروع کر دیں گے ایک تو آپ کی حیرت یہ مجھے حیرت ہونے لگتی ہے یہ آپ کی حیرت تو نہیں ہے دراصل یہ آپ کی محبت ہے اور لاہور والوں میں یہ محبت کوٹ کوٹ کے

بھری ہے اور اسی محبت کو ہم دیکھتے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں چہرے دیکھ دیکھ کے اچھا صاحب پلاسٹر بھی ہو گیا چھت بن گئی ٹھیک ہے لائٹ لگ گئی ہاں صاحب لگ گئی کہیں کچھ جھومر لگانا ہے جھاڑ لگانا ہے یہاں ٹیوب لائٹ لگانی ہے اور یہاں بلب یہ اور وہ یہ ہو گیا اب کیا ہے مسئلہ مسئلے ابھی بہت بڑے ہیں کیا مسئلے ابھی وہ جو رنگ کروانا ہے نا بارڈر (Border) یوں ہو، اوپر یوں ہو، اوپر سفید ہو فلاں اب اس سے ملا ملا کے پردے ڈرائنگ روم کے پردے کا فیگر (Figure) یہ رہے گا ڈائننگ روم کا یہ رہے گا اور خواب گاہ کا یہ رہے گا ٹھیک ہے صاحب رہے گا اپنے اپنے کمرے کے رنگ ہیں ٹھیک ہے ہم کیا بولیں اور ہم رنگ میں بھنگ کرنے والے کون آپ کا گھر ہے جس طرح چاہیں رنگ میں رنگیئے ہو گئے صاحب پردے ہو گئے صوفے تو خیر دو تین ہزار میں مل جائیں گے اس میں لکڑی کا بھوسہ ہوتا ہے دس دن بعد ٹوٹ جائیں گے مہنگا والا ڈیڑھ لاکھ سے کم کا نہیں ہے، باہر کا فرانس کا میز یں شیشے کی میز ایک ایک میز پچاس پچاس ہزار کی ہے اچھا تو پھر یہ بھی ہو گیا ڈائننگ ٹیبل بھی ہو گئی صاحب پانچ لاکھ تک کی ہے ابھی وہ پانچ لاکھ والی کیسی ہے کہاں زینے بنے ہوئے ہیں بیگم کے زینے الگ ہمارے الگ اُدھر سے وہ چڑھیں اِدھر سے ہم چڑھیں اور پھر اس کے بعد بھئی میں کیوں بولوں یہ اپنی اپنی باتیں ہیں بہر حال یہ سب ہیں مسائل گھر اور گھر والوں کے مسائل ہیں یہ بھی ہو گیا، کتنی بھاگ دوڑ کتنی پریشانیاں اُٹھانی پڑتی ہیں جب نیا مکان بنتا ہے روز نئے نئے مسائل کتنے مزے سے سن لیا جملہ صرف ایک کہنا تھا بعدِ نبیؐ جب خلافت آئی تو خلافت ایک نیا مکان تھا نئے مسائل تھے نئی عمارت بن رہی تھی تو نئے مسائل تھے تو نئے مسائل میں اگر نیا آدمی آ گیا، آدمی

چاہیۓ پُرانا ہو پرانی عمارتیں دیکھے ہوے ہوتو علیؑ سے زیادہ پرانی عمارت کس نے دیکھی تھی اگر آپ قسم کھا کر بتایۓ اسلام کی پرانی عمارت کون سی ہے کعبہ،علیؑ تو کعبہ دیکھے ہوئے تھے،علیؑ کے لیۓ کوئی مسئلہ نیا نہیں تھا لیکن جب آپ نیا آدمی لائیں گے تو مسئلے تو نئے ہوں گے جب نئے آدمی آۓ جو عمارت نہیں دیکھے ہوۓ تھے اُن کے لیۓ مسائل ہو گئے جب مسائل ہو گئے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ اب کیا ہوگا اب کیا ہوگا میں سارا دَور نکل گیا تو اب کیا ہوگا یہ آپ بتا دیجئے وصول کرلیا آپ نے پوری تقریر وصول ہوگئی یہی میں چاہ رہا تھا لے گئے آپ پوری تقریر ۔تو اب کیا ہوگا اب زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ہم سمجھا سکتے ہیں اب یہاں کی نہ سوچئے کہ کیا ہوگا اب آپ میری طرف دیکھئے کہ کیا ہوگا اب سوچو کہ وہاں کیا ہوگا، یہاں تو جو ہوا وہ ہوا اللہ سب کو اتنی عقل دے دے کہ انسان یہ سوچ لے کہ وہاں کیا ہوگا یہاں کی نہ سوچو کہ کیا ہوگا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا۔سر سید نے اپنے خط میں پہلے ہی سر سری یہ لکھا تھا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اور جملہ لکھ دیا،سیدھی سی بات سر سیّد نے کہی کہ جہاں تک روحانیت کی بات ہے کل بھی سردار علیؑ تھے قیامت تک رہیں گے اور جہاں تک دنیا کا معاملہ ہے جو ہوا وہ ہوا تو اب دنیا تو گئی وہاں کی بات کرلو اور وہاں کے سردار کوئی نہیں ہیں علیؑ ہیں تو اب وہاں کی بات کرلو یہاں کی بات نہ کرو ہوگیا یہاں کا جو ہونا تھا پہلا مسئلہ جو اُٹھا نیا گھر نئے مسئلے، پہلا مسئلہ تھا نماز یہ جملہ تھا آج کی تقریر تمام پہلا مسئلہ تم بتاؤ کیا مسئلہ ہے جو نبیؐ کے دَور میں پانچ وقت ہو رہا تھا وہی ہوگا کیسے ہوگا ہم لوگوں کے گھر مسجد کے باہر ہیں علیؑ کا گھر مسجد کے اندر ہے بھئی ذرا غور سے سنئے گا مسجد پہ قبضہ علیؑ کا ہے پہلا جھگڑا مسجد پہ ہوا اب تک ہو رہے ہیں ان کا تو گھر

ہے تو اجی گھر تو ہے اوروں کے جو تھے بھی تو اُدھر کے جو دروازے تھے سب نبیؐ نے بند کروا دیئے تو آپ کھول لیجئے پھر نئے دروازے بنوا لیجئے مسجد میں۔ نہیں حکم نبیؐ کے خلاف دروازے کیسے کھول لیں۔ سب ماریں گے نہیں مدینے والے کہ علیؑ کا دروازہ نہیں کھلا ہوا ان کا کیوں کھلا ہوا ہے اللہ کا حکم تھا ان کا نہ بند ہو سکا سب کے دروازے بند ہو گئے تو ان کا اب تک کھلا ہوا ہے تو پھر کھلے ہونے سے کیا اجی تو پھر کیا علیؑ نکل کے یہ آئے ان کا گھر مسجد میں علیؑ کا ایک قدم گھر میں ایک مسجد میں یہ کیوں کہہ رہے ہیں یہ کہئے کہ وہ بھی مسجد یہ بھی مسجد علیؑ جہاں رہیں وہ مسجد ان کا ہر قدم مسجد جہاں قدم رکھ دیں وہی مسجد بن جائے ابھی بھی نہیں سمجھے آپ یہ قدم شریف کیا ہے، جہاں علیؑ نے قدم رکھ دیئے وہاں نمازیں ہونے لگیں، جائیں کیسے تو آپ کو ضرورت کیا ہے جانے کی نہیں سرکار وہ جو صاحب کہیں نماز تو وہیں پڑھنی ہے چلیئے نیا مسئلہ تو پھر پڑھائیے وہ علیؑ جو ہر وقت وہاں بیٹھے رہتے ہیں ہم جائیں کیسے وہ اکیلے نہیں بیٹھے رہتے ہیں وہ اپنی جماعت لیئے بیٹھے ہوتے ہیں تو پھر کیا کریں تو اب ٹائمنگز (Timings) نوٹ کریں آپ کیسے یہ دیکھئے کہ علیؑ صبح کی کتنے بجے پڑھاتے ہیں، بھئی صبح کی مثلاً پانچ سوا پانچ بجے، پڑھا دیتے ہیں اس کے بعد تسبیحات بیٹھے ہوئے پڑھتے رہتے ہیں چھ بجے تک لوگ بھی بیٹھے تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اس کے بعد قرآن خوانی وغیرہ کر کے گھر جاتے ہیں تو پھر کیا کریں اگر بعد میں جاتے ہیں تو چھ بج جائیں گے صبح کا سورج نکل آئے گا تو کیا کریں علیؑ کتنے بجے اذان دیتے ہیں کہا پونے پانچ بجے تو ٹھیک ہے پھر علیؑ جب تک گھر سے نکلیں نماز شب پڑھ کے ہم لوگ تین بجے اذان دے کے چار بجے نماز پڑھ کے فارغ اب علیؑ کی ہوتی رہے اچھا اب اس کے بعد کیا کریں ظہر کا ٹائم

نوٹ کیجئے کتنے بجے نکلتے ہیں ایک سوا ایک بجے۔ اذان ہوئی کہا اچھا ساڑھے
گیارہ بارہ بجے چلو دوپہر کی اذان اپنی جماعت لے کے بخیر و عافیت علیؑ آئے
عصر آپ دیکھتے رہئے کیوں ظہر پڑھ کے علیؑ گھر جاتے ہیں تو ملا کے پڑھتے ہیں
کیا مطلب ملا ملا کے مطلب ظہر پڑھ کے مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں کب عصر کا وقت
آئے گا جیسے ہی عصر کا وقت آیا کہا اذان دو اذان ہوئی عصر کی، جب عصر کی ہوگئی
پھر گھر گئے کہا جب وہ عصر کی پڑھ کر چلے جائیں پھر ہم لوگ چلیں گے الگ الگ
ہوگئی نا کہا مغرب میں یہ کیجئے کتنے بجے آتے ہیں سائے بڑھ گئے سرخی غائب ہو
گئی اب علیؑ نے اذان دلوائی بس سرخی سے تھوڑی دیر پہلے اچھا ہوگئی اب عشاء وہ
تو علیؑ مغرب پڑھ کے بیٹھے رہتے ہیں انتظار کرتے ہیں عشاء کا وقت ہو اور اذان
ہو تو پڑھا کر جائیں بس پھر جب علیؑ چلے جائیں گے تو ہم عشاء کی اذان ساڑھے نو
بجے دیں گے تو بھی علیؑ نے الگ الگ نہیں کیا تو اب یہ سوال نہیں ہوگا کہ ملا کے
کیوں ،سوال یہ کہ الگ الگ کیوں ابھی لندن میں تھا پچھلے سال تو نیوز آئی
اخبارات کی کہ عدالت میں پاس کر دیا تمام فرقوں نے مل کر متفقہ عدالت میں یہ
کہہ دیا کہ تمام مسلمان ملا کے پڑھ سکتے ہیں پاس ہوگیا ہر فرقہ ہم اپنی جگہ ڈٹے
رہے اگر ہم اعتراض پہ الگ الگ کر دیتے تو آج کیا ہوتا ہم اپنے اصول نہیں
بدلتے دنیا پیچھے لگتی رہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سچ کیا ہے دنیا بدلنے پر مجبور ہوگئی
اس لیئے کہ ہم علیؑ کے بتائے ہوئے پر چل رہے ہیں یہ غلط نہیں ہوسکتا ہمیں تو
معلوم تھا کہ یہاں الگ الگ ہے اور حج پر گئے شیعہ سنی مالکی حنبلی شافعی حنفی جتنے
ہیں سب عرفات میں ملا کے پڑھ رہے ہیں وہاں پڑھنا ہی ملا کے ہے خانہ کعبہ
میں اللہ کے گھر میں جھوٹ نہیں بول سکتے ،جھوٹ نہیں چل سکتا

اللہ کے گھر میں وہاں سب جا کے وہی کریں جو علیؑ کرتے تھے موقع ملا تو بتائیں گے آپ کو کہ حج کا جو طریقہ رائج ہے مسلمانوں میں وہ ایک ہی طریقہ ہے اور وہ علیؑ کا بتایا ہوا ہے اسی پہ حج چل رہا ہے تو بہکانے کے لیئے چھوٹی چھوٹی کتابیں اور پمفلٹ (Pamphlet) چھپتے رہتے ہیں۔ کل تقریر میں آپ کو بتائیں گے حیرت انگیز بات کہ پاکستان میں جو قرآن ہے اور سعودی عرب میں جو حاجیوں کو قرآن دیئے جا رہے ہیں دونوں میں اختلاف ہے دعویٰ یہ ہے مسلمانوں کا کہ قرآن ایک ہے کبھی کبھی یہ نعرہ لگ جاتا ہے کہ شیعوں کا قرآن الگ ہے حالانکہ ہم نے کبھی قرآن چھپوایا ہی نہیں تاج کمپنی کے ذریعے یعنی بچیوں کو جو جہیز میں دیتے ہیں وہ بھی اہلِ سنّت کے ہی چھپے ہوئے دیتے ہیں تاکہ یہ جھگڑا ہی نہ رہے کہ ہمارا قرآن الگ ہے قرآن ایک ہی ہے لیکن سعودی عرب اور پاکستان کا قرآن الگ الگ ہے آیات میں فرق ہے دعویٰ یہ ہے مسلمانوں کا ایک زیر زبر کا بھی فرق نہیں ہے کل ہم آپ کو یہ بھی سنا دیں گے سعودی عرب کے قرآن میں آیات اور طریقے سے لکھی ہیں پاکستان میں اور طریقے سے اور آج تک کسی عالم نے کوئی فتویٰ نہیں دیا اور یہ فیصلہ کرو کہ یہاں غلط لکھی گئیں کہ وہاں اور ایسے مسئلے پر آ کے یہ معاملہ اٹکا ہوا ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں سعودی عرب غلط اور اگر کہتے ہیں ہم غلط تھے تو صدیوں سے غلطی ہو رہی ہے وہاں اور طریقے سے لکھی جا رہی ہیں یہاں اور طریقے سے قرآن تو دو یہاں ہو گئے ہیں اور کچھ سورۂ الحمد ملا کر دیکھ لیجئے کہ آغاز میں آیات کی تعداد الگ الگ ہے سوروں کے نام بدلے ہوئے ہیں آپ نے سورۂ مومن لکھا ہوا ہے انہوں نے سورہ مومن کا نام سورہ غافر رکھا ہوا ہے سعودی عرب والوں نے۔ تو بھئی فرق تو ہے نا یہ فرق کیوں ہوا تو پہلے آپس

کے اختلاف دُور ہو جائیں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اختلافات ختم کرانے کے لیئے اس لیئے کہ ہمارا کام ہی یہ ہے کہ ہم اپنے علم کے ذریعے اختلافات ختم کرائیں کیوں؟ اس لیئے کہ اپنی پوری زندگی میں میرے مولا علیؑ نے صرف یہی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے اختلافات ختم کروادیں۔ یہاں اختلافات اُٹھائے گئے، علیؑ نے دفن کر دیئے جہاں اختلافات اُٹھائے گئے علیؑ نے دفن کر دیئے اللہ نے کہہ دیا تھا عورت میدان میں نہیں آئے گی اختلاف ہوا عورت آئی علیؑ نے پردہ بنا کے عزت کے ساتھ مدینے بھیج دیا اختلاف ختم کیا، اختلاف ختم کر دیئے ہیں علیؑ نے، پھر اختلاف نکال لیا ارے علیؑ نے چالیس صحابی بھیج دیئے حفاظت کے لیئے پھر اختلاف یہ کیا کہ علیؑ نے مردوں کے ساتھ مجھے بھیج دیا پھر اختلاف میں اختلاف، علیؑ ختم کرادیں زمانہ اختلاف نکال کرلے آئے لیکن علیؑ پہلے سے سوچ لیتے تھے کہ کہاں اختلاف نکلے گا اس کا سدِ باب پہلے ہی کر لیتے جیسے ہی کہا مردوں کے ساتھ مجھے علیؑ نے بھیج دیا، تو چالیس مردوں نے اپنے عمامے پھینک دیئے عماری کے آگے آ گئے بال کھل گئے کہا ہم سب عورتیں ہیں مردانہ بھیس میں یوں جڑ سے کاٹ کاٹ کے علیؑ نے اختلاف کو پھینکا ہے اور صلح اور امن کی باتیں کی ہیں، علیؑ امن کی باتیں کرتے رہے لیکن چاروں طرف سے دہشت گردی سے پریشان کیا گیا وہی علیؑ والوں کے ساتھ ہو رہا ہے کہ ہم امن کی باتیں کرتے ہیں اور ہمیں گھیرا جاتا ہے لیکن ہم ہمت نہیں ہاریں گے اور قیامت تک اتحاد کی باتیں کرتے رہیں گے اور امن کی باتیں کرتے رہیں گے اور ہم یہ بتاتے رہیں گے کہ جب تک کربلا کا ذکر زندہ ہے امن ہی رہے گا جس دن یہ ذکر ختم ہو جائے گا کائنات میں صرف دہشت گردی رہ جائے گی کربلا کا واقعہ دہشت گردی کو روکتا

ہے۔دہشت گردی سے نفرت دلاتا ہے محبت سکھاتا ہے۔

خونِ حسینؑ انسان تو انسان ہے پرندوں کو بھی اس خون سے محبت ہے ادھر خون بہا ادھر درخت کے پرندے اُڑ کر آ گئے اور انہوں نے اپنے پروں کو خونِ حسینؑ سے تر کیا اور یہ کہہ کر ایک دوسرے سے اُڑے تم اس سمت جاؤ تم اس سمت چلو تا کہ سبطِ رسولؐ کے قتل کی خبر ہم پہنچا دیں اللہ اللہ ایک پرندہ چلا یہ کہہ کر کہ مدینے میں خبر ہم پہنچا دیں گے اُڑتا ہوا آیا پہلے مدینے کے باہر ایک باغ میں ایک درخت پر بیٹھا اور عجیب رونے کی صدا پرندہ نکالتا رہا تو اس کی آواز سن کے لوگوں کا کلیجہ تڑپ جاتا، دل تڑپنے لگتا ایسی فریاد تھی اُس کی آواز میں وہ باغ ایک یہودی کا باغ تھا اس کی بیٹی تھی بارہ تیرہ برس کی اس کو جذام تھا اسے کوڑھ کا مرض تھا یہودی اور عیسائی ایسے مریض کو اپنے گھر میں نہیں رکھتے اُسے شہر سے باہر رکھتے ہیں اس کی بیٹی بیمار تھی اس نے اپنے باغ میں ایک کمرہ بنوایا اس کمرے میں بیٹی کو رکھا صبح جاتا اسے کھانا کھلاتا وہ اندھی ہو گئی تھی آنکھ کی روشنی چلی گئی تھی اور وہ ٹانگوں سے معذور ہو گئی تھی ہاتھوں سے مجبور ہو گئی تھی گھسٹ گھسٹ کے زمین پر چلتی تھی لیکن باپ اس کا خیال رکھتا کہ جب تک زندہ رہے لیکن اس رات وہ پرندہ آیا درخت پہ بیٹھا اس دن اس کا باپ باغ میں نہیں آیا تھا بیماری لڑکی نے آواز سنی آواز سے محبت محسوس ہوئی وہ اپنے حجرے سے نکلی گھسٹتی ہوئی باہر تک آئی جہاں وہ پرندہ بیٹھ کر چیخ رہا تھا۔ جب اس درخت کے نیچے آئی جب پرندے نے پر پھڑ پھڑائے ایک قطرہ اس کے جسم پر گرا جیسے ہی اس کے جسم پر گرا اس کو ٹھنڈک محسوس ہوئی ہاتھ سے اس نے جسم پر رگڑا اس کے بعد اپنے ہاتھ اور پیروں پر رگڑا اور آنکھوں پہ لگایا وہ سب کچھ دیکھنے لگی اسے

سب کچھ نظر آنے لگا اس نے آنکھ اُٹھا کر اس پرندے کو دیکھا سفید تھا مگر لہو میں نہایا ہوا تھا وہ سمجھی کہ کسی نے اس کو زخمی کر دیا ہے لیکن جیسے جیسے اس کے پروں سے لہو ٹپکتا اس کا جسم صحیح ہوتا جاتا جب اس نے محسوس کیا میرے ہاتھ پیر صحیح ہو گئے تو اس نے باغ میں دوڑنا شروع کیا خوشی کے عالم میں یہاں تک کہ صبح ہو گئی باپ باغ میں آیا اس نے دیکھا ایک لڑکی تندرست دوڑ رہی ہے قریب آ کر کہا میری بیٹی یہاں حجرے میں تھی نہیں ہے کہا بابا میں ہی تو تمہاری بیٹی ہوں کہا تو صحیح کیسے ہو گئی کہا بابا مجھ کو نہیں معلوم رات کو ایک پرندہ اس درخت پر آ کر بیٹھا اس کی آواز میں بلا کا دَرد ہے ایسا لگتا ہے وہ پرندہ مرثیہ پڑھ رہا ہے میں آ گئی اس درخت کے نیچے لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے پروں سے تازہ لہو ٹپک رہا تھا وہ لہو میرے جسم میں لگا میں ٹھیک ہو گئی بابا میری سمجھ میں نہیں آتا اس کے پروں میں یہ لہو کیسا ہے یہودی نے کہا وہ پرندہ کہاں بیٹھا ہے بیٹی درخت کے نیچے آئی اس نے دیکھا تو اسے بھی لگا کہ مرثیہ پڑھ رہا ہے، یہودی وہاں بیٹھ گیا کہا تجھ کو اُسی شخصیت کی قسم جس کا لہو تیرے پروں پر لگا ہے اے پرندے بتا تو کون ہے اور یہ لہو کس کا ہے پرندے نے آواز دی یہ لہو نبیِؐ آخر کے نواسے حسینؑ کا لہو ہے حسینؑ کو تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کر دیا گیا میں اس کا لہو اپنے پروں میں لگا کر یہاں آیا ہوں کہا تو کہاں جا رہا ہے تقریر کا آخری جملہ کہا تیری بیمار بیٹی اچھی ہو گئی تو خوش ہو گیا مگر میں حسینؑ کی بیمار بیٹی صغراؑ کو خبر کرنے جا رہا ہوں کہ اے صغراؑ تیرا بابا مارا گیا۔

چوتھی مجلس

لعنت سے نجات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری عشرۂ ثانی کی خیمۂ سادات میں چوتھی تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''علیؑ وسیلۂ نجات'' مجالس کا موضوع ہے کل کے وہ دو جملے کہ انسان کو خلق کیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کرے اور عبادت میں سب سے بلند ترین درجہ اوّل نماز، نماز جو انسان کو اس طرف راغب کرتی ہے کہ وہ اس بات کا اقرار کرے کہ ہم مخلوق ہیں اور وہی ہمارا خالق ہے نماز ذریعۂ نجات ہے لیکن نماز کو سمجھنے کے لیئے وسیلۂ نجات علیؑ ہیں علیؑ کے بغیر اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو وہ نماز نہیں بلکہ اسلام کا کوئی بھی عمل علیؑ کے بغیر ناقص ہے۔ کیوں اس لیئے کہ علیؑ نے اس وقت سے اسلام کو سمجھنا شروع کیا جب اسلام ابھی آیا بھی نہیں تھا تو جو مطالعہ کررہا ہو اسلام کا بچپن سے اس کو کتنا عبور ہوگا اسلامی مسائل پر کیا یہ بات سامنے کی نہیں یہ بات کوئی ڈھکی چھپی بات ہے تو کیوں نہیں ہر عمل میں ہم کو وسیلہ علیؑ نظر آتے ہیں۔ دوسرے وسیلے تلاش کرنے کی زحمت کوئی کیوں اُٹھاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈالنا چاہتا ہے، نجات کا راستہ کیوں پسند نہیں آتا تو بس

ذکر اس لیئے رکھا گیا کہ جس کے کانوں میں چلا جائے وہ نجات کے راستے کو پہچان لے اور اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا سکے اس لیئے کہ ہلاکت کی موت سیدھا جہنم میں لے جاتی ہے، ہلاکت کے بعد اس کے لیئے کوئی جگہ نہیں اس کے لیئے جنت نہیں حرام موت مرنے کا کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا اور اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خودغرضی اگر شامل ہو تو ہم اپنے راز کسی کو کیوں بتائیں۔ اگر کوئی ہلاکت میں جاتا ہے تو جائے اگر ہم منزلِ نجات پر ہیں تو ہیں لیکن کیا کریں کہ اوّل نماز دوسرے روزہ، تیسرے حج، چوتھے زکوٰۃ، پانچویں خمس، چھٹے جہاد اور اس کے فوراً بعد نہی عن المنکر امر بالمعروف لوگوں کو بری باتوں سے روکو اور اچھی باتیں سمجھاؤ تو چونکہ فروع دین میں ہے تو اب اس کے فوراً بعد کوئی اچھی بات بتاؤ بُری بات سے روکو اس کے فوراً بعد یہ بتاؤ کہ اچھے لوگ کون بُرے لوگ کون تو اس طرح چھ سات آٹھ نو دس پہ جا کے فروع ختم ہو جائے۔ پہلے اچھے لوگ پھر بُرے لوگ جب تک اچھے اور بُرے لوگ نظر نہ آئیں تب تک اچھی اور بُری بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اس لیئے قدرت نے اپنے دین کے فروع چھ رکھ دیئے۔ فروع شاخیں نہیں ہیں جب تک تانہ ہوتا نہیں ہے جب تک جڑیں نہ ہوں، جڑیں ہوں لیکن زمین میں مضبوط ہوں۔ درخت اُکھڑ نہ جائے تو پھر جڑیں بھی پانچ رہتی ہیں، پانچ جڑوں نے زمین کو تھام لیا اوّل توحید، دوسرے عدل، تیسرے نبوت، چوتھے امامت، پانچویں قیامت، یاد رکھنا آغاز تمہارا وہ ہے انجام تمہارا قیامت اور دونوں ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور درمیان میں عدل ہے نبوت ہے امامت ہے اور ہر ایک کا ایک دوسرے سے رشتہ ہے اور رشتے کے بیچ میں ایک رشتہ ہے اور رشتے کے بیچ میں ایک وسیلہ ہے توحید کا رشتہ

نبوت سے وسیلہ بیچ میں ایک عدالت ہے۔ نبوت کا رشتہ امامت سے ہے اور قیامت سے ہے۔ نبوت کا رشتہ قیامت سے ہے پھر بیچ میں ایک وسیلہ امامت ہے۔ اللہ کا پیغام نبیؐ سنائے تو راستہ عدالت بن جائے اور امامت قیامت سے نبوت کا پیغام ملا دے تو بیچ میں وسیلہ امامت رہ گیا۔ قیامت کے میدان تک تمہیں لے کر امام جائے گا نبیؐ کا کام ہے پیغام پہنچانا راستہ بتانے کا کام ہے امام کا اس لیئے قرآن نے آواز دی کہ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۱) ”ہم قیامت کے دن ہر انسان کو بلائیں گے ہر قوم کو بلائیں گے اس کو اس کے امام کے ساتھ۔“ کئی انسان آئیں گے اور ان سے ہم یہی سوال کریں گے کہ اپنا امام لاؤ تم سے بات نہیں کرنا تمہارے امام سے بات کرنا ہے کہ تمہیں اس نے کس راہ پہ چلایا ہر امام سے سوال جواب کریں گے تم سے نہیں پوچھیں گے تو پھر یہ بھی حدیثِ رسولؐ قرآن میں آئی کہ اگر کسی نے اپنا امام پتھر کو مانا ہوگا تو وہ اسی پتھر کے پیچھے قیامت کے دن آئے گا تو یہ تو عالمِ اسلام بتادے کہ اس وقت عالمِ اسلام کا امام کون ہے آج کے دور کے انسان جب قیامت میں پہنچیں گے تو کس امام کے ساتھ آئیں گے۔ اگر نبیؐ کو کہنا ہوتا تو آیت میں کہہ دیتا کہ نبیؐ کے ساتھ آئیں گے۔ نہیں نبیؐ کو نہیں زحمت دی جائے گی۔ اس لیئے کہ نبیؐ تو اس مقام پر ہوگا کہ جہاں تمہارا وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا۔ وہ تختِ شفاعت پر ہوگا اس کا مقام وہ مقام ہوگا کہ جہاں فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا اور اس کے پاس سارے نبیؐ آئیں گے سفارش کے لیئے اپنی اپنی امتوں کو لے کر کہ کوئی یہ سوچے بیٹھا ہے کہ نبیؐ کی وجہ سے جنت میں چلے جائیں گے نہیں اس

کا خیال ہے یہ۔ نبیؐ کی امت میں تو ہو لیکن اللہ نے انتظام کیا کہ ہر دور میں ہم ایک امام رکھتے ہیں امام وہ ہے جو تمہارے اعمال کی نگرانی کرتا ہے۔ ہم امام سے پوچھیں گے کہ تم نے صحیح طریقہ عمل کا بتا دیا تھا تو کیا اپنی پوری حیات میں علیؑ یہ نہیں بتائیں گے کہ نماز کیسے پڑھنا ہے، روزہ کب کھولنا ہے، زکوٰۃ کیسے دینا ہے، جہاد کیسے کرنا ہے یہ تو بڑی کٹھن منزل ہے جہاد کا مفہوم کون سمجھائے گا سوا علیؑ کے۔ جب اقرار ہے اس بات کا کہ عبادتوں میں آلِ محمدؐ کے مقابل کوئی عبادت نہیں کر سکا تو پھر یہ کہنے میں کیا ہے کہ بہتّر طریقے کیوں ہو گئے نماز کے۔ جس علیؑ نے برسوں نبیؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اس سے پوچھا گیا یا نہیں کہ نماز کا کیا طریقہ ہے ہاں یہ اقوال بھی آئے، یہ تاریخ کے واقعات موجود ہیں کہ بصرے میں علیؑ نے نماز پڑھوائی تو گورنر بصرہ نے کہا آج تو رسولؐ اللہ کی نماز یاد آ گئی علیؑ کے پیچھے نماز پڑھ کے، قرآن ہاتھ میں اُٹھا کر یہ بتاؤ کہ علیؑ کے علاوہ کسی اور کے پیچھے نماز پڑھ کے کسی اور نے یہ قول دیا ہو کہ آج رسولؐ کی نماز یاد آ گئی تو کیا نہیں ہے مستند محدث، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں تو پھر ان کا واقعہ یہ سب نے لکھ دیا کہ کھانا وہاں کھاتے تھے، نماز یہاں پڑھتے تھے، نماز کے وقت علیؑ کے پاس آ جاتے تھے، نماز بھی وہیں پڑھ لو کھانے کا مزہ اس کے ساتھ، نماز کا مزہ علیؑ کے ساتھ ہے تو کسی نے ایک لفظ یہ لکھا بھی نہیں کہیں یہ لفظ نہیں آیا تعریفیں آئیں کہ اللہ اکبر علیؑ کی عبادت خانۂ کعبہ اللہ کا گھر نماز معراجِ مومن اوّل نماز پڑھنے والا رُکن و مقام کے بیچ میں کعبہ میں نماز پڑھ رہا تھا علیؑ اس کی نماز دیکھ رہے تھے۔ وہ نماز پڑھ چکا علیؑ نے اس کو بلایا خوب پڑھی تم نے نماز تم نے بہت خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھی کعبے میں پڑھی خوب ادا کیا لیکن یہ بتا دے اس

عمل کو جس کو تو نے ابھی کیا اس کی تاویل سے بھی واقف ہے۔ کہا مولا کیا نماز کی بھی تاویل ہے، کہا میرے رسولؐ کی کوئی بھی تنزیل ایسی نہیں جس کی تاویل نہ ہو۔ رسولؐ پہ جو چیز بھی اُتری جس چیز کی تنزیل ہوئی اس کی تاویل ہوئی تو کیا تو اس کی تاویل سے بھی واقف ہے نماز تنزیل ہے تاویل سے واقف ہے اگر تاویل سے واقف نہیں تو نماز نہیں، کہا مولا مجھے نہیں معلوم میں تو یہ سمجھتا تھا کہ نماز صرف ظاہر ہے کہا نہیں پیغمبر پہ کوئی ظاہر نہیں اُترا جس کا باطن نہ ہو، کون سمجھائے گا یہ کون علم بتائے گا، عبادت ہو بغیر باطن کے ظاہر بیکار اگر صرف ظاہر میں آپ پڑھ رہے ہیں تو صرف آپ ظاہر دار بیگ ہیں۔ رہیے لیکن صرف باطن کا علم ہے اس نے کہا مولا مجھے اب تک نہیں معلوم تھا کہ نماز کا کوئی باطن ہے آپ بتایئے کہا ان یہ عمل تیرا ظاہر ہے لیکن اس کا باطن میں ہوں جس کا نام علیؑ ہے، نماز کا باطن علیؑ ہے ظاہر ایک عمل ہے باطن علیؑ ہے بغیر علیؑ کے کوئی روح تو سمجھے تو ایک عمل اُس میں بھی اگر وسیلہ نہیں ہے تو عبادت میں نجات کیسے ہوگی سب کے ہاں قول ہیں جیسی پڑھی ویسی پڑھی۔ بعض ایسی پڑھی کہ منہ پہ ماردی گئی۔ حدیثیں ہیں کہ اس طرح نہ سجدہ کرو کہ جیسے کوّا ٹھونگیں مارتا ہے۔ پہلے سجدے کی روح کو تو سمجھو سجدے کی روح کون سمجھائے جو روح ہوں وہ سمجھائے پوچھنے والے نے پوچھا مولا سجدہ کیا ہے اور کیوں رکھا گیا ہے فرمایا سجدہ اس لیئے رکھا گیا تا کہ تم کو غرور نہ ہو جائے اور رب کو غرور پسند نہیں ہے۔ ذرا سمجھو اس لیئے سجدہ رکھا گیا تا کہ جب تم اپنی پیشانی کو مٹی پہ رکھ دو، جب مٹی تمہاری پیشانی میں بھر جائے اور تم اُٹھو تو اس وقت تمہارا غرور ٹوٹ چکا ہو، رب کے سامنے اور تمہیں یہ یاد رہے کہ اسی خاک سے بنے ہو اور اسی خاک کی طرف جانا ہے تا کہ اپنا انجام یاد رکھو کہ انسان کا انجام خاک

ہے اس لیئے خاک پہ سجدہ رکھا گیا تا کہ انسان ہر وقت اپنے انجام کو یاد رکھے جو غرور میں بھر گئے سجدے کر کے بھی ان کو یہ خبر نہیں کہ غرور کیا ہے یہ شیطانی غرور ہے۔ یہ شیطان کا غرور ہے کہ ہم اپنی مرضی سے دین چلائیں گے جس نے اپنی مرضی کو دین میں شامل کیا اس نے شرک کیا احکاماتِ الٰہی میں اپنی مرضی کس حدیث میں لکھا ہے کہ انسان کو انسان مار دے کہاں لکھا ہے کہ انسان انسان سے دشمنی کرے اور کیا جواز ہے دشمنی کا، کیا بنیادیں ہیں کس نے سکھا دیں یہ باتیں کیا کوئی اور نبی آیا کوئی اور اللہ بن گیا کہ یہ نئے احکامات کہیں اور سے نازل ہو گئے، سوائے اس کے یہ جہالتیں ہیں اور کیوں ہیں یہ جہالتیں اس لیئے کہ بابِ علم کو چھوڑ چکے واپس آؤ علم سے محبت کرو، جہل سے نفرت کرو جس دن جہل سے نفرت کرو گے اس دن پردے نگاہوں سے اُٹھا لیئے جائیں گے کوئی علم سے محبت تو کرے، علم سے محبت وہاں کیسے ہو سکتی ہے جب پاکستان کے حکمراں تعلیم کو اتنا مہنگا کر دیں کہ عام غریب کا بچہ تعلیم حاصل نہ کر سکے جا کے تو دیکھے یونیورسٹی سینٹرز میں سالانہ دو لاکھ روپے میں تعلیم ہو رہی ہے۔ غریب تصور نہیں کر سکتا سوا بیوروکریٹ (Burewcrate) کے بچوں کے کوئی اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ پرائمری اسکول سے لے کر کالج تک، یونیورسٹی تک حکومت کو تعلیم مفت کرنا چاہئے تھی نا کہ طالب علم سے بھی آپ پیسہ لینے لگے کیا پیغمبرؐ نے علم سکھانے کا پیسہ لیا۔ کیا علیؑ نے علم سکھانے کی قیمت لی تھی۔ لیکن یہ بھی طے ہے کہ علم بے قیمت نہیں ہے قیمت ایسی رکھو کہ سب دے سکیں اس لیئے رسولؐ نے علم سکھانے کی قیمت رکھی ہر انسان دے سکتا ہے۔ اگر آج محبت کو فیس قرار دے دو تو سب مجلس میں آئیں فیس دیتے جائیں تو راستے کھلتے جائیں گے پھر علم کیسے حاصل کریں

مہنگا علم کیسے لے لیں، علم لینے کے طریقے راستہ چلنے کے طریقے یاد رکھو علم کی سب سے بڑی پہچان کہ یہ علم پسند ہے اس کے پاس علم ہے کیسے پہچانیں گے آپ پہچان بتا رہا ہوں یہ پہچان اللہ نے قرآن میں بتائی ہے یہ کسی دانشور کی بتائی ہوئی پہچان نہیں ہے یہ قرآن کا قانون ہے کہ اگر تم نے یہ پہچانا ہے کہ فلاں قوم کے پاس علم ہے فلاں شخص کے پاس علم ہے کیسے پہچانو گے کہ یہ صاحبِ علم ہے یا نہیں تو قرآن ہے اُس کے پاس علم نہیں ہے وہ جاہل ہے اور جس نے ایسا کیا کہ علم رکھ کر ہم جھگڑا کریں گے تو وہ قرآن کے خلاف کر رہا ہے وہ آیت سے نکل گیا ایسے جیسے تیر کمان سے نکل چکا یعنی دائرۂ کفر میں داخل ہو چکا اب اس پر بھی جھگڑا نہیں رہا قرآن نے فیصلہ کر دیا کہ جھگڑا کرنے والا کبھی عالم نہیں ہوتا اور آیت کب آ رہی ہے آیت کہاں پر آ رہی ہے غور کیجئے گا آیت وہاں پر آ رہی ہے جب ایک قوم پیغمبر کے پاس آ رہی ہے جھگڑا کرنے جس نے کبھی جھگڑا نہیں کیا نہیں غور کیا آپ نے عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم کسی سے جھگڑا نہیں کرتے۔ ہم امن پسند ہیں کسی سے جھگڑا نہیں کیا اور جب اسلام کے مقابل آئے تو جھگڑنے لگے اور کس بات پر جھگڑا ہوا زمینوں پہ نہیں جھگڑے دولت پہ نہیں جھگڑا ہوا، جملے کو آپ ہی لے جائیں تو لے جائیں ورنہ اس کا وزن کون اُٹھائے گا یہ جملہ کہنے جا رہا ہوں دولت پہ جھگڑا نہیں ہوا حکومت پہ جھگڑا نہیں ہوا، منصب پہ جھگڑا نہیں ہوا عقائد پر جھگڑا ہے تو اس پہ جھگڑا ہی کیا ہے۔ زمینوں پہ جھگڑا ہو رہا ہے کوئی حکومت پہ جھگڑا ہو رہا ہے کیا جھگڑا ہو رہا ہے کیا جھگڑا آج کل ہو رہا ہے، عقائد پر، وہ جو عیسائی کر رہے تھے وہ مسلمان نہ کریں اس لیئے کہ اللہ نے منع کیا ہے کہ جھگڑو نہیں حَآجَّكَ حج سے ملتا جلتا لفظ ہے اسی کے بعد جھگڑے شروع ہوتے

ہیں لفظِ حاجی محاورے ہیں آپ کی اُردو کے ہمیں کیا پتہ لیکن یہ لفظ ہے جھگڑ و نہیں علم آ چکا۔ جھگڑا نہ کرو اور وہ جھگڑا کر رہے ہیں، جھگڑا یہ ہے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، کیوں؟ جھگڑا جب شروع ہوگا تو آدمی پوچھے گا کیوں اللہ نے پوچھا عیسائیوں سے کیوں؟ کہا اس لیئے کہ ان کا باپ نہیں ہے۔ جس کا باپ نہ ہو اُسے آپ اللہ کا بیٹا بنا دیں گے، عجیب جھگڑا ہے۔ یعنی جہاں جڑ نہ ہو اور جڑ پیدا کریں آپ بغیر جڑ کے آپ جڑ اُگانا چاہیں کہا اگر ایسا ہے کہ جس کا باپ نہ ہو وہ خدا کا بیٹا ہے تو اس کے حقدار پہلے آدمؑ ہیں وہاں تو باپ تو باپ ماں بھی نہیں ہے۔ تو انہیں پہلے اللہ کا بیٹا مانا جائے آدمؑ کو کیوں نہیں مان رہے ہو، قرآن کا طرز استدلال دیکھ رہے ہیں آپ، اسے کہتے ہیں آپ کی اُردو زبان میں مناظرہ ایک دلیل دینے کے لیئے خود دوسری دلیل استدلال میں پیش کی جائے یہ فن علمِ کلام کا دنیا کو نہیں آتا۔ اس لیئے آپ کی مجلسیں کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اجی کہاں کی مثال، کہاں پہلا نبی اور ہمارے نبی سے پہلے آخری نبیؑ۔ پہلے اور آخر کو ملایا کہاں کی بات کہاں کی دلیل اللہ دے رہا ہے، یہی طرزِ استدلال جو اللہ نے سورہ آلِ عمران میں رکھا کہاں رکھا، سورۂ آلِ عمران میں باپ اور بیٹے کے جھگڑے کی بات، سورۂ آلِ عمران میں رکھی تا کہ باپ اور بیٹے پہ جھگڑنا نہیں جہاں باپ ہو وہاں باپ کا ذکر کرنا، جہاں باپ نہ ہو اس کی دلیل نہ بنانا اب بھی نہیں سمجھے تو ہم کیا کریں عمران نام ہے ابو طالبؑ کا بیٹے کا نام علیؑ ہے جہاں بیٹا بھی ہو باپ بھی ہو اب بحث کی کیا ضرورت ہے عیسیٰؑ کے باپ نہیں ہیں آدمؑ کے باپ نہیں ہیں، اللہ کی قدرت ہے۔ نہیں ہے تو نہیں ہے جب اللہ کی مصلحت ہو تو نہ ہو بندہ اگر یہ مصلحت لائے کہ باپ نہ ہو تو پھر مسئلہ اُلجھتا ہی چلا جائے گا پھر وہ سلجھ نہیں سکتا

نصاریٰ نے کہا آپ کچھ بھی دلیل دیجئے عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، آدمؑ کی دلیل سے کیا عیسائی سمجھے نہیں، سمجھ گئے، پھر کیوں انکار کیا، دلیل سن کر کیوں انکار کیا، اب دلیل سامنے ہے پھر کیوں انکار کیا، اس لیئے کہ اب ضد پہ آ گئے، جب تک یہ سمجھیں گے نہیں سمجھ میں نہیں آئے گا۔ لاکھ الجھن اور پریشانی ہوتی ہے جب سب سامنے ہے کیوں نہیں مانتے ارے سب سامنے ہے، مسئلہ ضد کا ہے، کسی کو آپ دور نہیں کر سکتے قرآن کافی ہے منوالیں عیسائیوں سے قرآن ہی تو نازل ہو رہا ہے دلیل قرآن نے دے دی کہ آدمؑ بھی تو ہے بغیر باپ کے نہیں مانا عیسائیوں نے تو قرآن کافی نہیں ہے، کیوں نہ منوالیا قرآن نے، منوا لیتے اچھا اللہ منوا لے اچھا نبی منوا لے تو سہی جو یہ نہ مانیں ہمارے پاس کچھ چیزیں ایسی ہیں منوانے کے لیئے کہ ہم منوالیا کرتے ہیں ہمارے پاس بیٹے ہیں بیٹی ہے نفس ہے منوانے کے لیئے علم آ گیا یہ علم ہے اور جب علم آ جائے تو جھگڑا نہیں کرتے تو دیکھو اگر سارے اسلامی فرقوں میں پنجتنؑ آ جائیں جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ اگر جھگڑا ختم کرنا ہے تو سارے مسلمان سر فہرست پنجتن کا نام رکھیں جھگڑے ختم ہو جائیں گے اس لیئے کہ جب علم آ جائے تو جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں اللہ نے انہیں علم بنا دیا یہی ہے علم جو آئے گا میدان میں وہ ہے علم! کہیں سے علم چلتا ہوا نہیں آئے گا، اللہ نے مجسّم علم بنایا ان پانچ کو یہ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ یہی پانچ ہیں علم۔ یہ آ گئے میدان میں اور جب یہ آ گئے تو جہل بھاگے گا علم کے سامنے کوئی ٹھہرے گا نہیں اور پھر ایک اصول دے دیا اللہ نے انہیں علم بنا دیا یہ میدان میں آ گئے اب جوان کے سامنے ٹکے اور ضد کرے اور مقابلے پہ آئے تو اب یہ آیت رہے گی قیامت تک جوان کے سامنے ضد میں ٹک جائے تو قیامت تک وہ

کاذب ہے اور کاذب پہ اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی، یہ کیوں رکھا یہ اس لیئے رکھا کہ یہ نہ ہوں گے دنیا میں یہ پردے میں ہوں گے اور ذات ہماری ہوگی تو قیامت تک کے لیئے دنیا ان سے مقابلہ کرتی رہے تو سزا کا اعلان پہلے کر دو۔ آئے جس میں ہمت ہو مقابل۔ منع نہیں کرتے لیکن سوچ سمجھ کے آئے ہماری لعنت میں، لعنت اللہ نے رکھ کے بندوں کو بری کر دیا۔ تم اپنی طرف سے لعنت کرو گے تو جرم ہوگا لعنت ہم کریں گے آیت رکھی ہے جتنی بار تلاوت ہو رہی ہے اُتنی بار جھوٹوں پر لعنت ہو رہی ہے خود جھوٹے بھی جھوٹوں پر لعنت کیئے جا رہے ہیں یہ ہے عبادت آنے کے لیئے یہ خیبر کا میدان نہیں ہے کہ سپاہی کو سجا کر لے جاؤں۔ خندق میں کہ جو کافر تھے عرب کے جوڑتے ہوئے تھے کہ ہم بڑے سورما ہیں بڑے بہادر ہیں اور تلوار چلانے والے ہیں چونکہ ڈٹے ہوئے تھے اس لیئے اُن کے سر توڑے گئے ذوالفقار نے ان کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دیا نصاریٰ یہ دعویٰ کر کے نہیں آئے تھے کہ بڑے بہادر ہیں بہت تلوار چلانا آتی ہے یہ دعوے دار ہیں اس کے کہ ہم بڑے عالم ہیں بڑے راہب ہیں امن پسند ہیں ہمیں انجیل یاد ہے۔ ہم تو اپنے تہہ خانے میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ اچھا نہ بُرا۔ ہم تو دنیا کے گناہوں سے بھی دُور ہیں ہم لوگ تو بڑے امن کے دیوتا ہیں۔ آؤ ہمارے پاس بھی امن کے دیوتا ہیں نہیں آئے گی ذوالفقار، نہیں آئے گا لشکر کوئی غصہ گرمی نہیں ہوگی۔ حد یہ ہے کہ کوئی بات ہی نہیں ہوگی چپ رہیں گے بھئی اتنی سی بات کہہ دیں کہ ہم آ گئے میدان میں اے اللہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اُس پر ذرا اپنی لعنت بھیج کر دِکھا کہ تیری لعنت ہوتی کیسی ہے آج ہتھیار ذوالفقار نہیں ہے، تلوار نہیں ہے آج ہتھیار لعنت ہے۔ تو اب پتہ چلا کہ جو کاٹ ذوالفقار میں

ہے وہی کاٹ اللہ کی لعنت میں ہے اور وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے دونوں چیزیں بھیجی ہوئی ہیں اللہ کی اب اگر جیسے ذوالفقار سے بچتے رہے ہو اور کلمہ پڑھ لیا تو آج اس تلوار سے بھی بچواب نہ کوئی ذوالفقار سے بچنا چاہے نہ اس تلوار سے بچنا چاہے تو ہم کیا کریں اور قیامت تک کا مسئلہ ہے ایک اہتمام چاہئے کہ لعنت سے نجات کیسے حاصل کی جائے، ہر جنگ میں علیؑ کے سر پر عمامہ رکھا کمر میں تلوار سجائی، تو آج تو میدانِ عمل میں روانگی ہے تو تیاری کیسے ہو؟ تیاری کے لیئے حدیث کساء رکھی گئی، آیۂ تطہیر کا نزول اور پیغمبرؐ آج کہیں ہوں راہ میں ہوں۔ مسجد میں ہوں گھر میں ہوں، جنگ میں ہوں، امن میں ہوں، آیتیں آتی ہیں آپ جہاں ہوں لیکن تطہیر نہیں آئے گی جب تک زہرا کے گھر نہیں جائیں گے رُخ ہے مسجد سے درِ زہراؑ کی طرف ادھر سے رُخ ہے گھر کی طرف اور گھر سے رُخ ہے حجرے کی طرف اور سلام ہے بیٹی پر اپنے بابا کا اور بیان ہے اُس بیٹی کا، طہارت کا ذکر خود طاہرہؑ سنائیں گی۔ یہ نہیں کہ آئے میرے گھر میں۔ بلکہ شروع یہاں سے کیا اکثر آتے جب آرام کرنا ہوتا تو آج آرام کا وقت کہاں ہے آج نہ تو ہنگامہ ہے۔ نہیں کبھی کبھی ہنگام میں بھی جب ذہن تھکتا ہے تو آرام چاہتا ہے کیوں کیوں بحث کو الجھایا ہے بوجھ ڈالا ہے بحث بے تکی کی ہے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں اور بات کو سمجھا نہیں کج بحثی کیئے گئے۔ پیغمبر ذرا سکون چاہتے ہیں جن نصاریٰ کو ہم پڑھا لکھا سمجھتے تھے بڑے جاہل نکلے۔ اب ہم سکون چاہتے ہیں تو کیا کہا ضعف محسوس کر رہا ہوں۔ ضعف میں چھپا ہے وہ بوجھ بے تکی بحث کا۔ ضعف کے معنی افکار کا بوجھ ہے، بس ہم آنکھیں بند کر کے لیٹنا چاہتے ہیں یعنی طبیعت بوجھل ہوگئی تو یہ ہے عیسیٰؑ کی قوم۔ نہیں سمجھ رہے۔ یہ

ہے عیسیٰؑ کی قوم یعنی جہالت کی بحث کرر ہے ہیں اور بات نہیں سمجھ رہے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں تو زہراؑ ہم تمہارے ہاں لیٹنا چاہتے ہیں آرام کرنا چاہتے ہیں، اہتمام چاہئے بیٹی کہتی ہے کہ بابا جان نے کہا ضعف محسوس کرر ہا ہوں تو زہراؑ نے اپنے بابا سے کہا، اللہ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے یعنی کہیں توحید سے ہٹ کر گفتگو نہیں ہے۔ بابا آپ اللہ کی پناہ میں رہیں، رسولؐ اللہ نے فرمایا لاؤ چادر اپنی۔ یہ سوال جواب ہیں آپ حدیثِ کساء سنتے ہیں بار بار۔ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے سب سامنے کی بات ہے کہا میں ضعف محسوس کرر ہا ہوں، بیٹی نے کہا اللہ آپ کو اپنے امان میں رکھے یہ دعا تھی پھر باپ نے کیا کہا؟ لاؤ پھر چادر۔ کیا مطلب ہے یعنی جب نبیؐ اللہ کی پناہ میں آتا ہے تو زہراؑ کی چادر اللہ کی پناہ ہے! ارے زہراؑ کی چادر نبیؐ کے لیئے اللہ کی پناہ ہے تو اُمت کے لیئے نہیں ہے۔ اُمت کے لیئے نہیں ہے لاؤ چادر صحیح مسلم میں یوں ہی لکھا ہے جیسا پڑھ رہے ہیں۔ لفظِ صحیح لگا لگا کے پھر بھی کوئی نہ مانے تو ہم کیا کریں۔ صحیح ہے صحیح لکھا ہوا ہے صحیح کتاب میں جو ہے صحیح یونہی ہے لاؤ چادر۔ کہا میں نے چادر اُوڑھائی چہرہ یوں چمک رہا تھا جیسے چودھویں کا چاند، انسان جب بیمار پڑتا ہے تو چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے، ضعف ہوتا ہے تو بیمار لگتا ہے جب چودھویں کے چاند کی طرح کِھل رہا ہے اس کا مقصد گویا وہ اپنا مقصد پا چکا ہے۔ یعنی جب چادر آئی تو نبیؐ مقصد جب ہی پا چکے تھے۔ نبیؐ کا چہرہ چاند کی طرح کِھل گیا اور بیٹی نے بیان کر دیا کہ چادر اوڑھ کے میرے حجرے میں لیٹ گئے میں اپنے کام میں مصروف ہوئی کہ بابا آرام کرر ہے ہیں کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرا بڑا بیٹا حسنؑ آ گیا اماں آج تو گھر میں ایسی خوشبو ہے جیسے نانا جان آئے ہیں کہا ہاں اے نورِ چشم اے میوۂ دل تمہارے نانا جان چادر

کے نیچے آرام فرما رہے ہیں وہ چلنے بھی تو ماں نے منع نہیں کیا کہ نہ جاؤ مقصد سب کو معلوم ہے۔ انوار ایک ہیں جو ایک کا مقصد ہے وہ دوسرے کو معلوم ہے نانا آپ پہ سلام۔ اتنا ہی کہنا چاہئے نانا کو کہ جیتے رہو، لیکن یوں کہا اے میرے حوضِ کوثر کے مالک تم پر بھی سلام۔ اذن ہے کہ چادر میں آؤں کہا ہاں آؤ میرے لعل اے میری اُمّت کے خیر آؤ میرے پاس۔ کوثر کی پہلی تفسیر ہیں حسنؑ، اس لیئے کہا اے کوثر کے مالک آؤ میری نسل کی ضمانت آؤ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ دوسرا بیٹا آیا حسینؑ کہا آج تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے نانا آئے ہیں، ماں نے کہا ہاں تمہارے نانا چادر کے نیچے ہیں اور ساتھ میں تمہارے بڑے بھائی حسنؑ بھی ہیں حسینؑ چادر کی جانب چلے زہراؑ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حسینؑ جارہے ہیں روکا نہیں قریب پہنچے کہ نانا آپ پہ حسینؑ کا سلام، رسولؐ اللہ نے کہا اے میری اُمت کے شفیع آ۔ اُمّ المومنین جنابِ میمونہ اُمّ المومنین جناب اُم سلمیٰؑ، اُمِ المومنین جنابِ حضرت عائشہ اُمّ المومنین جنابِ زینبؑ بنت جحش چھ اُمّ المومنین ہیں جو دیکھ رہی ہیں سن رہی ہیں اور اصحاب بے شمار ادھر سے لے کر ادھر تک ابوذرؓ سے لے کر ایک صف ہے۔ مستند حدیث ہے یہ اور ہر مسلمان کی مستند کتاب میں حدیث ہے انکار کی گنجائش کسی کو نہیں۔ صاف صاف بات ہے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ علیؑ آئے زہراؑ آج تو ایسا لگتا ہے کہ گھر میں نبیؐ آئے ہیں شہزادی کونینؑ نے کہا ہاں چادر کے نیچے رسولؐ اللہ ہیں اور آپ کے دونوں بیٹے ہیں۔ علیؑ چلے یا رسولؐ اللہ آپ پر میرا سلام، اے میرے لوا کے مالک اے میرے علمدار اے میرے جا نشین اے میرے وصی اے میرے وزیر آ جا چادر میں آ، علیؑ آئے، کہتی ہیں جب علیؑ آ گئے چادر میں حسنؑ بھی آ گئے حسینؑ بھی تب میں چلی اور کہا بابا آپ

پر میرا اسلام کیا اذن ہے کہ میں چادر میں آؤں کہا تم میری رسالت کا جزو ہو زہراؑ کہا آ جاؤ تم میرے جگر کا ٹکڑا ہو آ جاؤ۔ یعنی نور کامل ہوا چادر میں۔ فرماتی ہیں حضرتِ زہراؑ ہم سب چادر میں جب آ گئے تو جبریلؑ اللہ کا پیغام لائے آیۂ تطہیر کی تلاوت کی۔ کہا ہم نے نہیں بنایا یہ زمین آسمان آفتاب و مہتاب و ستارے اور پانی میں چلتی کشتیاں، لیکن اے محمدؐ و آلِ محمدؐ اے اہلِ بیتؑ تمہارے لیئے، ہو گئی حدیث کسا۔ اب علیؑ نے پوچھا اس کا ثواب کیا ہے۔ کہا علیؑ جہاں پڑھی جائے گی فرشتے گھیر لیں گے دعائے خیر کریں گے تو حدیث کسا یعنی ختم ہوئی تو بے اختیار کہا آج تو ہم بھی کامیاب اور ہمارے شیعہ بھی کامیاب اپنی کامیابی کا اعلان کہاں کیا۔ آج علیؑ کامیاب ہو گیا امام وہ ہے جو اپنی کامیابی کے ساتھ قوم کی کامیابی کا بھی اعلان کر دے، ہے کوئی امام کہ جس نے یہ بتایا ہو کہ میں کامیاب میری قوم بھی کامیاب کیا اچھا ہے کہ کامیابی کا اعلان پہلے کیا ہر اُمت کو بلائیں گے اُس کے امام کے ساتھ کس فخر سے علیؑ آئیں گے کہ جو میرے پیچھے آ رہے ہیں یہ نا کامیاب نہیں ہیں۔ یہ ناز تو دیکھئے علیؑ کا اس لیئے تو پکار رہا ہوں چار دن سے کہ امام مان لو علیؑ کو تا کہ کامیاب اُمت بن جاؤ، نہ امام شرمائے نہ قوم، وہاں امام بھی شرمائے قوم کو دیکھ کے اور قوم منہ چھپائے امام کو دیکھ کے یہ اتنی سی بات سمجھنا کیا مشکل ہے بس ختم ہو گئی حدیث کسا اپنے مقصد پہ آ گیا جب سب چادر میں آ گئے کامیابی کا اعلان ہو گیا بہت تھا مجمع کونسا مجمع مباہلہ کا مجمع، دیکھئے کون آتا ہے اَبۡنَآءَنَا میں دیکھیں کون آتا ہے نِسَآءَنَا میں دیکھیں کون آتا ہے اَنۡفُسَنَا میں کون آتا ہے؟ اللہ نے پہلے سب کو چادر میں جمع کیا اور اب آیت نے اپنا عمل دہرایا جب رسولؐ سب کو چادر میں لے کر باہر آئے اَبۡنَآءَنَا

میں حسنؑ حسینؑ نِسَآءَ نَا میں فاطمہؑ اَنْفُسَنَا میں علیؑ اور چلے مباہلے کے میدان میں تو شان یہ تھی کہ آگے رسولؐ گود میں حسینؑ پہلو میں انگلی پکڑے حسنؑ تھے، پیچھے فاطمہؑ اور سب سے پیچھے علیؑ کیا اہتمام اور کس شان سے چلے اور چلنے سے پہلے بھیجا ہے اس مقام پہ سلمانؓ فارسی کو کہ شامیانہ لگادو۔ اُمِ سلمیٰؓ تم اس جگہ کو صاف کردو جہاں ہمیں بیٹھنا ہے۔ کیا اہتمام ہے صحابی بھی جائے اور زوجہ بھی جائے ایک جھاڑو دینے جائے اور ایک شامیانہ لگانے جائے۔ علم آرہا ہے کیا علم کی قدر نہیں ہوگی جھگڑے ختم ہورہے ہیں علم آرہا ہے اور وہ بھی کہتے ہیں کہ سب سجادو، وہ سجائے جارہے ہیں سفید کپڑوں میں وہ بھی ہیں جگہ مقرر ہے بیرون مدینہ یہاں بیٹھے ہیں مسجد ابھی ہے جایئے دیکھ لیجئے ''مسجدِ مباہلہ'' نام بدل جائے تو وہ الگ بات ہے ابھی اسی سال نام بدلا گیا ہے نام بدلنے سے کام نہیں بدلتا جو جس کا کام ہے وہ اسی کا کام رہے گا۔ جب قرآن لکھ دے تو وہ کام کسی اور کے نام نہیں ہوسکتا مباہلہ جہاں ہوا وہ جگہ موجود ہے مدینے میں سب زیارت کرتے ہیں ان کے چلنے کی شان تو دیکھو آگے رسالت بیچ میں عصمت، حصار امامت کا، کیا شان ہے زہراؑ کی کیا شان ہے علیؑ کی، کیا شان ہے آلِ رسولؐ کی کہ رسولؐ اللہ بتاتے ہوئے چلے کہ میں بے اولاد نہیں ہوں بے وارث نہیں ہوں اَبْنَآءَ نَا میں دو بیٹے آرہے ہیں، ''لعنت ہے اس پر وہ جھوٹا ہے جو یہ کہے کہ رسولؐ بے وارث چلا گیا'' وارث یہ دو بیٹے ہیں اللہ کی طرف سے اور اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ہیں وارث تو اسی منبر پر کہتے تھے اظہر حسن زیدی کہ اَبْنَآءَ نَا سے مطلب ہے کہ آج کے بعد اب نہ آنا جو آچکے وہ مقابلے پہ آچکے اب نہ آنا یہ ہیں حسنؑ و حسینؑ اَبْنَآءَ نَا والے نِسَآءَ نَا بہت سی عورتیں ہوں گی۔ ایک کو لائے کیوں لائے کس لیئے لائے، عورت اسے

کہتے ہیں جو کامل ہو۔ اگر صرف بیٹی ہے تو نامکمل اگر صرف زوجہ ہے تو نامکمل، جب تک ماں نہ بنے جب تک گود میں بچوں کو کھلائے نہ، زہراؑ وہ جو بیٹی رسالت کی زوجہ امامت کی، ماں ہے امامت کی، پورا خاندان ساتھ ہے باپ بھی شوہر بھی بیٹا بھی۔ یہ ہے نِسَآءَ نَا ۔اَنۡفُسَنَا میرا نفس علیؑ ہیں نفس کے ستاون معنی ہیں عربی میں، نفس کے معنی کہاں تک گنے جائیں عرب کا دستور ہے یہ کہ نفس سانس، نفس روح، نفس رگوں میں دوڑتا ہوا خون، نفس جو جگہ پر آئے، نفس جو نائب ہو۔ نفس جو امام ہو، نفس جو نبوت کی روح ہو، نفس جو رسالت کی روح ہو، نفس جو نور کا ٹکڑا ہو ارے جتنے معنی ہیں اتنے معنی میں آج علیؑ نفس بن گئے گویا یہ پانچ تن نہ آئے تھے میدان میں رسولؐ نے انہیں کشتیٔ نجات بنا دیا آج علیؑ بھی وسیلۂ نجات ہیں آج فاطمہؑ بھی وسیلۂ نجات ہیں، نجات کا وسیلہ آج حسنؑ بھی، وسیلۂ نجات حسینؑ بھی ہیں۔ آیت لکھی ہوئی ہے ایک وقت میں مباہلے کی اس آیت سے بہت سے مسئلے حل ہو گئے پورا نہیں پڑھا مباہلہ بہت مختصر سا پڑھا ہے کل کامل کریں گے آج تقریر یہاں رُک رہی ہے۔ ابھی تو راہ میں ہیں اور راہ بھی پوری نہیں بتائی ہم نے کہ چلنے کی شان کیا ہے پہنچنے کی شان کیا ہے بیٹھنے کی شان کیا ہے خاموشی میں یہ علم، کبھی علم خاموش رہتا ہے کبھی بولتا ہے علم کی شان ہے جدا جدا۔ یہی وہ آخری معرکہ ہے اسلام کا کہ جس کے بعد کوئی معرکہ نہیں ہوا لیکن اس کا نام معرکہ نہیں رکھا گیا مباہلہ رکھا گیا عیسائیوں نے لعنت سے اپنے آپ کو بچا کر نجات حاصل کر لی۔ اب اُن پر لعنت نہیں ہوتی لعنت صرف اہلبیتؑ کے دشمنوں پر ہوتی ہے، اور جہاں دو پارٹیاں لڑیں وہ مجادلہ ہے جہاں دو شاعر بیٹھ کر آپس میں مقابلہ کریں وہ مشاعرہ ہے۔ جہاں دو مناظر عقائد کی لڑائی کریں وہ

مناظرہ ہے۔ جہاں جھوٹے پر لعنت ہو وہ مباہلہ ہے اور جہاں جھوٹے سے نفرت کا اظہار ہو وہ منافرہ ہے۔ سمجھ رہے ہیں۔ ہماری مجلسیں نہ مجادلہ ہیں نہ مشاعرہ ہیں نہ مناظرہ، سیدھی بات صرف مباہلہ، خاموش علم ہے اور پکار رہا ہے خاموش علم، لعنت جاہل پہ ہوتی ہے جاننے والے پہ نہیں علم کا ایک مینار اسی سے رشتہ جوڑا ہے ہم نے شہر علم سے اور اس کے دروازے سے جائے پناہ ہے علم ''وسیلۂ نجات ہے علم'' اور علم کا نام ہے علیؑ اور جو اُن کی راہ پر چلا جو اُن کا خون اور گوشت ہے دنیا اس گھرانے کو چھوڑ کر کیا سوچتی ہے کہاں ہیں وہ عظمتیں جو بات حسنؑ میں ہے جو بات حسینؑ میں ہے۔ صورت بھی تو کسی نے نہیں پائی شکل بھی تو کسی نے نہیں پائی، شجرہ بھی تو کسی نے نہیں پایا کوئی بات تو سوچے ٹھنڈے دل سے، حسنؑ اور حسینؑ رسولؐ اللہ کی گود میں پلے ہیں رخسار چوما ہے گلا چوما ہے، ہونٹ چوما ہے اور حکومت کا مالک دولت کا مالک نہیں حسینؑ نے کربلا میں کہا کس کا نانا ہے یہ کس کی اذان ہے کس کا عمامہ ہے یہ کس کی عبا ہے بتاؤ یہ رہوار کس کا ہے کمر میں تلوار کس کی ہے دیکھا یہ ہے وراثت رسولؐ کی اور پھر بتا رہے ہیں حسینؑ کہ یہ سب رسولؐ کا ہے اور پھر وہی سب لوٹ رہا ہے یزید۔ کیا ادب ہے رسولؐ کا کیا احترام کیا ہے کربلا میں مسلمانوں نے کیا سمجھے اور کیا نہ سمجھے اگر وہ جاہل نہ سمجھے تو اب تو زمانے نے ترقی کر لی آج تو سمجھے اور سمجھنا ایسا کوئی مشکل بھی نہیں۔ اس لیئے کہ سامنے کی بات ہے کہ دشمنی حسینؑ سے تھی بیعت سے انکار کیا تھا حسینؑ نے، جھگڑا حسینؑ سے تھا، سر کاٹ لیا نیزے پہ چڑھا دیا دشمنی ختم ہو گئی، حسینؑ سے، زینبؑ سے کیا دشمنی ہے اُمِ کلثومؑ سے کیا دشمنی ہے، حاکم اور فوج کی دشمنی حسینؑ سے ہے یہ جوان بیٹے کی موت پر ان کی ماں اُمِ لیلیٰؑ سے کیا دشمنی۔ یہ بیوہ حسنؑ سے کیا دشمنی اور دنیا میں اگر

کوئی کسی کا دشمن ہو بھی جاتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ اس چھوٹی سی بچی سے کیا دشمنی ہے۔ سکینہؑ سے کیا دشمنی، عورت کا احترام اسلام نے بتایا ہے نا کہ رسولؐ کے گھر کی محترم عصمت اور کلمہ پڑھنے والے کہ زمانہ پوچھتا ہے کہ کب تک روؤ گے رونا اس کا نہیں ہے کہ حسینؑ شہید ہوئے تھے وہ تو بقول جناب زینبؑ کے وہ اپنے قدموں سے چل کے شہادت گاہ تک گئے تھے شہادت تو سعادت ہے۔ رونا تو اس کا ہے کہ گھر کیوں لوٹا، خیمہ کیوں جلا، سکینہؑ کو طمانچے کیوں مارے، اچھا خیمہ جل گیا تھا راکھ ہوئے خیمے سامان کیوں لوٹ لیا۔ اب مطلب پورا ہو گیا عماریوں پہ بٹھا کے ان کے شہر مدینے میں بھجوا دو، نہیں مسلمان کہہ رہے تھے ہم تو بازاروں میں پھروا کر تماشا دکھائیں گے اچھا بازاروں میں لے جا رہے ہو اب بھی تمہارا انتقام پورا نہ ہوا ہاتھ تو نہ باندھو سروں سے چادریں تو نہ چھینو، ایک ایک بی بی کے سر سے چادر چھین لی چادر نوک نیزہ سے چھینی گئی، اُتاری تھی چادریں ایک ایک بی بی کی چادر چھین لی۔ بٹھا کے ناقے پہ لے جاؤ، نہیں ظالم کہہ رہے ہیں ہم رسیوں سے باندھیں گے، اللہ اللہ کیا جذبۂ انتقام ہے انسانیت کہاں ہے درندگی ہے کہ بڑھتی جاتی ہے، رسیوں سے باندھ کر لے کر جائیں گے، اللہ رے جلالِ زینبؑ خبردار ہم آلِ محمدؐ کی طرف بڑھنا نہیں، علیؑ کی بیٹی جلال میں ہے محمدؐ کی نواسی ہے اگر بالوں کو ہاتھ میں لے کر بددعا کریں گی تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ خبردار ہمارے بچوں کو بھی ہاتھ نہ لگانا۔ لاؤ رسیاں ہم کو دے دو۔ تم ہمارے بازوؤں کو مس نہیں کر سکتے تم ہمارے ہاتھ نہیں پکڑ سکتے لاؤ رسی ادھر لاؤ اللہ رے جلالِ زینبؑ شمر کے ہاتھ سے رسی کا ٹکڑا لے لیا۔ آؤ اُمّ فروہؑ قاسمؑ مارے گئے زینبؑ سے بازو بندھواؤ آؤ عباسؑ نہیں لبابہؑ آؤ، یہ چاہتے ہیں کہ رسی میں بازو

بندھے آؤ، بندھوالو، آؤ سکینہؑ تم بھی گلا بندھوالو اب حسینؑ سینے پہ سلانے والا نہیں۔ کہا اب کھینچ لے رسی کو لے چل کھینچتا ہوا۔ اس طرف سے کھینچتے ہوئے چلے جہاں لاشے پڑے تھے بے سر لاشے پڑے تھے بی بیاں اپنے آپ کو لاشوں پر گرائے دیتی تھیں۔ کیا منظر تھا اللہ اللہ! اس طرح مقتل کی راہ سے یہ اہلِ ستم چلے، کھینچتے ہوئے چلے لیکن جب ناقے چلنے لگے تو اب زینبؑ نے کس طرح بندھوائے ہوں گے بازو اب کیا قیامت گزری آپ کو معلوم ہے جو سب سے آگے ناقہ تھا اس پر سیّد سجادؑ کو بٹھا کر چاروں ہاتھ پاؤں سیّد سجادؑ کے باندھ دیئے ناقے سے یہ حسینؑ کا وارث یہ ہمارا امام زین العابدینؑ، اس کو ایک ناقے پر اس طرح باندھا گیا جیسے مشک باندھی جاتی ہے اور دارالامارہ کے سامنے سے کوفے کی طرف اسیروں کا قافلہ چلا۔ یہ آپ سن چکے ہیں پچھلی تقریروں میں کہ سرِ حسینؑ پہلے بھیج دیا گیا اور اسیر بعد میں کوفے پہنچے ایک بار اطلاع پہنچائی گئی ابن زیاد کو کہا گیا کہ قافلہ آ گیا استقبال کون کرے گا حکم ملا کہ اُدھر سے جب زینبؑ کی عماری آئے تو اِدھر سے نیزے پہ سرِ حسینؑ لے کر روانہ ہو جاؤ، بھائی بہن کا استقبال کرے گا تماشہ دیکھنے والے نیزے کے ساتھ ساتھ تھے، اُدھر سے زینبؑ کی سواری نمودار ہوئی، آخری جملہ تقریر ختم ہو گئی اب کہنے کے لیئے کچھ نہیں اب کیا سناؤں مَیں اس میں سننا ہی کیا ہے۔ اچھا اگر سن سکتے ہو تو دوسرا جملہ بھی سن لو اور سن کر خراج پیش کر سکتے ہو تو خراج پیش کرو اور خراج تو آنسوؤں کا خراج ہوتا ہے۔ رقت کا خراج ہوتا ہے چاہے بچہ ہو یا جوان ہو یا بوڑھا وہ یہ کہتا ہے کہ جب سے سرِ حسینؑ کٹا تھا ہم نے یہ دیکھا کہ ہم نے نیزے پہ سر کو بلند کیا۔ لیکن حسینؑ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور جب ہم کوفے کی راہ میں سر لائے

سرِ حسینؑ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جب ابن زیاد نے حکم دیا کہ نیزے سے سر ادھر سے چلے اور زینبؑ کی عماری اُدھر سے آئے۔ وہی نیزہ بان کہتا ہے کہ ہم نیزہ لیئے آگے بڑھ رہے تھے ادھر سے سرِ حسینؑ والا نیزہ چل رہا تھا جیسے ہی زینبؑ کی عماری نظر آئی زینبؑ کا کھلا ہوا سر نظر آیا تو حسینؑ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں بھائی نے بہن کو کھلے سر نہیں دیکھا۔

❁ ❁ ❁

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان
شیعہ ملٹی میڈیا

پانچویں مجلس

یہودیوں سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری عشرۂ ثانی کی خیمۂ سادات میں پانچویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''علیؑ وسیلۂ نجات'' مجالس کا موضوع ہے۔ کل کم وقت کی وجہ سے موضوع نامکمل رہا۔ آج پھر وہیں سے گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔ کسی دن میں نے عرض کیا تھا کہ کلامِ الٰہی کتابِ خدا ہے قرآنِ پاک آخری کتاب ہے آخری پیغمبرؐ پہ نازل ہوئی اور اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی اس کے لیئے اللہ نے محافظ پیدا کیئے اور دنیا کی کوئی بھی کتاب جو کہ احکامات کی ہو۔ اس کے ساتھ ایک سمجھانے والا ضرور ہوتا ہے ورنہ موسیٰؑ کے بغیر توریت آجاتی۔ عیسیٰؑ کے بغیر انجیل آجاتی داوٗدؑ کے بغیر زبور آجاتی۔ محمدؐ کے بغیر قرآن آجاتا۔ قرآن معجزہ ہے تو معجزے سے پہلے عزت، عظمت، اہمیت اُس کی ہوگی جو صاحبِ معجزہ ہوگا جو معجزہ دکھا رہا ہے وہ اولیٰ ہے۔ معجزہ اولیٰ نہیں ہے یعنی جو معجزہ دکھا رہا ہے۔ وہ کس کی وجہ سے وہ کس کے ہاتھ ہیں۔ آپ صاحبِ معجزہ کو چھوڑ دیں اور معجزے کی بات کرتے رہیں یہ نہیں ہوگا کیوں اس لیئے کہ صاحبِ

معجزہ رہتا ہے معجزہ نہیں رہتا موسیٰؑ کا ذکر ہے کہیں نہ کہیں موسیٰؑ ہیں لیکن اب عصائے موسیٰؑ اژدہا نہیں بن رہا، اُس میں معجزے کا اثر نہیں ہے۔ موسیٰؑ کی اہمیت رہی اژدھے کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ عصا اژدھا نہیں بن رہا، عیسیٰؑ مٹی کے پرندے بنا کے اُڑا لیتے تھے اب اس معجزے کی کوئی اہمیت نہیں رہی عیسیٰؑ ہیں، صاحبِ معجزہ کی بات کیجیے، اب مٹی کے پرندے نہیں اُڑتے اور نہ کوئی اُڑا سکتا ہے تو جو محافظ ہیں قرآن کے جن کے لیئے قرآن معجزہ بنا۔ ان کی اہمیت زیادہ ہے پہلے اُن کی بات کیجیے پھر قرآن کی بات کریں۔ اسی لیئے حضورؐ نے کہا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں پہلی چیز کتاب چھوڑ رہا ہوں، کہنے والے کی کم عقلی تھی کہ اُس نے کہا کتاب ہی کافی ہے۔ اُس کے لیئے نہ کتاب کافی ہوئی نہ فرمان کافی ہوا نہ صاحب کتاب کافی ہوئے تو کافی کہنا گھبراہٹ ہے بس ہم نے یہ لے لیا آگے کی بات نہ کیجیے اس گھبراہٹ اس پریشانی میں پوری اُمت پریشانی میں مبتلا ہوگئی۔ ذکر کیا تھا انہوں نے قرآن ایک ہی ہے قرآن کوئی دس بارہ نہیں بہتّر نہیں قرآن ایک ہی ہے اور نہ قرآن میں کسی فرقے نے کوئی فرق کیا ہے سوائے اس کے کہ سعودی عرب کا جو قرآن ہے دبئی میں ملتا ہے اگر آپ کے پاس ہے اور اگر آپ کے پاس پاکستان کا چھپا ہوا کوئی قرآن ہے تو دونوں کو لیں اس کو کھولیں سورہ روم آیت نمبر ۵۴ سعودی عرب کے قرآن میں کچھ اور لکھی ہے پاکستان کے قرآن میں کچھ اور لکھی ہے فرق ہے زبر اور پیش کا، پوری آیت میں سعودی عرب کے قرآن میں تمام حروف پر زبر لگے ہیں، پاکستان کے قرآن میں پیش لگے ہیں تمام حرفوں پہ یا تو پاکستان میں یہ آیت غلط چھپ گئی ہے یا سعودی عرب میں کیوں ایسا کیوں ہوا دعویٰ تو یہی تھا کہ قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ہم پہ تو آپ نے جھوٹی بات چھاپ دی پرچے میں کہ اِن کا قرآن علیؑ نے بنایا تھا جو مہدیؑ کے پاس ہے۔ یہی قرآن جو مسلمانوں کے پاس ہے یہ ہم نے انہیں دیا ہے بنا کے پورا کر کے دیا ہے۔ اس پہ کسی خلیفہ وغیرہ کی چھاپ نہیں ہے وہ جھوٹی کہانیاں ہیں یہی قرآن علیؑ نے پورا کر کے دے دیا یہی ہے قرآن پورا کہاں تھا کسی کے پاس قرآن سوا علیؑ کے، پورا قرآن رسولؐ اللہ نے اپنی زندگی میں ترتیب کرا دیا تھا۔ جیسے ہی آیت آئی اپنی نگرانی میں علیؑ سے لکھوایا، سوا علیؑ کے کسی نے آسمانی قرآن نہیں لکھا سوا علیؑ کے سب نے بعد میں لکھا۔ بعد میں تو لاکھوں لوگ کتابت کر رہے ہیں لاہور کے کراچی کے، پہلا قرآن آسمانی قرآن حکم رسولؐ سے علیؑ نے لکھا اور وہی خط چل رہا ہے اور جہاں علیؑ نے زیر و زبر لگا دیئے وہی زیر و زبر لگ رہے ہیں جہاں آیت بنا دی وہاں آیت ہے۔ جہاں سجدہ ہے وہاں سجدہ ہے جس سورہ کا جو نام علیؑ نے رکھ دیا، اب بعد میں آپ کیا کر رہے ہیں کہ اپنی مرضی سے ہر ملک والا قرآن کے ڈیزائن کیوں بدلنا چاہ رہا ہے۔ یہ سوال ہے عالمِ اسلام سے، ہر فرقہ اپنے الگ حاشیے کیوں لکھنا چاہتا ہے اپنی تفسیر کیوں لکھنا چاہتا ہے۔ وہ تفسیر کیوں نہیں لکھتا جو علیؑ نے بتائی ہے۔ جو آلِ محمدؐ کی تفسیر ہے۔ قرآن کے لفظ کو اگر سمجھا سکتے ہیں تو صرف آلِ محمدؐ آیتیں اُترتی تھیں لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتی تھیں کہ اس لفظ کے کیا معنی ہیں۔ اگر علیؑ نے اپنی زندگی میں پورے قرآن کی شرح نہ لکھ دی ہوتی تو آج علمِ تفسیر نہ ہوتا مسلمانوں کے پاس۔ ایسے ہی نہیں محنت کی ہے لینے والوں نے شاگردوں نے ابنِ عباس نے علمِ تفسیر علیؑ سے لیا اور ابنِ عباس سے سارے عربوں نے لیا تو ہم ابنِ عباس سے، کیوں لیں آپ سب لیجئے ابن عباس سے، آپ شاگردوں سے لیتے ہیں ہم اُستاد سے

ڈائریکٹ (Direct) لیں گے۔ بھئی پہلا تو ہوگا نا عبداللہ ابن مسعود ہیں، فلاں ہے فلاں ہے تو علیؑ کے آگے کوئی نہیں ہے نا، علیؑ سے بڑا عالم تو کوئی نہیں ہے نا قرآن کا، جسے پورا قرآن یاد ہے جو روز پورا قرآن ختم کرتا ہے۔ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ کس وقت کون سی آیت کہاں پہ نازل ہو رہی ہے۔ ایک ایک آیت کے بارے میں علیؑ کو معلوم ہے کون سی آیت کہاں اُتری کس وقت اُتری کیا وقت تھا دوپہر تھی شام تھی رات تھی تو اس میں جھگڑنے کی کیا بات ہے اگر مجھے سو چیزیں یاد ہیں اور میرے مقابل کوئی اور آدمی آئے اور وہ کہے کہ میں آپ سے افضل ہوں تو لڑ لیجئے یہ حافظے کی لڑائی ہے تو اگر علیؑ کا حافظہ اللہ نے سب سے عظیم رکھا ہے اور اُنہیں ہی یاد ہے کہ کون سی آیت کہاں کب کیسے کس وقت آئی تو کیا حافظے کا مقابلہ ہو جائے گا ارے یہ تو وراثتاً بھی مسئلہ ہوتا ہے عادتاً بھی یہ ہوتا ہے۔ علیؑ سے زیادہ لکھنے میں بھی کوئی ماہر نہیں، علیؑ سے زیادہ پڑھنے میں کوئی ماہر نہیں ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ آج تک تو کوئی تاریخ نہیں بتا سکی کہ علیؑ کا استاد کون تھا۔ پڑھنا کس سے سیکھا، لکھنا کس سے سیکھا، کہا مسلمانوں نے خود ہی کہ علیؑ تو استاد تھے۔ الگ کر دیا، کیوں اگر ہم یہ کہیں کہ سوا پیغمبرؐ کے علیؑ کا استاد کون تو آپ نے پہلے ہی کہہ دیا کہ پیغمبر اُمّی ہیں نہ لکھنا آتا ہے نہ پڑھنا تو اب علیؑ نے کس سے سیکھا تو کہئے نا کہ معجزہ ہے پیغمبرؐ نے علیؑ کو نہ لکھنا سکھایا نہ پڑھنا لیکن ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ لکھنا پڑھنا اس گھر کا اوڑھنا بچھونا تھا چاہے ابو طالبؑ ہوں محمدؐ ہوں علیؑ ہوں عبدالمطلبؑ ہوں ہاشمؑ ہوں طالبؑ ہوں جعفرؑ ہوں یہ سب لکھے پڑھے پیدا ہوتے ہیں سامنے کی بات ہے ایران کا ایک بچہ آیا سات برس کا اخباروں میں خبریں آگئیں کہا پورا قرآن یاد ہے جہاں سے چاہے سن لیجئے

انٹرویو(Interview) لیا گیا ماں باپ کا کہ بھئی کیا تربیت دی ہے تو ماں باپ نے بتایا کہ چونکہ جب یہ پیٹ میں تھا تو ہم دونوں تلاوت کرتے رہتے تھے تو یہ پیدا ہی ہوا ہے حافظِ قرآن تو جب آج کے دور میں حافظِ قرآن پیدا ہوسکتا ہے تو ابوطالبؑ کے گھر میں کیوں نہیں ہوسکتا تو اگر پوچھ لیا جائے علیؑ سے کہ یہ آیت جو لکھی ہوئی ہے کہ برصغیر کے قرآن میں اور عرب کے قرآن میں فرق کیا ہے تو علیؑ سے پوچھ لیں اگر وہ غلط چھاپ رہے ہیں تو وہ صحیح کرلیں اور اگر یہ غلط چھاپ رہے تو یہ صحیح کرلیں۔ لیکن بہت مزے کی رپورٹ دیکھیے غلطی کون مانتا ہے اور جس دن دونوں میں سے کسی ایک نے غلطی مان لی تو اسی دن اعلان بھی ہونا چاہئے کہ قرآن کافی نہیں ہے قرآن خود یہ نہیں بتا سکتا کہ میری آیت کون سی ہے کون سی غلط ہے دیکھئے ایک بات ہے کہ پیش اور زیر زبر میں جو حروف ہیں لفظ ہیں ان کے معنی بدل جاتے ہیں تو آیت کے معنی ہی بدلے چلے جارہے ہیں دیکھئے کون کون گھر جا کے چیک (check) کرتا ہے اور کہاں تک یہ بات جاتی ہے اسی دن کے لیئے کہ زیر وزبر کہاں غلط ہیں قرآن کو تنہا نہیں چھوڑا تھا محافظِ قرآن سمجھانے والے۔ قرآن کافی ہوتا تو نجران کے عیسائیوں کو سمجھا دیتا۔ آیتیں سن رہے تھے بات سمجھ رہے تھے عالم بنے ہوئے تھے اور قرآن علم کی بات کررہا ہے تم کون سے عالم ہو اور ہم کون سا علم بھیج رہے ہیں قرآن نے یہ نہیں کہا کہ میدان میں عالم آئیں گے کمال تو دیکھئے قرآن نے کہا عالم نہیں آئیں گے علم آئے گا علم سے عالم بنتا ہے تم عالم ضرور ہو گے لیکن تم علم نہیں ہو۔ ہم تمہارے مقابل علم کو بھیجیں گے۔ تو جب عالم اور علم کا مقابلہ ہوگا تو علم اولیٰ رہے گا۔ عالم پست رہے گا۔ وہی معجزہ صاحب معجزہ سمجھ میں آرہی ہے بات علم سے عالم ہے اور قرآن

نے کہا علم آئے گا اور جب علم آ جائے تو جھگڑا نہیں ہوگا یہ بات عیسائی بھی سمجھتے تھے بات صرف اتنی سی تھی کہ فتح مکہ کے بعد سرکارِ دوعالمؐ نے پورے ورلڈ (world) میں پوری دنیا میں جہاں جہاں حکومتیں تھیں قومیں تھیں سب کو ایک ایک خط بھیج دیا۔ جب پورے عرب کے بت خانوں کو توڑ دیا، ایک بھی بت نہ رہا کہیں کوئی بت خانہ نہیں رہ گیا۔ سب مسلمان ہو گئے۔ سب نے کلمہ پڑھ لیا بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا پھر آپ نے دیگر اقوام کو اکٹھا کیا۔ یہودیوں کے لیئے کہا انہیں مدینے سے نکال دو۔ یہ جائیں یہاں سے بلکہ جس جس شہر میں یہ لوگ آباد ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ مل مل کے محلوں میں رہ رہے ہیں سب کو نکال دو۔ سب یہاں سے جائیں۔ عیسائیوں کے لیئے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ بلکہ عیسائی آبادیوں حکومتوں سرداروں کو خط لکھا کہ کلمہ پڑھ لو۔ اگر نہیں پڑھ سکتے تو جزیہ دے دو اور جزیے میں یہ یہ چیزیں دے دو اور ہمارا خط پڑھتے ہی آؤ اور ہمارا اسلام قبول کرو۔ بڑے سرداروں سے کہہ دیا بادشاہوں کو خط لکھا دیا سب جگہ خط پہنچ گئے ان کے یہاں بھی خط پہنچا نجران کے عیسائیوں راہبوں کے پاس اب یہ کہ عیسائی تمام آباد تھے ان کے گرجے بھی بنے ہوئے تھے نہ آپ نے گرجا گھر توڑنے کا حکم دیا جہاں بت خانے توڑے گئے وہاں گرجا محفوظ رکھا گیا اس لیئے کہ اُن کے یہاں بت نہیں رکھے گئے اسلام کو نفرت بتوں سے ہے عبادت گاہوں سے نہیں۔ عیسائی بت پرست نہیں تھے تو اُن کے سارے راہبوں کے گھر جہاں جہاں کوفے میں عراق میں بنے ہوئے تھے ان کے لیئے بعد میں امان نامہ بھی لکھ کے دیا گیا کہ ہمارے اس ملک عرب میں ان عیسائیوں کے عبادت خانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ اُن کے لیئے باقاعدہ امان نامہ لکھا حضور نے مباہلے

کے بعد اور یہ ہے کہ اب ہم پر ایمان لاؤ اس لیئے کہ تمہارے نبی عیسیٰ ہم پر ایمان لا چکے۔ اس لیئے تم اُن کی قوم ہو ہم پر ایمان لاؤ۔ خدا کا کلمہ پڑھو شرک چھوڑ دو، توحید کو قبول کرو۔ حضور کا خط پہنچا ایک کھلبلی مچی۔ مگر کوئی جبر نہیں تھا وہ سختی جو یہودیوں کے ساتھ ہوئی وہ عیسائیوں کے ساتھ حضورؐ نے نہیں کی۔ یہودیوں کے ساتھ سختی اس لیئے کی کہ بہت ہی نقصان دِہ کام کرتے تھے مسلمانوں کے لیئے اور وہ یہ کر رہے تھے کہ تمام مسلمانوں کو ادھار قرضہ دیتے تھے ادھار دیتے تھے اُس کا سود بڑھاتے جاتے تھے تو واپس کرنے میں مسلمانوں کو سود کے چکر میں رقم ان کی پوری ہو جاتی تھی اس طرح مسلمان کمزور ہو گئے تو قرآن میں حکم آ گیا سود کے بارے میں کہ ان کو مار کے بھگاؤ نکالو ورنہ یہ سود کے ذریعے مسلمانوں کو کمزور کر دیں گے تو دونوں چیزیں آپ دیکھ لیجئے کہ عیسائیوں کو قانون دیا عیسائیوں سے لڑے نہیں یہودیوں کو آبادی سے نکال دیا یہ سب جا کے خیبر میں جمع ہو گئے اور وہاں پر اپنے قلعے بنا لیئے اور جتنا مارکیٹ میں تجارت کا سامان تھا سب خرید لیا اور قلعہ خیبر میں بھر لیا اب دوسرا نقصان پہنچایا مسلمانوں کو۔ اس لیئے خیبر کی لڑائی ہوئی اس لیئے مولا علیؑ کو فاتحِ خیبر کہتے ہیں تو اللہ نے حکم دیا کہ ان کو اتنا مارو کہ عرب سے نکال کر باہر کر دو، ورنہ یہ مسلمان قوم کو تباہ کر دیں گے مارا گیا نکالا گیا، سود کا سسٹم ختم کیا گیا، اس کے باوجود سارا قرضہ عالم اسلام یہودیوں ہی سے لے رہا ہے اور مسلمان سود میں پھنسا ہوا بیٹھا ہے۔ یعنی خیبر واپس وہیں ہے قلعہ خیبر بھی ہے یہودی بھی ہے، سود بھی ہے قرضہ بھی ہے، نہیں ہے تو صرف فاتحِ خیبر، ساری چیزیں وہی ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا تھا تم میں کوئی فاتح خیبر بھی ہے یہ پیغام علامہ اقبال کا ہے کہ بھئی اقبال نے دیکھ لیا تھا

کہ مسلمان یہودیوں کے ہاتھوں میں پھنس چکے ہیں ان کا اپنا پیسہ نہیں ہے اپنے ہاتھ میں سب قرضے پہ چل رہا ہے معاملہ سب سود پہ چل رہا ہے اس کے فتوے کبھی نہیں آئے کہ یہودیوں سے پیسہ لینا حرام ہے جو لے وہ کافر ہے یہ حسینؑ کا ماتم کرنے والا کافر کیسے ہو جاتا ہے۔ یہ میری سمجھ میں باتیں نہیں آتیں یعنی جس کو اللہ نے قرآن میں کافر لکھ دیا ہوا اعلان کے ساتھ وہ کافر ہے۔ پیسہ چیز ہی ایسی ہے پیٹ بھرنا ہے روٹی چاہئے پیسہ کہیں سے بھی ملے، یہی تو اسلام نے سمجھایا ہے کہ پیسہ ہر ذریعے سے مل سکتا ہے ملے تو جائز ملے تو وہ ہے مسلم وہ ہے مومن، زندگی گزارنے کے لیئے تو سارے حرام کام کر کے جی سکتے ہیں آپ، اسی ساری احتیاط کا نام ہے اسلام۔ اسی طہارت کا نام ہے اصل اسلام، نجس ہے سود کا پیسہ بچو بچو برکت نہیں ہے تو کہاں ہے برکت رسولؐ اللہ نے پورے سسٹم (System) کو بدلا خیبر کے بعد یہودیوں کے سروں کو توڑ کے انہیں جھکا کے ان کے تجارتی نقطہ نظر پیسے کے سسٹم کو پورا ختم کیا، ختم کر کے جو انہوں نے ذخیرہ اندوزی کی تھی وہ سب لے کے عالمِ اسلام میں تقسیم کر دی تو یہ غریب مسلمان بے چارے قرض دار لوگ ایک مرحب کے سر اُڑنے سے امیر ہو گئے پھر جو امارت شروع ہوئی پھر جو امیری شروع ہوئی تو سب ہی امیر ہو گئے فلاں امیر فلاں امیر جس نے امیر بنایا اس نے امیر بنایا حضرت علیؑ جو کہ جنابِ امیر ہیں وہ نہیں یاد ہیں خیبر کے فاتح حیدرؑ کے قدموں کی جوتی کے تلے سے ایک ایک ذرّے سے ایک ایک امیر بنا ہے جوتے کے تلے کو عمامے کے ساتھ نہیں رکھتے، علیؑ اسلام کا تاج ہیں جو جوتی کا تلا ہے اُسے جوتی کے تلے رہنے دو۔ وہاں نہ لے جاؤ فرق کرو ادب کرو، تہذیب کرو ہر چیز کی تہذیب ہے جوتا سر پہ نہیں رکھا جاتا، کیا کہیں

گے جوتا سر پہ رکھ کے عمامہ پیر میں لپیٹ کے چلے کوئی تو لوگ کیا کہیں گے کہ پاگل ہے عقل مند بنو اسی لیئے تو قرآن کہتا ہے کہ عقل سے کام لو، تو یہ یہودیوں کا سسٹم ہے، عیسائیوں کا سسٹم ہے اور آپ نے آواز دی عیسائیوں کو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو خط پہنچا تو کھلبلی مچی۔ سنجیدہ قوم تھی، سنجیدگی سے خط گیا اُس میں کوئی دھمکی نہیں تھی۔ امن پسند لوگ تھے خط آیا میٹنگ (meeting) بلائی گئی سب آ جاؤ جتنے راہب ہیں، اچھا نجران ہی خط کیوں گیا یہ بھی ہمارے بچے اور جوان سمجھ لیں جیسے آج روم میں اٹلی میں سب سے بڑا پادری رہتا ہے عیسائیوں کا یا برطانیہ نے اپنا مذہب الگ کیا، انگلینڈ کا جو چرچ ہے وہ اٹلی سے الگ ہے تو یہاں سربراہ سینٹ پال (Saint Poul) کا جو گرجا ہے، سینٹ پال کی شریعت پر ملکہ برطانیہ چلتی ہے تو دونوں فرقے الگ ہو گئے اٹلی کے انگلینڈ کے تو اب دو حصے ہو گئے ورنہ پہلے ایک مرکز تھا عیسائیوں کا اور جو سب سے بڑا مرکز تھا جہاں سب جمع ہوتے تھے جیسے مسلمان کعبے میں جمع ہوتے ہیں تو وہ ان کا مرکز جو تھا نجران میں تھا۔ یعنی یمن میں اور سب سے زیادہ عیسائی پورے ورلڈ میں اُس وقت یہاں آباد تھے اور سب کو یہاں آنا پڑتا تھا، سال میں تو جو سب سے بڑا پادری تھا جیسے اٹلی میں اس وقت پوپ (Pope) ہے تو اُس وقت کا جو بڑا پادری تھا وہ نجران میں رہتا تھا اور اُس کی عمر تقریباً اٹھانوے کے قریب تھی اور اس کے اسسٹنٹ (Assistant) پانچ اور تھے اور وہ بھی اَسّی برس سے کم کے نہیں تھے اور اُن کے مختلف نام لکھے ہیں ایک کا نام عاقب تھا، ایک کا نام سیّد تھا، اس طرح مختلف نام تھے شمعون ایک کا نام تھا یہ سب تھے یہ سب سے بزرگ تھا بڑا تھا سب نے پہلے خط پڑھا حضورؐ کا اور سب سے بڑے عالم کے سامنے پہنچا۔ اس نے پورا خط

پڑھ کے یہ کہا کہ اس وقت تو برخواست کرو محفل اور یہ باتیں عوام کے سامنے کرنے کی نہیں ہیں۔ رات کو سب تہہ خانے میں گرجا کے تہہ خانے میں سارے بڑے بڑے راہب آ جائیں وہاں بات ہوگی تو دوسرے راہبوں نے بڑے راہب سے پوچھا کہ کیوں تہہ خانے میں کیوں بات ہوگی کہا ہم وہاں تمہیں چشم دید ثبوت کے ساتھ کچھ بتانا چاہتے ہیں کیوں کہ بڑی انجیل جو ہماری اصل انجیل ہے وہ تہہ خانے میں رکھی ہے ہم اس کی تلاورت کے بعد تم سے بات کرنا چاہتے ہیں تو سب بگڑ گئے اور کہا وہ انجیل نہیں کھولی جائے گی ہم وہ انجیل نہیں کھولنے دیں گے بڑے پادری نے کہا جب تک وہ انجیل نہیں کھلے گی مسئلہ حل نہیں ہوگا بہر حال بڑی مشکل سے اُن کے آپس کے معاملے تھے معاملہ طے ہوا۔ رات میں بڑی بڑی مومی شمعیں جلائی گئیں روشنی ہوئی اور انجیل کو نکالنے کی پوری رسم ہوئی انجیل ٹیبل پہ رکھی گئی بیچ میں بڑا عالم بیٹھا، بڑا راہب بیٹھا سارے راہب سامنے بیٹھے اور خط پڑھنے کے بعد اُس نے کہا کہ دیکھو یہ جس کا نام لکھا ہے اس خط کے آخر میں اس نبیؐ کا نام میں نے اس انجیل میں پڑھا ہے اس لیئے تم کو اس نبیؐ کو نبی ماننا پڑے گا اور ہم تمہیں پہچان بتاتے ہیں اور اس نے یہ کہہ کے انجیل کو کھولا اور اس نے حال پڑھنا شروع کیا کہ ایک نبی آئے گا اس کا نام احمدؐ ہوگا اس کی بیٹی کا نام بتولؑ ہوگا اور اس کے نواسوں کا نام شبرؑ و شبیرؑ ہوگا اس کے داماد کا نام ایلیاؑ ہوگا یہ یہ اس میں صفات ہوں گی۔ ایک وقت آئے گا کہ عیسائی اس کے مقابل آئیں گے اور مباہلہ ہوگا یعنی مباہلے کا حال انجیل میں پہلے سے موجود تھا ورنہ جب قرآن نے کہا مباہلہ ہوگا تو عیسائی کہتے کہ ہم کیا جانیں مباہلہ کیا ہے یعنی قرآن جو کہہ رہا ہے وہ انجیل میں پہلے سے لکھا ہے۔ اب عیسائی انکار نہیں کرسکتا اب اُسے مباہلہ

کرنا پڑے گا تو اس لیئے مباہلے کے معنی جانتا ہے آپ ذرا قرآن کی فکر تو دیکھئے علم کی گفتگو تو دیکھیے قرآن کی، اُس نے پڑھ کے سنایا اور اس کے بعد کافی ناراض ہوئے راہب کو یہ نہیں پڑھنا چاہئے تھا یہ نہیں بتانا چاہئے تھا اس سے ہمارے مذہب کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے یہی تو مسئلہ ہے کہ کتابیں تو سب کی تہہ خانوں میں رکھی ہیں۔ کہیں کتب خانوں میں رکھی ہیں جاؤ پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانوں میں لگی ہیں کھول کھول کے دیکھو تو اس لیئے نہیں دیکھتے کہ مذہب میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ کتابیں تو سب ہیں کتابوں کی کمی نہیں ہے پڑھو تو اللہ کافی ہے سب کے نمبر یاد کرو سیریل (serial) یاد کرو، کہا لیکن سنو یہ تجربہ کار راہب ہے، ساری کتابیں پڑھنے کے بعد یہ تم سے کہہ رہا ہے کہ تم مباہلے کی منزل پر یاد رکھنا اگر نبیؐ اپنی اُمت کے کچھ افراد کو یعنی اصحاب کو لے کر آئے تو مباہلہ کر لینا۔ لیکن اگر اپنی اولاد کو لے کر آئے تو مباہلہ نہ کرنا ورنہ پوری قوم تباہ ہو جائے گی راہبوں نے تفصیلی گفتگو کی بڑے راہب سے کہ کیوں کہا اس لیئے کہ مباہلے کا ایک اصول ہے مباہلے میں وہ جیتتا ہے جو سچا ہوتا ہے اور اللہ کی لعنت جھوٹے پہ قرار پاتی ہے کہ آسمان سے اس پر بجلی گرتی ہے آگ برستی ہے جو جھوٹا ہوتا ہے اللہ کی بارگاہ میں جو اپنے عقیدے میں جھوٹ بولے اس پہ آسمان سے بجلی گرتی ہے۔ اس پہ تباہی آتی ہے اور جو عقیدے میں سچا ہو اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا تو یاد رکھو کہ جتنے نبی گزرے انکے جتنے حواری گزرے سب نے اپنے اپنے نبی کو دھوکہ دیا، حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے حضرت موسیٰؑ کو دھوکہ دیا، جایئے جایئے آپ ہی لڑیئے آپ لڑیں آپ کا اللہ لڑے ہم تو گھر میں بیٹھے ہیں یہی بات بدر میں ہوئی لیکن مقدادؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم یہودی نہیں ہیں موسیٰؑ کی

قوم نہیں ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ لڑیں آپ کا اللہ لڑے، ہم آپ کے ساتھ چلیں گے پہلے ہم جان دیں گے تو رسولؐ اللہ کے چہرے پر ذرا سی سرخی آئی کچھ لوگ ہیں حضرت عیسیٰؑ کے حواری ایک نے عیسیٰؑ پہ چوری کا الزام لگایا، حواریوں نے ہی جیل تک پہنچایا قید خانے تک پہنچایا اور عصمتِ عیسیٰؑ پہ بھی الزام لگایا، کہا سنو ان میں جھوٹے ہوتے ہیں اور جہاں سچ میں جھوٹ مل جائے تو پھر مباہلہ وہ جیت نہیں سکتا لیکن ہر پیغمبرؐ کے گھر والے سچے ہوتے ہیں اُن میں جھوٹ کا میل نہیں ہوتا موسیٰؑ کا گھر ہو یا عیسیٰؑ کا یا محمدؐ کا گھر تو جب وہ گھر والوں کو لائے گا وہ سچ ہی سچ ہے تو پھر تم سامنے نہ رہنا پھر ہٹ جانا، سن کے سمجھ کے آئے تھے پھر بھی ضد پہ اڑے ہوئے تھے اور اُس ضد کو اللہ نے یوں توڑا جب آئے تو بڑی شان سے آئے یمنی چادریں مشہور تھیں یمنی لباس مشہور تھا بہت ہی قیمتی دیبا کا لباس ہوتا تھا وہ پہن پہن کے آئے اپنی امارت دکھائی پانچوں اُنگلیوں میں انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھے جواہرات کے نگینے جڑے تھے سج کے آئے تھے راہب سجاوٹ کے ساتھ آئے تھے اور آ کے راہبوں نے سلام کیا، پیغمبر نے منہ موڑ لیا دوسری طرف آئے پیغمبرؐ نے دوسری طرف منہ موڑ لیا، پیچھے آئے پیغمبر آگے دیکھنے لگے، راہب غصہ ہو کے مسجد سے باہر آئے اور ایک ایک مسلمان سے کہا کیسا ہے تمہارا نبیؐ اس نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ لیکن بات جب علیؑ کے پاس پہنچی کہا بہت راہب بنتے ہو بہت عالم بنتے ہو، یہ عالم کی شان ہے تم تو بہت سنجیدہ مذہب کے معلم ہو اور یہ انگوٹھیاں اور یہ سجاوٹیں اس لیئے پیغمبرؐ نے تمہارے سلام کا جواب نہیں دیا کہ تم بادشاہت کی شان دکھانے آئے ہو اور ہمارے نبیؐ کی شان میں دنیا کی کوئی بادشاہت نہیں سماتی اس لیئے کہ یہ دین و دنیا کے خود بادشاہ ہیں ان

کے ساتھ کوئی ظاہری شان نہیں دکھا سکتا۔ ان کے سامنے کوئی شان نہیں دکھا سکتا۔ یہ انگوٹھیاں اُتارو، یہ لباس بدلو، اب جو سارے لباس اور انگوٹھیاں اُتار کے جو شان ہے ایک مذہبی رہنما کی رسولؐ کے سامنے گئے تو پیغمبرؐ اُٹھ کے کھڑے ہو گئے اور فرش بچھا دیا اور پھر گفتگو شروع ہوئی وہ گفتگو کل بیان ہو چکی انہوں نے کہا عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، آپ نے اُس کا جواب دیا گفتگو بڑھتی چلی گئی مناظرہ ہو گیا بات ہے یہی مباہلے میں اگر نہیں مان رہے ہیں تو پھر ان سے کہئے کہ آؤ مباہلے کے میدان میں اور اب علم آئے گا اور علم آئے تو پھر جھگڑا نہیں ہوگا، ان سے کہئے کہ علم کیسے آئے گا تم اپنے بچوں، بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں، تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لائیں، تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لائیں تو عیسائی یہ پوچھ سکتے تھے نا اَبْنَآءَنَا میں بیٹا آتا ہے آپ کسے لائیں گے، عورت میں آپ کسے لائیں گے، بہن کو بیوی کو بیٹی کو ماں کو کچھ بھی نہیں پوچھا انہوں نے اور یہ تو پوچھ سکتے تھے کہ نفس کیا چیز ہے کہ نفس میں ہم کس کو لائیں گے، پتہ چلا کہ عیسائیوں کو اَبْنَآءَنَا کے معنی بھی معلوم تھے نِسَآءَنَا کے بھی معنی معلوم تھے اور اَنْفُسَنَا کے معنی بھی معلوم تھے بھئی جاہل لوگ نہیں آئے تھے تین ہی چیزیں تو بتائی گئیں لاؤ اور تین چیزوں کی وہ بات کر رہے تھے کیا کیا تین چیزیں تھیں ایک بیٹے کی بات تھی عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے ایک نساء کی بات تھی مریم ایک تھی، نفس کی بات وہ تھا جبریلؑ اور تینوں کو ملا کر خدا بناتے تھے کہتے تھے جبریلؑ، عیسیٰؑ اور مریمؑ کے بیچ میں ہی خدا ہے یہ تھا عقیدہ تو تین چیزوں کو للکارا گیا نفس کو لاؤ نساء کو لاؤ، اب بیٹا تمہارے پاس ایک ہے وہ ہے عیسیٰؑ، عورت تمہارے پاس ایک ہے وہ ہے مریمؑ، نفس تمہارے پاس ایک ہے وہ ہے جبریلؑ،

تینوں کو بلا سکتے ہو تو بلاؤ نہیں سمجھ رہے آپ، بیٹا ایک ہے مگر بغیر باپ کا عورت ایک ہے مگر بیٹی ماں ہے بیوی نہیں مسئلہ ناقص جبریلؑ نفس ہے تو کس کا نفس ہے تو زیادہ سے زیادہ عقیدہ ہی لا سکتے ہو تو کچھ سمجھے کہ عیسائی کیا لائے کوئی دکھا دے کتابوں میں کہ عیسائی بھی اپنے بیٹوں کو بیٹیوں کو اپنے نفسوں کو لائے وہ عقیدہ لیئے بیٹھے تھے، وہ شادیاں کہاں کرتے تھے ان کے بچے کہاں تھے راہبوں کے لیکن ماضی کو جانتے تھے انہیں یقین یہ تھا کہ ہم عیسیٰ جیسا بیٹا لے کے جا رہے ہیں، مریمؑ جیسی بیٹی لے جا رہے ہیں اور جبریلؑ جیسا مددگار لے جا رہے ہیں، لے کے بیٹھ گئے یقین تھا مریمؑ پر عیسیٰؑ پہ جبریلؑ پر ادھر سے رسولؐ چلے بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ عورتوں میں فاطمہؑ نفس میں علیؑ اور جا کے بیٹھ گئے اور کہا دیکھو کون ہٹے گا ایک بار عیسیٰؑ نے دیکھا کہا بیٹے تو یہ ہیں عیسیٰؑ ہٹے مریمؑ نے کہا بیٹی تو یہ ہے مریمؑ ہٹیں جبریلؑ نے کہا یہ نفس بھی ہے میرا استاد بھی ہے جبریلؑ ہٹے جملہ سنیں گے جب پنجتنِؑ پاک کے سامنے عیسیٰؑ نہ ٹھہر سکے مریمؑ نہ ٹھہر سکیں جبریلؑ نہ ٹھہر سکے عرب کے بدو کیا ٹھہریں گے۔

وقت ہے کہ سمٹتا جا رہا ہے اور مباہلہ ہے کہ بڑھتا جا رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کل کی تقریر میں بھی ہمیں مباہلہ پڑھنا پڑے گا۔ اس لیئے کہ ابھی تک موضوع کامل نہیں ہوا کل کہاں رکے تھے؟ سواریاں نکل رہی تھیں، صاحبِ مباہلہ گھر سے برآمد ہوئے ہم ابھی میدانِ مباہلہ میں پہنچے کہاں تھے ابھی تو ہم نے پس منظر سمجھایا ہے عقائد کیا تھے گفتگو کیا تھی اب وہ منزل کون جائے جہاں نام نہ ہو نام ہونے کے تو اللہ نے نہیں کہا کہ کون کون جائے گا اور یہ اللہ کی شان ہے بھئی سیدھی سیدھی بات رات کو وحی آ رہی ہے تو رات بھر سب کو کیوں جگائے اگر شام

کو ہی جبریلؑ آ کر کہہ دیتے کہ یہ یہ لوگ جائیں تو سب کیوں جاگتے آرام سے سوجاتے کہ ارے بھئی ہمارا کیا کام ہے جسے جانا ہے وہ جائے گا، کسی جگہ نام آئے تو یا حدیث میں نام آئے مگر پیغمبر کو یہ حکم نہیں ہے کہ نام لیجئے اعلان کیجئے اور صفات بتادیجئے یہ عجیب بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ کوئی منصب کوئی عہدہ دیا جاتا ہے تو اخبار میں آجاتا ہے فلانے صاحب حاضر ہوں فلانے صاحب غائب یہ تو نہیں ہوتا کہ ہم بتائیں گے کہ کسے کمانڈر (Commander) بنایا جائے۔ ہم بتائیں گے کسے وزیراعظم بنایا جائے جو الیکشن جیت گیا وہ آگیا بس یا مقرر کیا امریکہ نے تو پھر ورلڈ بینک نے کہہ دیا اس کو بنادیجئے۔ بنادیا پھر بھی نام کا تو اعلان ہوتا ہے نا نام تو نہیں چھپایا جاتا۔ یہ بھی نہیں ہوتا یہ تو اسلام کی شان ہے۔ کل علم دیں گے کس کو دیں گے، نام لینے میں کیا ہے۔ بھئی کمال ہے یہ معجزہ ہے نہیں سمجھے آپ کل علم دیں گے حدیث آج بھی اسی طرح لکھی ہے چودہ سو برس گزر گئے بیچ کی جگہ خالی ہے جگہ بھرنی ہے نام ڈالنا ہے جگہ اب تک خالی ہے حالانکہ بھر چکی، نام پھر بھی حدیث میں نہیں ڈالا گیا اب تک، یہ ہے معجزہ قولِ رسولؐ کا، اب نام بڑھا لو، ہٹا کے دوسرے کا نام ڈال دو، یہ نہیں ہوسکتا، کہہ دیجئے یہ یہ لکھا ہوا تھا نام جب لکھا ہوا نہیں تو ہم نے نام ڈال دیئے کل علم دیں گے کرّار کو غیر فرار کو اور فلاں صاحب کو یہ کرّار تھے یہ غیر فرار تھے ان صاحب کو علم ملا حدیث ویسے ہی لکھی ہے دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے نام نہیں ہے اُس حدیث میں علیؑ کا، حدیث رہے گی علیؑ کی، یہ کیسی بات ہے آیت قرآن میں ہے بیٹوں کو لاؤ، عورتوں کو لاؤ، نفسوں کو لاؤ، نام نہیں لکھا اللہ نے نام نہیں بتایا کون جائے کون نہ جائے آیت اب بھی لکھی ہے بیٹوں کے آگے بریکٹ (Bracket) میں لکھ دو

فلانے بیٹے کا نام اور نساء کے آگے لکھ دو کسی خاتون کا نام، نفس کے آگے جو سمجھ میں آئے لکھ دو، اس لیئے کہ نفس کے معنی کسی کو معلوم ہی نہیں ہیں اتنے خطرناک معنی ہیں نفس کے ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط'' ہر نفس کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے، تو نفس کون بنے گا ذرا سمجھ لیجئے پھر اُس کے بعد واہ واہ کر لیجئے گا اگلا جملہ تو سن لیجئے پھر واہ واہ کر لیجئے گا، مزے دار واہ واہ کریئے گا بیٹا بننے کو سب تیار ہیں بیٹی بننے کو سب تیار ہیں نفس بننے کو کوئی تیار نہیں اس لیئے کہ مزہ موت کا چکھنا ہے۔ نفس بنو تو جانیں تو اگر اللہ نبیؐ کا نفس کسی کو بنائے گا تو پھر اس طرح اعلان ہوگا کہ ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا تو پھر انسان مرے گا یعنی انسان بن نہیں سکتا جب تک نفس نہ مرے، پہلے نفس موت کا مزہ چکھے پھر انسان مر جائے یہ ہے فارمولا قرآن کا، علیؑ پیغمبرؐ کا نفس جب تک علیؑ موت کا مزہ نہ چکھے پیغمبرؐ مر نہیں سکتے اور نفس کو منتقل ہوتے رہنا ہے اور علیؑ کے بعد حسنؑ اور حسینؑ نفس پھر زین العابدینؑ نفس، پھر امام باقرؑ نفس، جعفر صادقؑ نفس، پھر موسیٰ کاظمؑ نفس، پھر امام رضاؑ نفس، محمد تقیؑ نفس، محمد نقیؑ نفس، پھر حسن عسکریؑ نفس، پھر زندہ ہے نفس، نفس مرے تو محمدؐ کو موت آئے۔ ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط'' جب تک نفس زندہ ہے موت نہیں آسکتی، اب آپ کو نفس سے دشمنی ہوگئی تو آپ نفس کو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں جسمِ محمدؐ سے محبت ہے نفس سے بے زاری ہے مہدیؑ، یہ مہدیؑ وہ تو نفس محمدؐ ہے، تمہیں دشمنی ہوگئی یہ تو نفسانی دشمنی ہوئی نفس زندہ، نفس زندہ تو نبیؐ بھی زندہ اور اللہ نے نفس بنایا علیؑ کو نفس زندہ کے معنی کن نفس کے معنی روح، نفس کے معنی سانس، نفس کے معنی عمارت جسم، گویا علیؑ نبوت کا نفس نبوت کی بناء۔ نبوت کی عمارت نبوت کا خزانہ نبوت کا لہو، نبوت کا گوشت، نبوت کی جان و روح ہے علیؑ یہ زندہ تو

نبوت زندہ نفس ہے علیؑ پیغمبر کا نفس بہت سے نفس ایک نفس، نفسوں کو لایئے خالی ایک نساء عورتوں کو لایئے قیامت تک گنجائش ہے اب تک لا سکتے ہو تو لاؤ، دعوے کی آیت تب آتی ہے فاطمہؑ جیسی ہو تو لانا اور فاطمہؑ واحد اور کوئی دوسری عورت ہم پلّہ فاطمہؑ نہیں ہو سکتی اسی لیئے نسائنا میں کوئی دوسری عورت قیامت تک شامل نہیں ہو سکتی غلط فہمی نہ ہو جائے مباہلہ دیکھ کر عقیدے کہیں فاسق نہ ہو جائیں اس لیئے پہلے حدیث کساء پوچھتے نہ پھر نا بچوں میں حسنؑ اور حسینؑ کیوں جا رہے ہیں اور عورتوں میں فاطمہؑ کیوں جا رہی ہیں اس لیئے انہوں نے گھر میں یہ محفل سجائی کہ بات پہلے یہاں ہو جائے اور جس کی حسرتیں ہیں وہ نکال لے۔ نہیں سمجھے رات بھر سب جاگے تھے اَبْنَآءَ نَا میں کون جائے نِسَآئَنَا میں کون جائے اَنْفُسَنَا میں کون جائے ارے کسی نہ کسی طرح گھس مل کے چلے ہی جائیں گے آیت میں تو شامل ہو جائیں۔ اس وفد میں تو شامل ہو جائیں اس فتح کا سہرا تو لکھ جائے ہمارے سر لیکن محفل سجائی ہے اللہ نے تو محفل سجے گی اس بی بی کے گھر جس گھر سے زیادہ پاکیزہ روئے زمین پر کوئی گھر نہیں، بھئی میری باتوں پہ گھبرایئے گا نہیں آپ کہیں گے کعبہ سے پاک کون سا گھر ہے کچھ دیر کے لیئے ہی سہی پانچ سات صدیوں کے لیئے سہی ابراہیمؑ کے بعد چار ہزار سال تک کم از کم کعبے میں بت رکھے تو رہے، یہ واحد گھر ہے زہراؑ کا گھر جہاں رِجس دُور سے جھلک نہیں دِکھا سکتا، روئے زمین کا سب سے پاکیزہ گھر جہاں پیغمبر جائیں احتیاط سے، زہراؑ کا گھر ہے مسجد میں، مسجد سے پاک کون سی جگہ ہے، مسجد کے صحن میں گھر ہے پھر گھر کا صحن ہے جس میں جبریلؑ آتے ہیں پھر اُس صحن کا حجرہ بھی اُس حجرے کے اندر حدیث کساء اور آیۂ تطہیر کا نزول ہے، یعنی چادر چادر کا خیمہ، احتیاط پر

احتیاط، عصمت کی سرحدیں کتنی احتیاط سے کھینچی ہیں تب تطہیر کی آیت اُتاری ایک خیمہ بنایا عصمت سرا اُس چادر میں نبیؐ ہیں، بیٹے بھی آئیں، بیٹی بھی آئے نفس بھی آئے، اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں دیکھ رہی ہوں میں بیٹھی کہ ایک گیا دوسرا گیا پھر علیؑ گئے پھر فاطمہؑ میں دیکھ رہی ہوں اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں میں دیکھ رہی ہوں اپنے حجرے سے میں دیکھ رہی ہوں یہ کیا ہو رہا ہے کہ صدا آ رہی ہے ملک آ رہا ہے وحی سنا رہا ہے زہراؑ آسمان کا حال سنا رہی ہیں کہ رب نے عرشِ معلیٰ کے بسنے والوں کو بلا کر یہ کہا کہ نہیں پیدا کیا میں نے یہ آسمان و زمین، آفتاب و مہتاب ستارے پھول اور کلیاں یہ نہریں یہ چلتی کشتیاں لیکن ان پانچ کے لیئے، کہہ رہا تھا اللہ، سن رہی تھیں فاطمہؑ میں دیکھ رہی تھی یہاں اُم سلمیٰؑ دیکھ رہی تھیں اور جب سب چادر میں آ چکے تو اُمِ سلمیٰؑ خود کہتی ہیں میں نے چادر کا کونا پکڑا اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ کیا میں بھی اس چادر میں آ سکتی ہوں، اُمِ سلمیٰؑ کیوں چھیڑا دبے مسئلوں کو یہ پوچھنے کی ضرورت کیا ہے کہا اسی لیئے تو پوچھ رہی ہوں تا کہ کچھ لوگ بعد میں چادر میں اپنا نام نہ لکھوا دیں۔ آ جاؤں میں بھی اس چادر میں آ جاؤں اگر راہب کے راز کی باتیں یاد ہیں تو پھر ساری باتیں سمجھ میں آئیں گی رسولؐ اللہ کی احتیاط تو دیکھیئے کہ پتہ ہے رات بھر کیا باتیں ہوئیں ہیں مقابلہ ہے سچ اور جھوٹ کا میں ضمانت لے سکتا ہوں کہ میری بیٹی نے کبھی جھوٹ نہیں بولا میرے نفس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اگر نفس جھوٹ بولے تو گویا معاذ اللہ میں جھوٹا میرے بیٹوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو مجھے ضمانت ان کی ہے کہ اُمِ سلمیٰؑ تم پہلے کسی اور کی بیوی تھیں بیوہ ہوئیں پھر پینتیس سال کی عمر میں میرے گھر آئیں اس لیئے اے اُمِ سلمیٰؑ تم خیر پہ تو ہو لیکن چادر میں نہیں آ سکتیں۔ یعنی یہی ایوارڈ (award) اتنا

بڑا ہے اُم سلمیٰؓ کیلئے کہ تم میرے بعد شر نہیں کرو گی۔ یہ انعام دے دیا اتنا بڑا ایوارڈ ہے اُم سلمیٰؓ کا واہ واہ کیا ایوارڈ ملا اُمِ سلمیٰ تم خیر پہ ہو۔ کہتی ہیں میں وضو کر کے آئی ہوں سامنے سب ہیں اور پیغمبر کھانا کھا کر ہاتھ دھو کے اور ایک بار ہاتھ دھو کے انہوں نے مجھے جو دیکھا اور اُن کو بھی دیکھا، گھر کی بات ہے یہ باہر کی بات نہیں ہے جب اُم سلمیٰؓ بیان کریں تو سمجھ جائیں کہ گھر کی بات ہے باہر کی نہیں ہے نہیں سمجھے ابھی باہر والا گھر کی نہیں بتا سکتا اور اگر کوئی باہر والا بتا سکتا ہے تو وہ کون علیؑ جو گھر میں آئے ہر ایک گھر میں کیسے آ سکتا ہے اجی آپ تو بہت ہی سناتے میں سن رہے ہیں ایک جملہ سن لیں ہر ایک سسرالی بغیر اجازت گھر میں نہیں آ سکتا۔ آپ کا بھائی گھر میں آئے آپ کا بیٹا گھر میں آئے، آپ کی بہن گھر میں آئے آپ کے ابا گھر میں آئیں آپ کی بھاوج بھی ہے آپ کے بڑے بھائی بھی ہیں، سالے صاحب آئے بھئی آپ سے ہیں نا بے تکلّف۔ ساڑھو آئیں اب بغیر اجازت نہیں آ سکتے۔ تو اذن سے ہی سمجھ لو میرے بھائی کہ مرتبہ کس کا زیادہ ہے۔ بھنا ہوا تیتر کسی نے تحفے میں بھیجا، اسے کہتے ہیں حدیثِ طیر اے پروردگار میں اکیلے کیا کھاؤں اس کو بھیج دے جو کائنات میں تجھے سب سے پیارا ہے، اب اُمِ سلمیٰؓ کے گھر میں ہے یہ دعوت، بیٹھی ہیں کہتی ہیں کہ ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ دروازے پر علیؑ نے آواز دی یا رسولؐ اللہ میں آ گیا ہوں کہا اُمِ سلمیٰؓ جلدی دروازہ کھولو اللہ نے اس کو بھیج دیا جسے میں اپنے ساتھ شریک کرنا چاہتا تھا، وہ آ گیا وہ علیؑ آ گیا وہ آ سکتا ہے، یہی تو چکر تھا جناب دشمنی کا جو پیچ پڑا وہ یہاں سے پڑا جناب کہ جب نماز پڑھ کے رسولؐ اللہ بیٹھے سب باتیں کرنے لگے کہا سب جاؤ! علی تم کو نہیں جانا رات کے ساڑھے دس بجے گیارہ بجے، بارہ بجے پھر ایک بجا

، دو بجے دونوں بھائیوں کی باتیں ہی نہ ختم ہوئیں اور وہاں سب بڑبڑا رہے ہیں۔ جاتے ہی نہیں پیچھا نہیں چھوڑتے اور یہ نہیں وہ نہیں یہاں پہ آریاں چلنے لگی اب جو چلیں تو میدان تک آریاں آ گئیں۔ یہ ہے مسئلہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں جو بہت بڑے مسئلے بن گئے۔ شکایت کی یا رسولؐ اللہ یہ وقت ہمارا لے لیا رسولؐ اللہ نے کہا ہم نے نہ علیؑ کو روکا نہ علیؑ خود سے رُکے اللہ نے چاہا کہ علیؑ رُکیں اور میں علیؑ سے بات کروں میں اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا، یہ ہیں مسائل، علیؑ ادھر کی بھی بتائیں اور اُدھر کی بھی بتائیں اور اس میں اُمِ سلمیٰؑ کا لقب یہ ہے کہ رازِ نبوت جانتی ہیں تمام بیبیوں میں یہ لقب صرف اُمِ سلمیٰؑ کا ہے جو رسالت اور نبوت کے راز سے واقف ہیں رازِ نبوت جانتی تھیں، جبھی چادر اُٹھائی پیغمبرؐ نے کہا تم خیر پہ ہو آپ سمجھ رہے ہیں میں اِدھر اُدھر ہٹ رہا ہوں شرح ہو رہی ہے اس جملے کی کہ اُمِ سلمیٰؑ کیوں اُٹھائیں چادر کا کونا ابھی تو چادر کا کونا اُٹھا ہے سب باہر کہاں آئے ہیں، مباہلہ تو کل ہوگا آپ سمجھ رہے ہیں آج ہی پورا ہو جائے گا ابھی تو شروع ہوا ہے۔ ابھی تو بات شروع ہوئی ہے مباہلہ شروع نہیں ہوا ہے۔ اب آج تو تقریر مکمل نہیں ہو سکتی کل سنیے گا انشاءاللہ! چادر کا کونا اُمِ سلمیٰؑ نے اُٹھایا میں آ سکتی ہوں کہا نہیں تم خیر پہ ہو لیکن اس چادر میں نہیں آ سکتیں۔ لیکن رازِ نبوت جانتی ہیں چونکہ راز جانتی ہیں اس لیئے ہاتھ چادر تک آ گیا ورنہ جو اس راز کو نہ جانے وہ دُور چادر سے بہت دُور، دُور سے دیکھو چادر نہیں چھو سکتے۔ کیا ہیں اُمِ سلمیٰؑ راز نبوت کی جاننے والی اُمِ سلمیٰؑ کے بیٹے کا نام ہے علیؑ سب سے بڑے بیٹے کا نام ہے علیؑ جوان کے پہلے شوہر عبداللہ کے بیٹے ہیں، بیوہ تھیں۔ عقدِ رسولؐ میں آئیں جب رسولؐ اللہ کی وفات ہوئی تو اُمِ سلمیٰؑ نے کہا بیٹے سے کہ آج

مدینے میں خلافت سقیفہ کا ہنگامہ ہے خلفشار کا دن ہے تم مسجد نبویؐ میں جاؤ جو گزرے وہ آ کر بتانا دیکھتے رہنا مجمعے میں شامل رہنا منبر کے قریب رہنا، بیٹا گیا دھما چوکڑی کے بعد سبھی واپس آئے اُم سلمیٰؓ کا بیٹا بھی واپس آیا۔ کیا ہوا بیٹا بیعت ہوئی لوگ آئے اجتماع ہوا تم سے مخاطب ہوا کوئی کہا میری طرف تو دیکھا نہیں، ساڑھے تین برس گزر گئے پھر اودھم ہوا، خلافت کا دوسرا ہنگامہ برپا ہوا، آیئے آیئے مسجد میں آیئے اُم سلمیٰؓ نے کہا بیٹا جاؤ جو وہاں ہو بتانا، بیٹا گیا واپس آیا کہا یہ ہوا یہ ہوا، کہا کوئی تم سے مخاطب ہوا تمہاری طرف دیکھا، بیٹے نے کہا نہیں میری طرف نہیں دیکھا، پھر دس برس گزر گئے، اب خلافت کا تیسرا ہنگامہ ہوا، اُم سلمیٰؓ نے بیٹے کو بھیجا کہ جو گزرے بتانا، بیٹا واپس آیا، پھر تیرہ برس گزر گئے پچیس کی تعداد پوری ہوئی اور مسجد میں شور ہوا کہ آج علیؑ کی بیعت ہے مدینہ ٹوٹ پڑا مسجد میں جمع ہو گیا، تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، اُم سلمیٰؓ نے بیٹے سے کہا جاؤ تم جو کچھ ہو بتانا، بیٹا گیا منبر کے پاس بیٹھ گیا اور واپس آ گیا اُم سلمیٰؓ نے کہا کیا ہوا، کہا جیسا آپ نے کہا تھا۔ نہیں سمجھے آپ رازِ نبوت کو جاننے کے لیئے پچیس برس بھی لگ جاتے ہیں، رازِ نبوت اتنا آسان نہیں ہے۔ ہر ایک کی سمجھ میں آ جائے راز کی شرح کرنے کے لیئے برسوں لگتے ہیں کچھ اگر راز اب کھل رہے ہیں چودہ سو برس کے بعد تو اس میں پریشانی کیا ہے۔ راز کھلنے کے لیئے برسوں لگتے ہیں علم علم ہے جب سمجھ میں آئے جب شرح ہو جائے اُم سلمیٰ نے بیٹے سے پوچھا کیا ہوا لوگ آتے رہے علیؑ کی بیعت ہوتی رہی مجمع بہت تھا کہا پھر تم نے کیا کیا، کہا میں بھی آگے بڑھا بیعت کے لیئے جیسے ہی میں نے اپنے ہاتھ کو علیؑ کے ہاتھ کی طرف بیعت کے لیئے بڑھایا علیؑ نے میری طرف دیکھا نہیں صرف میرے ہاتھ کو دیکھ

کر کہا جانا نہیں علیؑ کو تم سے کچھ بات کرنی ہے، رُک جاؤ میں جلدی سے منبر کے کنارے ہو گیا جب بیعت ہو چکی تو علیؑ میری طرف مخاطب ہوئے اور کہا چلو مجھے تمہاری ماں اُم سلمیٰؑ سے ملنا ہے کہا پھر کیا ہوا کہا میں آگے چلا علیؑ پیچھے چلے کہا پھر کیا ہوا کہا میں گھر میں آ گیا علیؑ دروازے پر ہیں ابھی یہ کہا تھا کہ علیؑ دروازے پر ہیں کہ اتنے میں دروازے سے آواز آئی اُمِ سلمیٰؑ لاؤ وہ تختی لاؤ جو رسولؐ اللہ تمہیں دے گئے تھے اُمِ سلمیٰؑ کہتی ہیں میں نے صندوق کھولا اس میں سے میں نے تختی نکالی اور علیؑ کے حوالے کی، نہیں سمجھے اُمِ سلمیٰؑ نے بتایا ہے کہ نبیؐ نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ اُم سلمیٰؑ میرے بعد بیعت جب ہو چکے اور جو آ کر تم سے یہ تختی طلب کرے وہی میرا صحیح جانشین ہوگا۔ یہ ہے رازِ نبوت، اب تختی میں کیا تھا اس کے لیئے مجھے پوری تقریر چاہیے۔ تختی پر بارہ ائمہ کے نام لکھے تھے، لیکن میں نے آپ کو یہ بتایا کہ رازِ نبوت سے واقف ہیں اُم سلمیٰؑ تو چادر کا کونا اُٹھالیا کہا تم خیر پہ ہو، مباہلے کی صبح نمودار ہوئی یہ اعلان ہوا آتے ہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ دروازے سے باہر مجمع بہت تھا لیکن کس شان سے آئے کہ نبیؐ پہلے برآمد ہوئے اور حسینؑ گود میں اور حسنؑ پہلو میں اور ان کے پیچھے فاطمہؑ اور پھر سب سے پیچھے علیؑ یہ کیا ہے یہ وہ ہے کہ چادر میں پہلے یہ معاملہ طے ہو گیا کہ اس کو ہاتھ نہ لگانا ہمیں انسانوں کی پرواہ نہیں ہے کہیں فرشتے نہ بہک جائیں اور بہک گئے کہا چادر کے نیچے کون ہیں کیوں روز تو جاتے ہو وحی لے کے اور پھر پوچھتے ہو کون ہیں کون کون ہیں یعنی الگ الگ دیکھتے تھے نور جب یکجا ہوا تو سوائے نور کے کچھ سمجھ میں نہ آیا تو الگ الگ تعارف ہوا تو تعارف کے لیئے یہ نہیں ہوگا کہ ترتیب سے تعارف ہوتا چلا جائے اے میرے عرش پر بسنے والو! اس چادر کے نیچے میری کنیزِ خاص

فاطمہ زہراؑ ہیں اُن کا باپ ہے اُن کا شوہر ہے اور اُن کے بیٹے ہیں طے ہو گیا حدیثِ کساء میں کہ آج مرکز کون ہے طہارت کا، مرکز کون ہے طہارت کا، اعلان پہلے ہوا ہے طہارت کی ضد ہے رِجس اور جب طہارت کی ضد پر کوئی آئے گا تو وہ پھر لعنت کے علاوہ کچھ اور نہیں لے سکتا تو مرکز بن کر زہراؑ چلیں چونکہ حدیثِ کساء میں زہراؑ مرکز ہیں اس لیئے زہراؑ پیچھے ہیں اور مرکز یوں بنا دیا کہ رسالت نبوت میں معدنِ رسالت میں زہراؑ اور حدیث پیغمبرؐ ہے کہ یا علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو میں بھی نہ ہوتا اور یا علیؑ نہ میں ہوتا نہ تم ہوتے اگر زہراؑ نہ ہوتیں یہ ہے مسئلہ یہ ہر خاندان کا مسئلہ ہے ماں نہ ہو تو خاندان نہیں ہوتا یہ ہے مختصر تعارف نساءنا کا خاندان بنتا ہے، عورت سے ماں سے کیسے دیکھ رہے ہیں آپ مجھے یہ پندرہ بیس گھر گھر ہی نہ بن سکے جب تک عورت ماں نہیں بنے گی، خاندان نہیں بن سکتا خاندان بنتا ہی ماں سے ہے اور پھر ماں کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ گھر کا مرکز بن جائے اور مرکز یوں بنے آگے رسالت ہو پیچھے امامت ہو لیکن رسالت کے آگے امامت کیسے آ جائے کہ گود میں حسینؑ ہوں اور حسنؑ ساتھ چل رہے ہوں یہ کیا راز ہے راز پہلے یہ بتایا کوثر کو دیکھ لو خاندان آ رہا ہے یہ نہ سمجھنا کہ خاندان یہاں پہ رُک رہا ہے یہ حسینؑ ہے یہ حسنؑ ہے نسل ان سے آگے چلے گی یہ میرا شجرۂ طیبہ ہے جیسے جیسے مباہلے کے لئے بڑھتے جا رہے تھے گویا شجرۂ طیبہ بنتا جا رہا تھا فرشتے دیکھتے جا رہے تھے نسلِ رسولؐ کہاں تک جا رہی ہے حسنؑ اور حسینؑ اور یہ بیچ میں عصمت ہے اور عصمت یعنی عورت باہر آتی ہے تو پردے تو لگنے ہوتے ہیں رسالت کا پردہ بھی ہو امامت کا پردہ بھی ہو اور یوں چلیں فاطمہؑ جہاں اپنے قدم رکھیں وہاں علیؑ اپنے قدم رکھیں تا کہ نہ زمین زہراؑ کے قدموں کے نشان دیکھ سکے

نہ آسمان زہراؑ کے قدموں کے نشان دیکھ سکے۔ ایک طرف تھے رسالت کے نشان دوسری طرف تھے امامت کے نشان، یہی تو بتانا ہے کہ زہراؑ کیا ہیں وہ تو گھر کی بات تھی کہ مرکز زہراؑ ہیں اوراجر رسالت زہراؑ ہیں یہ ہیں تو نبیؐ ہیں۔ یہ ہیں تو علیؑ ہیں۔لیکن یہ سوال نہ کرنا کہ رسولؐ ہیں۔ یہ امام ہیں تو زہراؑ کے پاس منصب کون سا ہے۔آج مباہلے کے راستے میں منصب بھی دیکھ لو زہراؑ کا منصب کیا ہے بس اتنا منصب ہے زہراؑ کا دوقدم آگے بڑھیں تو رسولؐ بن جائیں، دوقدم پیچھے ہٹیں تو امام بن جائیں دوقدم کا تو فاصلہ ہے دنیا میں کسی کا فاصلہ منصب سے اتنا قریب نہیں رہا۔ نہ چاہا خدا نے کہ زہراؑ رسول بنیں اور امام بنیں یعنی صلاحیت ہے رسول بن سکتی ہیں امام بن سکتی ہیں عظمت یوں بڑھائی کہ نہ رسول ہوں نہ امام ہوں لیکن عظمت یہ کہ معدنِ رسالت یعنی رسالت کا خزانہ۔ یہی میں کہا کرتا ہوں جو لوگ کہتے ہیں علیؑ کو خدا، علیؑ کو خدا نہ کہنے میں جو لطف ہے یہاں پر آپ سوچ نہیں سکتے زہراؑ اگر رسول ہوتیں یا امام ہوتیں آج جو عظمت زہراؑ کی ہے کہ جو عصمت کا مرکز ہیں اللہ نے بتایا کبھی کبھی ہم بڑے عہدے نہ دے کر بھی شخصیت کو اتنا بڑا بنا دیتے ہیں کہ دنیا حیران ہو کر دیکھنے لگتی ہے۔ یہ دنیا کی حیرانی ہی تو ہے زہراؑ تو پھر معدنِ رسالت ہیں ایک تحفہ تو ہے ایک لقب تو ہے ایک خطاب تو ہے۔ رسالت کا خزانہ تو ہے، حیران ہے دنیا کہ اللہ جب کسی کو عظیم بنائے نہ ہو منصب نہ ہو رسالت نہ ہو امامت اور ہم بڑا بنا دیں اور ہم جسے بڑا بنا دیں ہم جسے گھٹا دیں نہیں سمجھ رہے؟ تقریر میری ختم ہوگئی آخری جملہ آ گیا ہم جسے گھٹا دیں پھر کوئی اسے بڑھا نہیں سکتا۔ ہم جسے بغیر منصب کے بڑھا دیں کوئی اسے گھٹا نہیں سکتا، وہ فاطمہ زہراؑ ہیں کہ معدنِ رسالت تھیں وہ رسالت کے حصار میں آئی تھیں، وہ

امامت کے حصار میں ہم نے زینبؑ کا وہ مرتبہ رکھ دیا نہ نبی ہیں نہ امام۔ یہی جملہ کہنا تھا بس، انسان اپنے آپ بڑھے تو ایسے بڑھے کہ کچھ نہ مانگیں اور سب دے دے اللہ۔ کوئی منصب زینبؑ کو ملا سوائے اس کے کہ بھائی نے کہا ثانی زہراؑ ہیں ثانیٔ زہراؑ ہیں تم میرے گھر میں وہی مقام رکھتی ہو جو میری ماں کا مقام ہے میرے گھر میں تم میری ماں کی ثانی ہو۔ تم سیدۂ ثانیؑ ہو۔ کوئی منصب نہیں ہے زینبؑ کے پاس ایک منصب ہے اُس منصب کو دنیا سمجھ نہیں سکی۔ وہ منصب ہے ولایت کا جنابِ زینبؑ ولیٔ خدا ہیں جب آپ جناب زینبؑ کی زیارت پڑھتے ہیں تو اُس میں آپ کو زیارت میں یہ پڑھنا پڑتا ہے کہ اے اللہ کی ولیہ آپ پر سلام، ولایتِ علیؑ کی بیٹی ہیں آپ پر سلام ہو ولی کی بیٹی ہیں نبی کی نواسی ہیں ولی تو ہیں نہیں بھئی ولی نہ ہوتیں تو آنے والے واقعات کا پہلے سے زینبؑ کو علم نہ ہوتا، سب پہلے سے معلوم تھا، زینبؑ کو معلوم تھا اور ولی کی شان یہ ہے آپ کو ولی کی شان معلوم ہے کہ ولی جو کام کر رہا ہو جس وقت کام انجام دے رہا ہو تو اُس وقت خدا اپنے ملائکہ کو بار بار اس کے پاس بھیج کر یہ کہلوائے جو ضرورت ہو وہ بتاؤ۔ یہ ہے وحی کی شان، یہ ہے ولی کی شان، یعنی جس کو خدا اپنی نگرانی میں ہر وقت رکھے وہ ولی ہے۔ زینبؑ ولیہ تھیں اب اس پر تقریر ختم ہوگئی کہ زینبؑ ولی تھیں بے شک ولی تھیں خیمہ جلا شعلے اُٹھے، زینبؑ باہر آئیں جلتے ہوئے خیموں کو دیکھا ایک خیمہ جلا دوسرا جلا شعلے بڑھتے جاتے تھے اور زینبؑ دیکھتی رہیں، یہ ولی کی شان ہے زینبؑ دیکھتی جا رہی ہیں مدینے میں زہراؑ کا گھر جل رہا ہے علیؑ دیکھ رہے ہیں یہ علیؑ کی شان ہے اور یہ ولی کی شان ہے کیوں اس لیئے کہ ولی کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ جب تک اس کی مرضی نہیں ہوگی ہم نہیں بولیں گے۔ یہ ہے ولی

کی شان جب تک حکم نہ آئے ہم نہیں بولیں گے خیمہ جل رہا ہے ایک جلا دوسرا جلا۔ شعلے بلند ہو رہے ہیں، زینبؑ دیکھ رہی ہیں کہ ایک بار سامنے سے آواز آئی، غیب سے آواز آئی اے علیؑ کی بیٹی حکم دیجئے ہوا کے تیز جھونکوں سے اس آگ کو بجھا دیں اور اس آگ کو ان ظالموں پر مسلّط کر دیں۔ زینبؑ بولیں کہ تو کون ہے! کہا میں مَلکِ محمود ہوں اللہ کی طرف سے ہواؤں پر مامور۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔ زینبؑ جو کہیں وہ کروں، مَلک آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ آپ حکم دیجئے جواب سنیں گے اے مَلکِ محمود زینبؑ کا سلام بارگاہِ پروردگار میں عرض کرو اور کہہ دو جس طرح مرضیٔ تسلیم و رضا میں میرے بھائی نے امتحان دیا زینبؑ بھی ثابت قدم رہنا چاہتی ہے۔ یہ ہے ولی کی شان۔ یہ زینبؑ ہے، ولی کی شان سنتے جایئے، چلی سواری ولایتِ زینبؑ ثابت کر رہا ہوں۔ اب زینبؑ دیکھ رہی ہیں ہر بی بی کی نظر لاشوں پر ہے۔ اُم لیلیٰؑ کی نظر علیؑ اکبر کے لاشے پر، اُمِ فروہؑ کی نظر لاشِ قاسمؑ پر لیکن زینبؑ کی نظر لاشوں پر نہیں ہے زینبؑ کی نظر سیّدِ سجادؑ کے چہرے پر ہے اور وہیں سے پکار کے کہتی ہیں۔ کیوں میرے لعل کیا بات ہے یہ چہرے کا رنگ متغیر کیوں ہو رہا ہے تمہارے چہرے پر زردی کیسی آ رہی ہے میرے لعل ذرا اپنے آپ کو سنبھالو۔ ایسا لگتا ہے کہ روح تمہاری جسم سے پرواز کر جائے گی گویا موت قریب آ گئی ہے بیٹا اپنے کو سنبھالو کہا کیا کروں پھوپھی اماں۔ آپ نے دیکھا نہیں اس لشکرِ یزید نے اپنے مُردوں کو گاڑ دیا اور نبیؐ کا نواسہ آلِ رسولؐ کے لاشے دھوپ میں پڑے ہیں۔ میں وارث ہوں اور میں اپنے باپ کی قبر نہیں بنا سکتا میں لاشے کو دفن نہیں کر سکتا۔ پھوپھی اماں یہ میرے بھائی کا لاشہ پڑا ہے یہ میرے چچا کا لاشہ پڑا ہے دھوپ میں اور میں وارث ہوں اے پھوپھی

اماں میں کیا کروں زینبؑ کی ولایت پر نظر ہے۔ امامت پر اس وقت امام کا تحفظ ہے اب کون تشفی دے تو بے اختیار رو ہیں سے آواز دی ماں فاطمہ زہراؑ نے اُمِ ایمن کو سنایا تھا اور میرے بابا علیؑ نے سنایا اور میرے بابا کو میرے نانا نے بتایا تھا کہ جب لاشے چھوڑ کر سب چلے جائیں گے تو میری ماں نے یہ بتایا تھا زینبؑ یہ نہ سمجھنا کہ حسینؑ کا نام کربلا سے مٹ جائے گا۔ زینبؑ گھبرانا نہیں کہا سب چلے جائیں گے لیکن جہاں حسینؑ کا لاشہ پڑا ہے وہاں روضہ بنے گا بلند عمارت بنے گی اللہ فرشتوں کو بھیجے گا۔ وہاں قیامت تک زائر آتے رہیں گے، بیٹا! قاتل کا نام مٹ جائے گا تیرے بھائی کی قبر بنے گی اور یہاں زوّار آ کر طواف کیا کریں گے۔ ولی کو معلوم ہے بتاؤ قسم کھا کر روضہ بنا ہے یا نہیں بتاؤ لوگ طواف کرنے جا رہے ہیں یا نہیں بتاؤ کہ آٹھ ذی الحجہ کو عرفے کے روز لاکھوں کا مجمع کربلا میں ہوتا ہے یا نہیں بتاؤ شب جمعہ میں حسینؑ کی ضریح میں علماء چلاتے ہیں کہ نہیں تمہیں علیؑ اکبر کا واسطہ تمہیں علی اصغرؑ کا واسطہ حسینؑ، خوب گریہ کیا، یہ ہمارے مومن بھائی حیدر علی کی مجلس ہے جس کے عقیدے کو کوئی نہیں پا سکتا۔ معرفت کی ضرورت ہے کہ جس نے بیٹوں پر بیٹے یوں پائے کہ مجھ سے کہا کہ بیٹا نہیں ہوتا میں نے کہا وہ سامنے مہندی قاسمؑ کی جا رہی ہے۔ حیدر علی جاؤ اور جا کے امام حسنؑ کے بیٹے سے کہہ دو! پھل اُٹھایا اُسی سال بیٹا ہوا بیٹے کا نام قاسم رکھا، پھر بیٹا ہوا مسلم نام رکھا اللہ حیدر علی کے بیٹوں کو پروان چڑھائے صاحبِ علم بنائے دنیا دیکھے کہ چند لمحوں میں حسنؑ کا بیٹا بیٹا دے دیتا ہے اور بیٹے اللہ کے دین پر لٹائے ہیں تب بیٹے دے رہے ہیں گھر لٹایا ہے تب، اولاد دے رہے ہیں۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے حسینؑ نے گھر لٹایا ہے اگر راہب کو سات بیٹے دیئے تو کیا حیرت ہے۔ ارے اگر

زینبؑ کا نام لے کر کوئی بیٹا مانگ لے تو بیٹے قربان کیے ہیں زینبؑ نے اور اس طرح قربان کیے ہیں کہ بیٹے کے لاشوں پر تو ماتم بھی نہیں کیا۔ کیا خوب گریہ کیا آپ نے اور میں کیا پڑھ سکتا ہوں چونکہ بیٹوں کا ذکر آ گیا۔ فرمائش بہت ہے اگر ہو سکی تو پورا کروں گا۔ موقع ملا آج کی حد تک تو تقریر ختم ہو گئی۔ سب کے بیٹے قربان ہوئے ہیں ہر ماں نے اپنا بیٹا قربان کیا ہے۔ ہر ماں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ لیکن کائنات میں قیامت تک علی اکبرؑ اور حسینؑ کی مثال نہیں ملتی یہ تو آپ کو معلوم ہے حسینؑ کو علی اکبرؑ سے کتنی محبت تھی لیکن میں تو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد کتنی محبت ہے کہتے ہیں کہ شب جمعہ اگر کوئی ضریح سے کان لگا دے تو آواز آتی ہے ارے میرے لعل علی اکبرؑ! عالم نے پوچھا خواب میں دیکھا ہے کہ میں علیؑ اکبر کا غم اب تک بھول نہیں سکا۔ جوان بیٹے کا غم اب تک بھول نہیں سکا۔ آخری جملے جو پڑھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ راوی یہ کہتا ہے کہ جب حسینؑ کا سر نیزے پہ چڑھا تو اسی وقت علی اکبرؑ کا سر بھی نیزے پہ رکھا گیا جدھر جدھر علی اکبرؑ کا سر جاتا حسینؑ اُدھر اُدھر مڑتے جاتے، علی اکبرؑ کے سر کو دیکھتے جاتے، اشقیاء نے دیکھا کہ حسینؑ اُدھر دیکھتے جاتے ہیں جدھر علی اکبرؑ کا سر جاتا ہے تو آخر میں جب قیام کرتے تو سروں کو صندوق میں بند کر کے تالا لگا دیتے۔ اس لیئے کہ یہ سنا تھا راستے میں گاؤں کے کچھ لوگ سر نہ لوٹ لیں سر نہ چھین لیئے جائیں یزید کے پاس پہنچانا ہے اس لیئے حفاظت سے تالے میں بند کر کے رکھتے لیکن ایک دن ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ایک صندوق میں علیؑ اکبر کا سر بند کیا۔ ایک صندوق میں حسینؑ کا سر بند کیا اب جو حسینؑ کا صندوق کھولا تالا کھولا تو اس میں حسینؑ کا سر نہیں تھا۔ ایک بار شمر تازیانہ لے کر سیّدِ سجادؑ کی طرف بڑھا کہا کیا تمہارا باپ معاذ اللہ جادوگر ہے۔ یہ سرِ

حسینؑ کہاں گیا۔ یہ کہہ کے تازیانہ اُٹھایا تو بے اختیار کہا کہ کیوں مارتا ہے مجھے تازیانے ارے جس صندوق میں علی اکبرؑ کا سر ہے اسے کھول کے دیکھ لے، صندوق کھولا گیا، حسینؑ نے اپنے رخسار علی اکبرؑ کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے اور آواز آرہی تھی ولدی علی اکبرؑ!

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان
شیعہ ملٹی میڈیا

چھٹی مجلس

لاعلمی سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرۂ ثانی کی خیمہ سادات میں چھٹی تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''علیؑ وسیلۂ نجات'' کے موضوع پر گفتگو ہے تین دن سے کہ مباہلہ اسلام کے لیئے کتنا اہم تھا اور اُس کی عظمت کیا ہے عام طور سے مباہلہ ایک تقریر میں ہمیشہ پڑھا گیا لیکن اتفاق ہے کہ تین چار تقریروں میں مباہلہ پڑھا جارہا ہے اور ابھی صورت نظر نہیں آتی کہ موضوع شاید آج اُمید ہے کہ کامل ہوجائے۔ مباہلہ اسلام کی ایک بہت بڑی فتح کا نام ہے مباہلہ جنگِ خندق اور جنگِ خیبر سے بڑا معرکہ ہے اور اگر کوئی اس جملے کی وضاحت چاہے کہ مباہلہ خیبر سے بھی زیادہ بڑا معرکہ کیسے ہے صرف خیبر ہی نہیں بلکہ ستاسی لڑائیاں اسلام کی ہیں اُن سب سے افضل مرحلہ یہ ہے، اب ظاہر ہے کہ آپ وجہ جاننا چاہیں گے کہ کیا وجہ ہے مباہلے کو بہت بڑی عید کیوں قرار دیا ہے۔ اسلام کا آخری معرکہ ہے مباہلے کے بعد پھر کوئی ٹکراؤ اسلام سے پھر کسی قوم کا نہیں ہوا۔ بس مباہلہ سب سے آخری معرکہ ہے جس پہ حق و باطل کی جنگ کا فیصلہ ہوا۔ اس کے

معنی یہ ہیں کہ حق و باطل کا فیصلہ بدر سے حنین تک نہیں ہوا تھا فیصلہ مباہلے میں ہوا کیسے ہوا کس طرح ہوا تو فیصلہ یہ ہوا کہ بدر سے حنین تک کافر مشرک ہار رہا تھا۔ ہارتا ہی گیا ہر جنگ میں ہارتا گیا ایک جملہ ہے مباہلے کی تشریح کے لیئے وہ ادا کر رہا ہوں تا کہ سب کے ذہن نشین ہو جائے کہ مباہلہ کیا ہے۔ بدر سے حنین تک جس میں خندق و خیبر ساری لڑائیاں آ گئی ہوں مشرک اور کافر جنگ ہار رہا تھا ہارتا چلا جا رہا تھا لیکن زبان سے شکست کا اقرار نہیں کر رہا تھا تو مباہلے میں شکست کا اقرار کر دیا۔ اب دونوں چیزوں میں فرق ہے۔ دشمن اپنی زبان سے نہ کہہ دے کہ میں ہار گیا۔ مباہلہ وہ مقام ہے کہ جہاں شرک نے اپنی زبان سے کہا کہ ہم ہار گئے فیصلہ ہو گیا شرک نے اپنی زبان سے کہہ دیا کہ ہم ہار گئے، ہم جا رہے ہیں، ہم ہمیشہ کے لیئے جا رہے ہیں چونکہ اقرار کر لیا تو اب اقرار کی قیمت بھی تو ہو قیمت دے دی اسلام نے کہ جہاں جہاں یہ ہیں ہار مان چکے اور انہوں نے بات مان لی بات سمجھ گئے مقابل سے ہٹ گئے تو قرآن نے کیا کہا تھا قرآن نے کہا تھا اگر جم گئے مقابل میں تب لعنت ہو گی شرط یہ تھی کہ اگر یہ مقابل میں ڈٹے رہے اور اپنی ہٹ دھرمی انہوں نے نہ چھوڑی تب جھوٹے پہ لعنت ہو گی۔ وہ آیت سن کر اور اہلِ بیتؑ کے چہرے دیکھ کر مقابل سے ہٹ گئے تو اب کیوں ہٹے وہ سمجھ گئے تھے کہ اگر ہم جے رہے تو قیامت تک عیسائیوں پر اسلام والے لعنت کرتے رہیں گے۔ اس وقت تو یہی سمجھداری ہے کہ لعنت سے بچا جائے وہ اپنے آپ کو لعنت سے بچا لے گئے۔ لیکن آیت رکی مباہلے کے میدان میں جگہ خالی رہی جو اس جگہ پہ آئے گا یہ لعنت اُس کے لیئے ہے نفاذ آپ سے آپ ہو جائے گا عیسائی سمجھدار تھا کہیں آپ کے ہاں نہیں لکھا کہ ہر نماز کے بعد محفل میں آپ کے لیئے

عیسائیوں پر لعنت مُلکوں پہ کرتے رہیے۔ مرگ بر امریکہ کرلیں اُس میں مسلمان بھی آباد ہیں، اس میں ہر قوم آباد ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے آپ عیسائیوں پر لعنت اس لیئے کہ وہ ہٹ گئے مقابل سے ہٹ گئے۔ اور صرف ہٹے نہیں بلکہ اپنے آپ کو دیگر اقوام سے زیادہ بلند قرار دے گئے اس لیئے عیسائیت پھول رہی ہے اور پھل رہی ہے۔ عیسائیت کو کوئی نقصان نہیں ہو رہا۔ اُن کے سارے مُلکوں میں چلے جایئے گھومئے آپ۔ آپ کہیں گے جنّت تو یہ ہے صرف نام سنا ہے ہم نے دیکھی اب۔ ہر مُلک ان کا جنّت ہے نظام بھی جنّت والا ہے یعنی ہر انسان کو تحفظ حاصل ہے دہشت گردی سے نجات ہے ہر انسان کا اپنا حق ہے قوم نہیں مذہب نہیں یعنی جو یہاں رہتا ہے اس کا اپنا ایک حق ہے اور وہ اپنے حق کو منوا سکتا ہے۔ بیان کر سکتا ہے اور اُس کے حقوق چھینے نہیں جا سکتے یہی تو جنّت نظام ہے یہی ہونا چاہیئے یورپ کے سارے مُلک گھوم لیجیے سب ایک طرح کے ہیں اچھے مکان اچھی سڑکیں، آفسوں کے نظام صحیح، رشوت کا نام و نشان نہیں، پولیس باادب خدمت گزار بلکہ نظر ہی نہیں آتی سڑک پہ، ڈھونڈنے سے نہیں ملتے پولیس والے کہ یہاں ہیں کہاں ہیں؟ ہزاروں نظر نہیں آتے غیب میں ہیں جب ضرورت پڑی نکل آئے۔ اور ضرورت کم ہی پڑتی ہے ضرورت کب پڑتی ہے زبانی جھگڑا ہے تب تک نہیں آئے گی، ہاتھ اُٹھا اور وہ آئے گی یعنی اگر ایک گریبان کا بٹن بھی توڑ دیا تو یہ جرم ہے پھر بچہ پیدا ہوا اور مرنے تک اُس کے حقوق ہیں تو نظام کتنا اچھا ہے، یہ اپنے آپ کو لعنت سے بچانے کا صلہ، اب جو خود لعنت کے دریا میں کود پڑے اُس کو کیسے کوئی بچالے؟ اُس کو کوئی تباہی سے کیسے بچائے؟ رُسوائی ذلالت ساتھ ساتھ کیسے ملے عزت؟ کہاں پائیں عزت؟

جگہ خالی پڑی تھی آپ وہاں بیٹھے کیوں؟ آپ وہاں آئے کیوں، آپ عیسائیوں سے سبق لیتے کہ یہاں پر آ کر ہمیں نہیں ڈٹنا ہے، یہ ڈٹنے کی جگہ نہیں ہے انہوں نے اپنے آپ کو یہودیوں سے افضل منوالیا۔ کس طرح؟ سارا مسئلہ اس عقیدے کا ہے جو میں کہنے جارہا ہوں اور عیسائیوں نے اسلام کے اُس عقیدے کو مان لیا وہ کیا؟ یہودی ہارا یہودی کو شکست ہوئی لیکن یہودی نے زبانی یہ نہیں کہا کہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ صاحبِ معجزہ ہیں۔ عیسائی ہٹا اور کہتا ہوا گیا اگر یہ کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں۔ پھر سمجھ لیں اسلام کی روحانیت کو یہودیوں نے اب تک نہیں مانا اس لیئے ذلیل ہیں۔ اب تک انہیں کوئی ایسا ملک نہیں مل سکا جس میں چین سے رہیں جب تک خود اپنی حفاظت کے لیئے ہتھیار استعمال نہ کریں روئے زمین پر کہیں نہیں رہ سکتے کہاں کہاں سے بھٹک کے اسرائیل تک آئے پوری دنیا سے سمٹ کے آ گئے جیسے کبھی خیبر میں سمٹ کے آئے تھے، لیکن وہاں بھی چین نہیں ہر وقت دھڑکا لگا ہوا ہے لیکن عیسائی چین سے رہ رہا ہے عیسائی ایٹم بم کی دھمکی نہیں دیتا کہ ہمارے پاس بم وم ہے یہ ہے وہ ہے ہم خود ہیں جو ہیں اپنے کردار سے ہیں نہ ہم پہ کوئی حملہ کرے گا نہ ہم سے کوئی لڑنے آئے گا ہم اتنی دور ایسی جگہ رہ رہے ہیں جہاں کوئی ہمیں گھیر بھی نہیں سکتا اور آپس میں ہم لڑیں گے نہیں۔ معاہدہ ہو چکا سب اپنے اپنے ملکوں میں رہیں اور سب کا نظام ایک۔ اب تو کرنسی بھی ایک ہونے والی ہے۔ اب معاہدے آپس میں اچھے اچھے ہونے والے ہیں اُن کے یعنی وہ امن کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ امن اُنہیں کیوں نصیب ہوا؟ اس لیئے کہ انہوں نے پیغمبرؐ اور اُن کی اولاد کی روحانیت کو مان لیا تو چین سے رہ رہے ہیں اگر مسلمان آلِ محمدؐ کو معجز نما مان لیں تو امن سے رہ لیں، کیا اُن کی نگاہیں بہت تیز تھیں

کیا وہ ذہین لوگ تھے کیا وہ سمجھدار لوگ تھے بات کیا تھی بات یہ تھی کہ وہ اپنا مذہب اچھی طرح جانتے تھے بہت قیمتی بات کہہ رہا ہوں یعنی اُن کو انجیل پر عبور تھا۔ وہ اپنی ہسٹری (History) جانتے تھے انہوں نے پیغمبروں کی کہانیاں پڑھی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کا کردار کیا تھا حضرت عیسیٰؑ کی سیرت کیا تھی۔ اُن کو حضرت عیسیٰؑ کے ہر معجزے پہ یقین تھا چونکہ ان کا اپنا رہنما صاحبِ معجزہ تھا، اس لیئے انہیں ویسا معجزہ ہوتا نظر آیا تو انہیں لگا کہ عیسیٰؑ میں اور محمدؐ میں کوئی فرق نہیں ہے روحانیت کا۔ لیکن جس کے رہنما پستی غار میں پڑے ہوں تو وہ دوسرے کے رہنماؤں کو اپنے جیسا سمجھے گا، فرق کیا ہے؟ فرق ہے اچھے رہنماؤں کا انتخاب تا کہ آپ آلِ محمدؐ کو پہچان سکیں ورنہ آپ محمدؐ کو بھی نہ پہچان سکیں گے آپ یہ کہہ دیں گے ہمارے جیسے، عیسائیوں نے یہ تو نہیں کہا یہ پانچ جو بیٹھے ہیں یہ ہمارے جیسے ہیں یہ تو نہیں کہا انہوں نے نہیں انہوں نے بڑی سمجھداری کا ثبوت دیا۔ بڑی ذہانت کا ثبوت دیا۔ پھر میں کچھ کہہ رہا ہوں اپنی پوری قوم کا تحفظ کر گئے۔ وہ چند راہب بچا گئے اپنی پوری قوم کو وہی خوبی اب تک عیسائیوں میں موجود ہے چند آدمی اپنے لیئے نہیں جیتے پوری قوم کے لیئے جیتے ہیں جیو اور اپنی پوری قوم کے لیئے جیو۔ اپنا تحفظ تو کیا کیا؟ قوم کو تو بچاؤ۔ یہ تو ہوا بعدِ نبی کہ سب کو اپنی اپنی پڑی رہی قوم کا تحفظ کسی نے نہیں کیا تحفظ یہ نہیں کہ حفاظت جسم کی ارے عقلوں اور فکروں کی حفاظت نہ کر سکے، سب عقیدے بگاڑ کے چلے گئے یہ ہے قوم کا نقصان! فائدہ قوم کا یہ ہے کہ اپنے افکار بنا دو اُن کے عقیدوں کا تحفظ کر دو۔ عیسائی کتنے سمجھ دار تھے کہ سمجھا دیا اپنی قوم کو کہ جہاں بھی رہنا جدھر بھی رہنا اِن کا احسان ہمارے سر پہ ہے انہوں نے ہم پہ لعنت نہیں کی۔ انہوں

نے ہم سے نفرت اور بیزاری نہیں کی۔ اب جب تک یہ قوم رہے تب تک محمدؐ اورآلِ محمدؐ کا احترام کرتے رہنا۔اس لیئے آپ نہیں سنیں گے کہ کسی عیسائی فرقے کے مؤرخ نے آلِ محمدؐ کے خلاف کوئی بات لکھی ہے، یہودی لکھے گا۔عیسائی نہیں لکھے گا، اس لیئے کہ اُن کی نظر میں احسانات ہیں پیغمبرؐ کے۔آج ہم اسی پر گفتگو کریں گے ایک ہے مباہلے سے پہلے کیا ہوا ایک ہے مباہلے کے وقت کیا ہوا مباہلے کے بعد کے اثرات کیا ہیں۔اس بات پہ کل تقریر ہوئی نہیں اور ہم اسی پہ گفتگو کریں گے۔مطالعہ بہت ضروری ہے کسی قوم کے ساتھ آپ جب رہیں تو اُس قوم کے بارے میں جانیں گے ایسی کیا بے خبری کہ کچھ پتہ ہی نہ ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ نہ مانیں لیکن جانیں تو لیکن یہ ماننا اپنا مسئلہ ہے نہ مانیں لیکن کیا جاننا بھی ظلم ہے بھائی ماننا اگر گناہ ہے تو جاننا تو گناہ نہیں ہے لیکن کیا علم ہے کہنے کو بے شمار شریعتیں فرقے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے بارے میں جانتا ہی نہیں یہ کیا بات ہے، ایسا کیوں ہے تو کہنے دیجئے جب اپنے بارے میں نہیں معلوم تو کوئی دوسرے کے بارے میں کیا جانیں گے،عیسائی اپنے بارے میں جانتے تھے انہیں شوق پیدا ہوا کہ ہم اسلام کو جانیں سمجھیں، پرکھیں وہ اب تک دیکھ رہے ہیں سمجھ رہے ہیں پرکھ رہے ہیں۔آپ اُٹھ کے جا کے دیکھ لیجئے پورے نظام کو، جھگڑا چلا اس پر کہ مسلمان عورتیں اسکارف (Scarf) باندھیں گی یورپ میں مقدمہ چلا حکومت نے فیصلہ کیا اسکارف باندھیں یہ ان کا مسئلہ ہے۔طلاق کا مسئلہ چلا کہا ان کے یہاں اس طریقے سے ہوگا۔آپ اپنے طریقے سے نکاح کیجئے آپ اپنے طریقے سے طلاق دیجئے آپ اپنے طریقے سے زندہ رہیے آپ پردے میں رہیے آپ اسکارف باندھئے آپ اپنی دینی

تعلیم حاصل کیجئے کوئی زبردستی نہیں ہے، سارے مسلمانوں کو، سارے ہندوؤں کو، سارے سکھوں کو، سارے یہودیوں کو انجیل پڑھائی جائے گی۔ زبردستی انہیں (History) پڑھائے گا زبردستی کوئی کسی کو اپنی ہسٹری (History) نہیں پڑھائے گا۔ عیسائیوں سے سیکھو نا بھائی انہیں معلوم ہے کہ ہم کہاں ہیں اگر ہمارے ملک میں کوئی رہ رہا ہے تو ہمارے بارے میں جاننا چاہے گا زبردستی تو نہیں وہ اپنی تاریخ پڑھا دیں گے۔ آپ اپنی پڑھیے آپ اپنی پڑھتے چلے جایئے سارے کتب خانوں میں انجیل بھی رکھی ہے اور قرآن بھی رکھا ہے تو یہ کیا خوب ہے کہ کسی قوم کی کتاب نہ رکھی جائے۔ کسی قوم کی ہسٹری نہ بتائی جائے کسی قوم کے تاریخی پس منظر کو بیان نہ کیا جائے اس سے معلوم ہے کیا نقصان ہوتا ہے اس سے جو کام جبراً ہوتا ہے اُس سے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے۔ نفرت پیدا ہو جاتی ہے کبھی اس پہ تو دنیا غور کرے کہ نفرت کیوں اس لیئے کہ جبر ہے۔ چیز وہ ہو جس میں اٹریکشن (Attraction) ہو اُس میں محبت محسوس ہو اور محبت کب پیدا ہوتی ہے جب آپ کی ثقافت آپ کی تہذیب آپ کے ادب میں جاذبیت ہو اور اُس کا مرکزی اصول یہ ہو ہم کسی کو اذیت نہیں پہنچائیں گے۔ دل کھنچے گا دل اُدھر جائے گا ہم کسی پہ جبر نہیں کریں گے تو قرآن بھی پڑھا کہاں پڑھا عیسائیت کا پیغام عام ہو گیا۔ قرآن کا پیغام اوّل تھا وہ دب گیا، عیسائیوں کے بھی فرقے ہیں ایک دوسرے میں عقائد کا اختلاف ہے ہم تو نہیں سوچتے مار ڈالیں گے صرف ایک دوسرے کو عقیدے کی بنا پہ آپ اپنے چرچ (Church) میں جایئے آپ اپنے چرچ میں جایئے کرسمس میں مَیں لندن میں تھا امریکہ میں بھی دیکھا چرچ میں گیا ایک بار اس فرقے کے چرچ میں گیا پھر دوسرے فرقے کے چرچ

میں گیا دیکھوں یہاں کیا ہے؟ اور وہاں کیا ہے؟ دونوں کا فرق دیکھوں اور جہاں بھی گیا دروازے پہ استقبال ہوا آیئے تشریف لایئے بیٹھیئے پوری رات رہا اُن کی نماز بھی پڑھی اُن کا رکوع بھی کیا پوپ کا لیکچر بھی سنا انجیل کا سبق بھی سنا، دعا بھی مانگی اُن کے ساتھ خوشی میں رہے ایک پر سکون ماحول تھا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اُس میں ہندو بھی تھے مسلمان بھی تھے سکھ بھی تھے کہاں جا رہے ہیں پر سکون پیغام ہے اچھا پیغام ہے حضرت عیسیٰؑ نے اچھی باتیں بتائی ہیں تو اگر کہیں یہ دیکھو کہ کسی کی یادگار میں ہندو بھی ہے سکھ بھی ہے شیعہ بھی ہے سنی بھی ہے یہودی بھی ہے کافر بھی ہے مشرک بھی ہے تو یہ مان لو کہ یہ عظیم یادگار ہے یا عیسیٰؑ کی یادگار ہے یا حسینؑ کی یادگار ہے یعنی پیغام بڑا ہے۔ آپ عظیم پیغام کو روکیں گے، نقصان کس کا ہے، انسانیت کا، یعنی آپ خدمتِ انسانی کو ہی نہیں سمجھے آپ انسان کی قیمت کو نہیں سمجھے یہ وہ خاندان ہے پوری کائنات میں آدمؑ سے قیامت تک روئے زمین پر سوائے اس خاندان کے کسی نے انسان کی قیمت نہیں بتائی اور انسان کی قیمت بتانے کے لیئے یہ قربانی کی منزل پہ بیٹے کو لاتے ہیں آج تک خدا کی قسم سوا اس کے کہ بکرا لینا ہے ایک لاکھ کی گائے لینی ہے بھیڑ لینی ہے اس کے علاوہ بقرہ عید کچھ نہیں کبھی سوچو تو ٹھنڈے دل سے کہ ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو منیٰ میں لٹایا کیوں ہے صرف انسان کی قیمت بتانے کے لیئے صرف اس نکتے پر ساری زندگی دنیا کے سارے علماء بولتے رہیں کہ اسماعیلؑ کی قربانی خوشنودی خدا تھی تو خدا چاہتا کیا تھا؟ ابراہیمؑ انسان کی قیمت بڑھاؤ اور کائنات میں بیٹے سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہونا چاہئے اس کے ذریعے سمجھاؤ انسان کی قیمت کیا ہے؟ اتنی قیمت ہے کہ ہم حیوان کو بھیج کر انسان کی قیمت بڑھا رہے ہیں لیکن وہ

انسان کتنا بڑا ہوگا جو اپنا سر خود قربانی میں رکھ دے صرف انسانیت کو بچانے کے لیئے یہ ہے گھرانا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ رسولؐ اور حسینؑ اور درمیان میں ایک کڑی آئے گی کہ دونوں کڑیوں کو ملائے یہ کائنات میں کسی نے نہیں کیا ایک گھر کا تسلسل ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، محمدؐ اور حسینؑ ابراہیمؑ کی قربانی اسماعیلؑ اور محمدؐ کی قربانی حسینؑ درمیان میں ایک شخصیت آئی اُس کا نام عبدالمطلبؑ صرف اپنی تنہائی پر کہ زم زم ڈھونڈنا اور زم زم کا پانی صرف انہیں کے خاندان والے پئیں گے جو انسان آئیں مکے میں پیاسے جائیں اُن کے لیئے مجھے وہ زم زم جو کھو گیا ہے جو کافر پاٹ کے چلے گئے ہیں اُسے نکالنا ہے ڈھونڈنا ہے آؤ میرے ساتھ کھدائی کرو سب مذاق اُڑا رہے ہیں تو باپ اور بیٹے حارث اور عبدالمطلبؑ نے تنہا کھودا اور دعا کرتے گئے پروردگار کوئی میری مدد کرنے کو تیار نہیں ہے مجھ کو بارہ بیٹے عطا کر تو میں ایک بیٹا تیری راہ میں دے دوں گا۔ صرف انسانیت کے لیئے بارہ بیٹے دے دے تو مجھے کسی کی ضرورت نہ رہے صرف اولاد میری مدد کرے دعا تھی عبدالمطلبؑ کی تو قدرت نے اس گھرانے کو کبھی غیر کا شرمندہ نہیں کیا حسینؑ چلے تو غیر کی مدد نہیں گھر والے اتنے تھے کہ کافی ہو گئے۔ سمجھنا چاہو تو یوں تاریخ سے پوچھو کہ مسلمانوں کا تیسرا خلیفہ پکارتا ہے کوئی مددگار میرا مدینے میں ہے اور کوئی مدد کو نہ آئے جب کہ عرب کا سب سے بڑا خاندان بنی اُمیہ کا تھا، حسینؑ کا خاندان اتنا بڑا نہیں تھا پھر بھی دکھا دیا کہ اٹھارہ جوان صرف خاندان کے نصرت کے لئے ساتھ چلے، کوئی دِکھا دے ایسے مددگار یہ علی اکبرؑ ہیں یہ قاسمؑ ہیں اور یہ عونؑ و محمدؑ ہیں یہ اولادِ عقیلؑ ہے اور یہ اولادِ جعفرؑ ہے۔ اسی پہ اعتراض کہ خاندان والوں کو لے گئے میں کہوں ایک بات جتنے مارے گئے عرب میں کوئی ایک خاندان کا مددگار نکلے حسینؑ کے

اتنے تو نکل آئے۔ اتنے ہی کسی کے دکھا دو گھر والے جو مددگار ہوں، باپ مارا جاتا ہے تو بیٹا آگے نہیں آتا۔ بھائی مارا جاتا ہے تو دوسرا بھائی چھپ کے بیٹھ جاتا ہے یہی تو ہے اسلام کی ہسٹری (History) انسانیت کی قیمت، عبدالمطلبؑ نے اللہ سے کہا بارہ دے دے تو ایک تیری راہ میں دے دوں گا تیرے لیئے انسانیت کو بچانے کے لیئے قیمت بڑھانے کے لیئے ایک مارا جائے عرب میں تو اُس کے بدلے میں ایک اور مارا گیا لیکن اگر نہ مارا جائے تو دس اونٹ دے دو۔ یہی قاعدہ تھا ایک آدمی کی قیمت دس اُونٹ تھے۔ جب کہا میں قربان کرتا ہوں عبداللہ کو اللہ کی راہ میں تو سب راضی، معلوم ہے باپ کی منت ہے بھائی بھی راضی لیکن آ گئے ننھیال والے کہا صرف تمہارا بیٹا نہیں ہے ہمارا نواسہ بھی تو ہے ہم نہ چاہیں تو کیسے تم قربانی دو گے عبدالمطلبؑ نے کہا ہم نے تو وعدہ کیا ہے ہم تو قربانی دیں گے جب ہم اللہ سے کوئی وعدہ کرتے ہیں تو ہم اُسے پورا کرتے ہیں کہا تو پہلے قرعہ اندازی کروا اگر قرعہ اندازی میں عبداللہ کا نام نکل آئے تو دے دو قربانی کہا تو پھر دس اُونٹ لیکن عبداللہؑ کا پھر نام نکلا عبداللہؑ کا قرعہ آپ کو پتہ ہے کس کے سامنے پڑتا ہے اللہ کے سامنے اور کس کا قرعہ پڑ رہا ہے اُس کا نام ہے عبداللہؑ یعنی اللہ کا بندہ، لفظِ اللہ تو گھر میں رکھا ہے اب ایمان کی کیا پوچھا کرتے ہو ابھی تو عبداللہؑ کی شادی ہوگی تب محمدؐ پیدا ہوں گے پھر وہ چالیس سال کے ہوں گے تب اُن پہ کلمہ اُترے گا۔ لا الٰہ الا اللہ کا نام تب آئے گا جس گھر میں اللہ کا نام پہلے سے تھا جب بتوں کے نام رٹے جا رہے تھے تو ان کے گھر میں اللہ اللہ ہو رہا تھا۔ جتنی بار کہا عبداللہؑ تو اللہ کہا نا اس لیئے بیٹے کا نام رکھا تا کہ میں ہر وقت اللہ اللہ کرتا رہوں۔ ارے اللہ والو یہ تو دیکھو کہ علیؑ کے باپ دادا کتنے اللہ والے تھے یہ

پاکستان کے مسلمان بڑے آئے اللہ والے، اللہ والے، پہلا دنیا کا نام جو عبداللہ رکھا گیا پہلا نام اس عبداللہؑ سے پہلے کوئی اور عبداللہ نہیں تھا۔ قرآن بتائے گا کہ اللہ کیا ہے عبدالمطلبؑ بتائیں گے کہ اللہ کیا ہے۔ جب عبدالمطلبؑ بتالیں گے تب قرآن دُہرائے گا اس میں حرج کیا ہے کہ بنی ہاشم کا جو عقیدہ تھا قرآن اُس عقیدے پہ اُترا، یہ کہنے میں حرج کیا ہے جو اس خاندان کے حقائق تھے وہی قرآن میں آیتیں بن کر اُتریں اس میں کیا پریشانی ہے اِس میں کیا کفر اور شرک ہوا جاتا ہے یہ تو عظمتِ پیغمبرؐ ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ مور بہت خوبصورت ہوتا ہے کیا حَسین پر ہوتے ہیں اور جب گھٹا جھوم کے آتی ہے تو رقص بھی جھوم جھوم کے کرتا ہے لیکن ہائے قیامت ہے کہ پیروں پہ نظر پڑ جائے رونے لگتا ہے۔ تو رقص رُک جاتا ہے قیامت تک مسلمانوں کی تاریخ مور رہے گی مور بڑا اچھا ہے۔ بڑے رنگین ہیں کلر (Colour) یہ ہیں اور ادھر پیر پہ نظر پڑی بھدّے کالے پیر یہ پیر ہی تو ہیں سر کی باتیں کرتے کرتے فلانے میں کفر تھا فلانے میں کفر تھا، پیر دیکھو آپ کو نہیں معلوم ایک اور مثل کوئی کسی کو نظر لگائے، ہے آج تو بڑے بچ رہے ہو، کیا کہتے ہیں ایڑی دیکھو، اب تک اللہ نے کہا تم کسی کو نظر نہ لگا دو مجبور کیا کہ پیر کی طرف دیکھو پیر کی طرف دیکھا رونے لگے، اے اللہ تو نے میرے پاؤں اچھے کیوں نہیں بنائے۔ لیکن جہاں جسم بھی اچھا ہو اور پیر بھی اچھے ہوں اُسے کہتے ہیں تاریخِ بنی ہاشم جہاں کوئی ثانی نہ ہو جنہوں نے فیصلے کئے کہ کلمہ کیا ہے، کفر کیا ہے اور شرک کیا ہے اُن کی بات اُن کی بات کرتے ہیں آپ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، محمدؐ اور حسینؑ کے بیچ میں کریموں کو ملانے والا کہا ہاں ہاں ٹھیک ہے بیس اُونٹ پھر عبداللہؑ کہا تیس اُونٹ پھر عبداللہؑ کہا چالیس اُونٹ، اور تھوڑا

بڑھے، پچاس اونٹ اور عبداللہؑ، ہر بار عبداللہؑ کا نام نکلتا تھا، ساٹھ اُونٹ اور عبداللہؑ پھر عبداللہؑ کا نام ہر بار عبداللہ کا نام نکلتا تھا ستّر اُونٹ دیں گے قربانی میں پھر عبداللہؑ کا نام نکلا، اَسّی اُونٹ دیں گے پھر عبداللہؑ کا نام نکلا، نوّے اُونٹ دیں گے قربانی میں، دس دس اُونٹ بڑھا رہے ہیں اب سو اُونٹ پہ بات رُکی اب نام عبداللہؑ کا نہ آیا سو اُونٹ کا نام آیا اُسی وقت سو اُونٹ حلال کر دیئے ننھیال والوں نے اپنے نواسے کو بچا لیا۔ نانا کی مرضی ہے چاہے تو نواسے کو بچائے چاہے تو قربان کر دے مسئلہ نانا کا ہے۔ بچالیا ننھیال والوں نے سو اونٹ دے کر بچالیا۔

کیا پتہ چلا؟ جس عرب میں ایک انسان کی قیمت دس اونٹ تھی اب وہ انسانیت کو بڑھا کے سو اُونٹ کر دی مسئلہ عقائد اور مذہب کا نہیں ہے کہ آپ لڑتے مرتے ہیں، جھگڑے اور فساد اور ایک چھوٹے سے ملک میں ہو رہے ہیں ہر ملک میں امن ہے سوائے پاکستان کے اور محرّم کا چاند ہوا اور جھگڑے شروع ہو گئے۔ جھگڑے عقائد پہ نہ کرو لڑو تو انسانیت پہ لڑو۔ جو کر رہے تھے اجدادِ پیغمبر سب کافر رہتے تھے عرب میں لیکن عبدالمطلبؑ نے انسان کی قیمت بڑھائی کہ اب کوئی انسان مارا جائے سو اونٹ دینے پڑیں گے دس والا دَور گیا، تو اب ہر ایک قتل کرنے سے ڈرے گا، ارے پاکستان اپنے آئین میں پہلے انسان کی قیمت تو بڑھائے تب قتلِ عام رُکے گا۔ قیمت کہاں بڑھا رہے ہیں، آپ نے تو انسان کو سستا کیا ہوا ہے مارا گیا تو مارا گیا دس سال مقدمہ بیس سال مقدمہ، پچیس سال مقدمہ اتنا سستا کیا ہوا ہے غریب مرے یا امیر سب کا حق برابر کیا، چاہے وزیر اعظم کا بھائی مارا جائے یا کوئی مزدور مارا جائے ہمارے یہاں انسان کی کوئی قیمت نہیں ہے قیمت تو مقرر کیجئے عبدالمطلبؑ کی طرح، عبدالمطلبؑ نے قیمت

مقرر کی حسینؑ نے اتنی قیمت بڑھادی انسان کی کہا کون مارے گا انسان کو لاؤ علی اکبرؑ جیسا لاؤ، عباسؑ جیسا لاؤ، علی اصغرؑ جیسا کہاں لے گئے حسینؑ قیمت، محرم آتا ہے انسان کی قیمت بتانے آپ انسان تو بنا رہے ہیں، انسان انسانیت کی قیمت سمجھ گیا تھا اس لیئے سامنے سے ہٹ گیا جو انسان کی قیمت نہیں جانتا ہو اس مظلوم قوم کے سامنے ڈٹا ہوا ہے تو ڈٹے رہو لعنت لیتے رہو، مسلمانو! عیسائی کی طرح سمجھدار بنو کیوں لعنتیں لیتے ہو، یہی نہیں پتہ کہ لعنت کا نقصان کیا ہے لعنت کا نقصان معلوم ہے سنو کیا ہے نقصان اس لیئے کہ اللہ کے یہاں لکھا جاتا ہے کہ جس پہ اللہ کی لعنت ہوگئی وہ رحمتِ معبود سے خارج کر دیا گیا اب لاکھ رحمٰن ورحیم کو پکارو لاکھ پکارو ضائع جائے گا۔ اس لیئے کہ وہاں لکھا گیا اور لعنت کا ایک دستور ہے جو قانون ہے وہ سمجھا دوں وہ بتا دوں لوگ لعنت کے معنی نہیں سمجھے، سب سے پہلے اس کو نفاذ کر کے علیؑ کے لیئے رکھا گیا بڑا کارنامہ کیا دربار میں علیؑ کے بڑے بھائی عقیلؑ پہنچ گئے اور آئے پیسے بٹ رہے تھے تھیلیاں بٹ رہی تھیں درہم و دینار کی کہا یہ کس لیئے بٹ رہے ہیں اتنے سکے تھیلیاں بھر بھر کے کہا علیؑ پہ جو لعنت (معاذ اللہ) کرتا ہے ہم اُسے انعام دیتے ہیں اگر تمہیں لینا ہے تم بھی ایک تھیلی لے لو کہا ہاں چاہیئے کہا تو منبر پہ جا کے علیؑ پہ لعنت کرو منبر پہ گئے عقیلؑ بن ابی طالبؑ ابوطالبؑ کا بیٹا علیؑ کا بڑا بھائی عبدالمطلبؑ کا پوتا ہاشمؑ کا پرپوتا محمدؐ کا سگا چچازاد بھائی بھرے دربار میں منبر کے عرشے پہ عرشہ سمجھتے ہیں؟ جہاں میں بیٹھا ہوں جس کے بعد کوئی زینہ نہ ہو وہاں جا کے کہا اُس نے مجھ سے کہا کہ میں علیؑ پہ لعنت کروں تو بس خدا کی لعنت اُسی پہ قرار ہو اب اُسی پہ تو پردہ ہے جب تک اشارہ نہ ہو اُس کے سمجھ میں نہ آئے اگر یوں کہا جائے اُسی پر ہو تو اُسی تو ادھر اُدھر جا رہا ہے

اور کہہ کر اُتر آ ئے اور کہالا ؤ تھیلی کہالو تھیلی تو لے جاؤ مگر سمجھ میں نہیں آیا کہ تم نے کس پر لعنت کی یہ اُسی کون ہے۔ اُس نے کہا کہ بس اُسی پہ لعنت ہو تو یہ اُسی کون کہا تجھے پریشانی کیا ہے لعنت تو ہوگئی ہے نا کیا پریشانی ہے کہا سمجھ میں نہیں آیا کہ کدھر کی تم نے لعنت، کہا تجھے رسولؐ کی حدیث نہیں یاد، کہا کیا ہے حدیث، کہا رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جب زبان سے لعنت نکل جاتی ہے تو اپنے مستحق کو ڈھونڈ کے وہیں جاتی ہے۔'' کیا پریشانی ہے جس پر اللہ کر رہا ہے اُس پہ ہو رہی ہے لَعۡنَةَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ (سورۂ آلِ عمران آیت ۶۱)۔ پریشانی کیا ہے چل چکی جس پہ ہو رہی ہے تو ہو رہی ہے وہ اپنی جگہ ڈھونڈتی جا رہی ہے اور جہاں جہاں جا رہی ہے وہ رحمت سے مایوس ہوتا جا رہا ہے اور جو رحمت سے مایوس ہوتا جا رہا ہے اللہ کہتا ہے وَّاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ (سورۂ ص آیت ۷۸) ''تجھ پر یومِ جزا تک کے لئے لعنت ہے'' اُسے ابلیس کہتے ہیں۔ عیسائیوں نے ایک فیصلہ نہیں کیا عالمِ اسلام کے اندرونی فیصلے بھی کرتے چلے گئے اور کس شان سے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اسلام کے فیصلے کر رہے ہیں اور ہم یہودیت کے بھی فیصلے کر رہے ہیں۔

لیکن یہودی زبان سے یہ نہیں کہتا کہ ہم تمہیں معجز نما مانتے ہیں عیسائی نے کہا ہم معجز نما مانتے ہیں کیوں مانتے ہیں اس لیئے کہ ہم نے انجیل کو پڑھا ہے، اس وقت کہا دیکھا تم نے، کہا ہم نے دیکھا کہ پانچ افراد آئے اور آ کے شامیانے کے نیچے بیٹھ گئے اور سناٹا تھا ہم نے غور سے انہیں دیکھنا شروع کیا اور وہ ہماری طرف دیکھ رہے تھے اب وہ کچھ بولیں یا ہم کچھ بولیں یا انتظار کریں کہ ادھر سے پیغام آئے گا اور فیصلہ ہو تو ہمیں یہ معلوم تھا یہ نہیں بولیں گے اور ہمیں بھی نہیں

بولنا ہے ہم سب کو آسمان کی طرف دیکھنا ہے اب فیصلہ آیا جو لوگ اپنا فیصلہ اللہ پہ چھوڑ دیتے ہیں یقین تو کرو جو اللہ پہ فیصلہ چھوڑ دیتا ہے اس کا کیا ہوتا ہے جن کے فیصلے دنیا کی عدالتیں نہیں کر پاتیں وہ اپنے فیصلے اللہ پہ چھوڑ دیتے ہیں اُس دن سے ڈرو جس دن اللہ کسی قوم کے حق میں فیصلہ کر دے اِسی لیئے ڈرنا چاہیئے لو فیصلہ ہونے والا ہے فیصلہ آ رہا تھا انسانوں نے دیکھا عیسائیوں نے دیکھا پہلے انہوں نے آثار دیکھے کسے کہتے ہیں کچھ جانتے ہیں آپ آثار کے معنی معلوم ہیں آثار کے کیا معنی ہیں آثار کے معنی یہ ہیں ہوا چل رہی ہے یعنی بادل آنے والے ہیں کس چیز کے آثار ہیں بارش ہونے والی ہے صبح کو پو پھوٹتی ہے سرخی نظر آئی کس چیز کے یہ آثار ہیں، سورج نکلنے والا ہے کسی بڑی چیز کے آنے سے پہلے آثار آتے ہیں، آثار سے پہچانا جاتا ہے کہ کوئی بڑی چیز آنے والی ہے اب میں کیسے سمجھاؤں اپنوں کو سمجھاؤں یا غیروں کو سمجھاؤں، آثار کے معنی تو معلوم ہیں ناعلم آثار ہے تابوت آثار ہیں تعزیہ آثار ہے، مجلس آثار، سمجھ گئے۔ آثار پہلے بنتے ہیں جب کوئی بڑی آمد ہونے والی ہوتی ہے تو آثار پہلے بنائے جاتے ہیں، پھر بچوں کو سمجھا دوں، سات رنگ پہلے دھنک کے نظر آئے جسے عربی میں کہتے ہیں قوس قزح آثار ہیں یہ رنگ یہ بتا رہے ہیں کہ کچھ ہونے والا ہے۔ اب سمجھ گئے ہیں یا اور مثالیں دے دوں۔ آثار پہلے بنائے جاتے ہیں تا کہ بڑی آمد ثابت کی جاسکے۔ ہر آمد ہر بڑی شے اپنے آثار سے پہچانی جاتی ہے۔ ابراہیمؑ کا منیٰ میں اسماعیلؑ کو لٹانا آثارِ آمدِ کربلا، آثار پہلے بنائے جاتے ہیں بڑی آمد کے لیئے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک ایک لاکھ پیغمبر آ چکے، سب مر جاؤ دفن ہو جاؤ عیسیٰؑ تم زندہ رہو آؤ چوتھے آسمان پر آؤ کیوں اوپر آؤ اوپر کہاں آؤ کتنے ہیں آسمان

ایک دو تین یہ تین کیوں چھوڑے چوتھے پہ کیوں روکا کہا اس لیئے کہ چوتھے پہ سورج ہے سورج آ ثار ہے عیسیٰؑ تم بھی آ ثار ہو تا کہ جہاں سے سورج نظر آ تا ہے وہاں سے آ ثار نظر آئیں۔ عیسیٰؑ کس چیز کے آ ثار ہیں اس لیئے تو روکا ہے عیسیٰؑ کو آ ثار بنایا ہے عیسیٰؑ کو روکا اس لیئے ہے کہ آ ثار ہیں کوئی آ نے والا ہے عیسیٰؑ کو روکا ہے مہدیؑ کے لیئے مہدیؑ آ فتاب ہیں عیسیٰؑ روشنی ہیں صبح کی، موسیٰؑ کو کیوں نہیں روکا، عیسیٰؑ کو کیوں روکا کہا بنی اسرائیل کا آ خری پیغمبر اس لیئے روکا، تو پروردگار کتنے راز ہیں تیرے سب بتا دے نا، کہا سارے تو اُسی دن کھلیں گے جب سب کے راز کھلیں گے، کچھ کچھ بتا دیتے ہیں جتنے تمہارے دماغوں میں آ جائیں چونکہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سلسلہ اسحٰقؑ سے شروع ہوا بنی اسماعیل میں صرف اسماعیلؑ اور محمدؐ بنی اسرائیل میں بعدِ ابراہیمؑ اسحٰقؑ اور پھر یعقوبؑ اور پھر یوسفؑ اور پھر سلیمانؑ اور پھر داؤدؑ اور پھر شعیبؑ اور پھر زکریاؑ اور پھر یحیٰیؑ اور پھر عیسیٰؑ ستر ہزار انبیاءؑ بنی اسرائیل میں اسحٰقؑ کی اولاد میں آئے آ خری عیسیٰؑ تو عیسیٰؑ کو کیوں روکا کہا عیسیٰؑ کو اس لیئے روکا کہ عیسیٰؑ کو جو پیغمبری دی اُس کا راز نہیں معلوم آدمؑ کا بیٹا نبی ہوا شیث، شیث کا بیٹا نبی ہوا انوشؑ انوشؑ کا بیٹا نبی ہوا قینان، قینان کا بیٹا لمک، اُس کا بیٹا نوحؑ، نوحؑ کا بیٹا سام، سام کا بیٹا ارفخشد، ارفخشد کا بیٹا تارُخ، تارُخ کا بیٹا ابراہیمؑ، ابراہیمؑ کا بیٹا اسحٰقؑ، اسحٰقؑ کا بیٹا یعقوبؑ، یعقوبؑ کا بیٹا یوسفؑ، داؤدؑ کا بیٹا سلیمانؑ،، عمرانؑ کے بیٹے موسیٰؑ اور ہارونؑ، زکریاؑ کا بیٹا یحیٰیؑ سب اپنے باپ کے بعد نبی سب اپنے باپ کے بعد نبی عیسیٰؑ اپنی ماں کے بعد نبی، اچھا اچھا آ ثار پہلے، تقریر ختم ہوگئی نہیں سمجھے تو مباہلہ نہیں سمجھے، ہر مباہلہ آ ثار، کہا آ ثار نہیں عیسیٰؑ کو میں نے کسی باپ کا نائب نبی نہیں بنایا تو یہ کدھر سے نبی بن گئے، مریمؑ کے

باپ عمرانؑ اور عمرانؑ جو ہیں حضرت موسیٰؑ کی نسل میں سے ہیں تو نبوت یوں چلی تو ایسے کیسے چلی یہ ننھیال کی طرف سے نبوت کیسے چلی، کیوں جو ددھیال سے چلا سکتا ہے وہ خدا ننھیال سے بھی چلا سکتا ہے، یہ دنیا والے کہتے ہیں صرف باپ کا وارث بیٹا ہوتا ہے فرمانِ الٰہی کے مطابق نانا کا وارث نواسہ ہوتا ہے۔ دنیا والے تو کہتے ہیں کہ باپ کا وارث بیٹا ہوتا ہے قرآن نے کہا نہیں ہمارے یہاں باپ کی وارث بیٹی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں، کیوں؟ تیرے یہاں رواج کیوں بدلتے ہیں کہا بدلتے کہاں ہیں اور جو بدلتے ہیں تم اُسے جانتے کہاں ہو پلٹ دوں میں اپنی دلیل کو جو رواج ہم بناتے ہیں جب اُسے پلٹتے ہیں تو اُس پہ تم احتجاج نہیں کرتے ہو کیا مطلب بھئی تم کہنے لگے باپ کا وارث بیٹا ہوتا ہے اور جس کے باپ ہی نہ ہو ماں ہی نہ ہو تو پہلی مثال ہم نے انسان کی یہ دی آدمؑ کے نہ باپ نہ ماں یہ تو کسی کا وارث ہی نہیں ہے بعد میں ہم نے یہ رسمیں بدلیں نا کہ، بیٹا باپ کا وارث ہوتا جائے گا، پہلے تو ایک انسان ہے جس کا باپ ہے نہ خاندان ہے، پہلی والی مثال بھول گئے، جب مثال بدلی تو وہ یاد رکھی نہیں سمجھ رہے ہیں آپ وہی جو پہلی والی مثال رکھی تھی اب جو بدلی تو تمہیں عادت پڑ گئی باپ کا وارث بیٹا ہوگا ایک دم سے بغیر باپ کے عیسیٰؑ کو پیدا کیا۔ وہی جو آدمؑ کے لیے تھا، تو تم سمجھے کہ یہ نئی بات ہوگئی نئی کیا سب سے پرانی مثال تو یہ ہے یہیں سے تو مباہلہ پرسوں شروع ہوا تھا یہیں تو ختم ہو رہا ہے، مباہلہ بھولیں آپ میں کیوں بھولوں، آغاز تو یہاں سے ہوا تھا تقریر کا پہلے یہ اصول تھا کہ ایک دم بغیر باپ کے پوری کائنات کا وارث ایک انسان ہوگیا آدمؑ کو اللہ نے وارث بنا دیا کیسے؟ ہم سب اب دوبارہ سنائیں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ خلیفہ کے معنی

خلف، خلف کے معنی؟ بیٹا ہو بغیر باپ کے بلافصل اللہ نے اپنے بعد آدمؑ کو زمین کا مالک بنادیا کس سے وراثت لی ہے آدمؑ نے کہاں ہے باپ، اپناوارث بنایا ہم نے اپناوارث بنایا اس کے بعد یہ رسم چلی بیٹا باپ کا وارث ہے تو تمہیں اسی کی عادت پڑگئی۔ اللہ نے پھر عیسیٰؑ کو بنایا اسی طرح جیسے آدمؑ کو بنایا یہاں ایک بات کا اضافہ کردیا۔ آدمؑ کی ماں بھی نہیں تھی یہاں ہمارا دل چاہا کہ آدمؑ کی طرح باپ نہ ہو لیکن ماں ہو، اب یا اللہ یہ بتادے یہاں ماں کیوں ہو، آوازِ قدرت آئی تاکہ تم یہ سمجھ تو سکو کہ ماں کی طرف سے بھی وراثت ملتی ہے ورنہ تم تو بیٹی کی عظمت ہی نہیں سمجھو گے۔ تم یہ نہیں سمجھو گے کہ بیٹی کیا ہے اس لیئے مریمؑ کی پھر عظمت سمجھ لیجئے، ایک لاکھ نبوتیں ہوں تو مریمؑ میں سمائیں اور ساری رسالتیں نبوتیں امامتیں مل کے فاطمہؑ میں سمائی ہیں۔ مریمؑ وارث ہیں آدمؑ سے لے کر عمرانؑ تک کی، ساری کتابیں عیسیٰؑ کو ملیں، سارے صحیفے عیسیٰؑ کو ملے، ساری وصیتیں عیسیٰؑ کو ملیں، کس کے ذریعے مریمؑ کے ذریعے ملیں، عیسیٰؑ کس کے وارث ہوئے، اپنی ماں کے وارث ہم نے آثار بنادیئے کسی بڑی چیز کے لیئے اب کوئی آثار دیکھ کر نہ کہے کہ سورج نکل آیا تو وہ آنکھ کا اندھا ہے آثار کو دیکھ کے انکار کردے کہ سورج نہیں نکلا، نابینا کے لیئے قرآن کافی نہیں ہے، حرف کو دیکھنا عبادت ہے، آثار کو دیکھو سمجھو آدمؑ کو تم نے کیا کہا تم نے بحث اُٹھادی کہاں ہے محمدؐ کا وارث ایک بیٹی چھوڑی تھی وارث کہاں ہے تو کیا محلے والے وارث بن جائیں گے، کوئی پڑوسی وارث بنے گا اور جب عمران کے بیٹا نہیں تھا تو پوری قوم بنی اسرائیل وارث بن جاتی، عمران کی قوم نے مانا بنی اسرائیل نے مانا ہاں ہاں نبی ہوتے ہیں وارث اتنی سمجھدار قوم ہے کہ نبوت ہمیں ملی ہے اس بی بی سے مریمؑ کے متعلق غلط فہمیاں تھیں یہودیوں

نے یہ باتیں اُڑائی تھیں جھانسے میں آ گئی قوم، بعد میں تو سمجھی عظمتِ مریمؑ تو بعد میں تو سمجھے آدمی کہ کیا ہوا، کہاں ہے رسولؐ کا وارث، چلا دو بحث کوئی وارث نہیں چھوڑا، جب یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ کوئی وارث نہیں تو کوئی بھی وارث بن جائے گا۔ یزید نے کہا میں ہوں وارث، اب کرلو کچھ اُس نے کہا میں ہی وارث ہوں، شام والے یہی سمجھتے تھے تو یہی تو بتانا تھا وارث کون ہے کربلا فیصلہ ہے علمی وراثت کا تو جاہل وارث بن رہا ہے علم کا، دولت کی باتیں میں نہیں کرتا خلافت کی باتیں میں نہیں کرتا میرا موضوع علم ہوتا ہے میرا موضوع علم اور جہل ہے۔ نہ وہ خلافتیں رہیں نہ وہ سلطنتیں رہیں اس لیئے بیکار ہے اُس کی بات کرنا علم تو ہے شہرِ علم تو ہے دروازہ تو ہے کہاں ہے بیت المال اور دولتیں اور خزانے، اُس کی کیا بات کر رہے ہو شہرِ علم ہے علم کی حکومت۔ چلا دو پروپیگنڈہ کیا ایک بیٹی چھوڑی تھی وارث تو تھا نہیں، بیٹا ہوتا تو کیا آپ حکومت دے دیتے قرآن اُٹھاؤ اور اس کی قسم کھاؤ کافی ہے کہ اگر بیٹا ہوتا تو سقیفہ میں جھگڑا نہ ہوتا، بتاؤ ہوتا کہ نہ ہوتا ارے تب اور ہوتا اس لیئے کہ ایک تھوڑی دیتا سب بیویوں سے ایک ایک بیٹا دیتا تو بارہ ایک ساتھ دیتا بارہ بیویاں تھیں بارہ ایک ساتھ دیتا بارہ میں ہی پہلے جھگڑا ہوتا، دینے بارہ ہی تھے ایک وقت میں نہیں ایک کے بعد ایک ایک کر کے اور جب ایک کے بعد ایک آئے گا تو جھگڑا نہ ہوگا نہ قومی جھگڑا نہ آپس کا جھگڑا، ہر ایک اپنی اپنی جگہ آئے گا تو نہ دیکھو اس لیئے کہ صرف وراثت کا جھگڑا تھوڑی ہے مال کا بھی جھگڑا ہے، زر، زمین، زن، جھگڑے میں تین چیزیں شامل تھیں، جھگڑوں سے ہٹو علم کے میدان میں آؤ، پھر ہوگا مباہلہ تو مزا بھی آئے گا محمدؐ کے دشمنوں نے کہا وارث تو نہیں تھا قدرت نے کہا تو بیٹی تو تھی ہاں بیٹی کے دو بیٹے

ہوتے ہوتے عباسی دور آ گیا۔ انہوں نے کہا اعلان کرتے رہو پیغمبر کا وارث نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ نسل بیٹے سے چلتی ہے بیٹی سے نہیں۔ عہدہ اور منصب بیٹے کے ذریعے ملتا ہے بیٹی کے ذریعے نہیں قدرت نے کہا تم پروپیگنڈہ کررہے ہو ہم نے آثار پہلے رکھے ہیں اس لیئے تو موسیٰؑ کو نہیں روکا، روکا ہے تو عیسیٰؑ کو روکا ہے تو کیوں روکا ہے کہا اس لیئے روکا ہے کہ بیٹی کا وارث آئے جب مہدیؑ فاطمہؑ کا بیٹا آئے تو ہم عیسائیوں کو بلائیں گے اور پھر ہم یہ کہیں گے لو عیسیٰؑ آئے، پھر ہم عیسائیوں سے کہلوائیں گے کہ عیسیٰؑ کو وارث مانتے ہو، ہاں مانتے ہیں، کیوں مانتے ہو اس لیئے کہ وہ مریمؑ کا بیٹا ہے تو مسلمان شرمائیں گے عیسائیوں کے سامنے تو پھر پلٹ کے عیسیٰؑ سے کہیں گے گواہی تو میں دے رہا ہوں اللہ گواہ ایسا رکھتا کہ جس کے ماں باپ ہوتے دونوں کہا نہیں پکار کے عیسیٰؑ کہیں گے اس لیئے نہیں رکھا کوئی پیغمبر کہ آج ہے گواہی کا مسئلہ بیٹی والے کی گواہی بیٹی والا دے اب سمجھے کیا دیکھا تھا عیسائیوں نے، کہہ دو مختصر مباہلے کو، کہا دیکھا تھا پہلی بار ایک چیز دیکھی تھی اُس سے پہلے نہ دیکھی تھی، اس کی تھی ہیبت مسجد میں جب آئے تھے روز گفتگو ہو رہی تھی رسولؐ کو دیکھ رہے تھے نیا چہرہ ہے علیؑ پہلو میں تھے دیکھ رہے تھے، نیا چہرہ ہے اب کتنے لوگ بچے، دو لوگ بچے کُل دو بچے اور ایک چہرہ نقاب میں چھپا ہے یہ پہلی بار دیکھا کالی نقاب کی ہیبت تھی چہرہ سامنے نہیں تھا پھر کہا وہ چہرے دیکھ رہے ہیں، اگر یہ کہہ دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے۔ رسولؐ کا چہرہ تو دیکھ چکے حسنؑ اور حسینؑ کا چہرہ پہلی بار دیکھا اور بی بی کے چہرے پر نقاب دیکھا چونکہ مریمؑ کو سمجھ چکے تھے اس لیئے نقاب کی عظمت سمجھ گئے کہ اس کالی نقاب میں ہیبت ہے، ارے عیسائی تھے مگر پردے کی عظمت پہچانتے تھے، لعنت ہو کر بلا

کے ان اشقیا پر کہ زینبؑ کے نقاب کی عزت نہ کر سکے، یہ مباہلہ ہے وہ چہرے دیکھ رہے ہیں تو کہا تمہارے سامنے پہاڑ سے بڑی کوئی چیز نہیں کہا ہم کیا کریں ہم نے انجیل پڑھی ہم نے توریت پڑھی اور ہم نے تمہارے قرآن میں بھی دیکھا ہے کہ ہر نبی کو یہ معجزہ دیا گیا کہ جب موسیٰؑ کی قوم سے کہا توریت لے لو تو انہوں نے انکار کیا تو اللہ نے کہا اگر یہ نہیں مانتے موسیٰؑ تو ہم پورا کوہِ طور لا کر ان کے سر پر ڈال دیتے ہیں، یہ قرآن میں ہے معجزہ توریت سے چل کے قرآن تک آئے اور موسیٰؑ کے تمام معجزات میں سب سے بڑا معجزہ اللہ نے پورا پہاڑ کوہِ طور اُٹھایا اور پوری قوم کے سر پہ نیچا کر دیا اور آواز دی اور اگر نہیں توریت کو اُٹھاتے تو ہم یہ پہاڑ تمہارے سروں پہ چھوڑتے ہیں، اب جو انہوں نے دیکھا تو پورا پہاڑ تھا سب کے سر پہ پہاڑ کوہِ طور کوئی اتنی سی چیز نہیں ہے دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ جو سرمہ بن چکا ہے، اُس وقت تو موجود تھا، معجزہ کس کا پڑھتے ہیں موسیٰؑ کا، کیا ہے معجزہ، نبی پہاڑ کو یوں چلاؤ ان کے سامنے مثال ہی سب سے بڑی یہ تھی، گھبرا گھبرا کے ادھر جو دیکھا آثار نظر آئے کیا آثار نظر آئے دیکھا سیاہ آندھی اُٹھ رہی تھی، دیکھا پرندوں نے اپنی گردنیں ڈال دیں اور پر گرا دیئے اور سارے پرندے پیڑوں سے گرنے لگے اور منہ کے بل پڑ گئے زمین پہ اور ایک بار زمین ہلی سیاہی میں ستارے نظر آئے، آفتاب لرزا، آثار دیکھے ان آثار میں ایک آثار یہ نظر آیا کہ پہاڑوں نے ارادہ کیا کہ جگہ چھوڑ دیں، عیسائی تھے عادل، ایک ایک آثار کو دیکھا سمجھ گئے آ گئی قیامت مباہلہ ختم ہوا آثار دیکھے تو اب سمجھے حسنؑ اور حسینؑ موسیٰؑ سے کم نہیں ہیں، یہ اشارہ کریں گے پہاڑ ہمارے سروں پہ ہوگا، ہے نا سمجھدار قوم، آثار سے پہچان گئی عیسائیوں نے لعنت سے بچ کر قیامت کو روک

لیا، آج مسلمان چاہے تو قیامت کو روک سکتا ہے چاہے تو قیامت لے لے، ہر آن ہے قیامت نفس کی قیامت، روح کی قیامت، نزاع کی قیامت، قبر کی قیامت، ابھی تو چھوٹی چھوٹی قیامتیں ہیں جو ایک ایک پہ گزر رہی ہیں اور جب آ جائے بڑی قیامت کاش آ ثار سے پہچان لیتے کربلا میں آ ثار تھے آندھی اُٹھی آفتاب کو گہن لگا ستارے ٹوٹے زمین لرزی پہاڑ آپس میں ٹکرائے تھے، آ ثار تھے آ ثار کو نہیں سمجھے اگر آ ثار کو سمجھ لیتے تو قیامت سے بچ جاتے قیامت آئے گی اس لیئے کہ آ ثار اللہ دِکھا چکا قیامت اُنہیں لوگوں کے لیئے ہے جنہوں نے اللہ کے عظیم بندوں کو نہیں مانا ورنہ قیامت کیوں ہے خواہ مخواہ جس انسان کو خود بنائے اُسی کو تباہ کردے جس کی قیمت بڑھاتا جائے جس کی قدر کروائے اُسی کو ایک دن تباہ کردے نہیں سب کو نہیں تباہ کرے گا کہا یا رسولؐ اللہ آئے گی قیامت، کہا میں اور قیامت یوں ساتھ ہیں دونوں انگلیوں کو ملا کے کہا ہم اور قیامت یوں ساتھ چلے جا رہے ہیں جہاں تک پیغمبرؐ وہاں تک قیامت ساتھ ساتھ قیامت آ کے رہے گی اور ساتھ ہی ایک چیخ اُٹھے گی اصحاب نے کہا تو اُس وقت جب صُور پھُنکے اور تباہی قریب ہو تو کیا کریں یا رسولؐ اللہ ہم اپنا بچاؤ کیسے کریں گے رسولؐ نے کہا وہ بچ جائے گا جو چلا چلا کے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کہے گا۔ دفاع ہے عذابِ الٰہی سے دفاع ہے دُرود، اتنی بڑی قیامت رُکے ایک دُرود سے حدیث رکھی ہے سنی شیعہ سب کے یہاں یہ ہے دُرود آلِ محمدؐ کا، جو دُرود پڑھ لے گا وہ بچ جائے گا تو دُرود کی عادت تو ڈالو بچنے کے لیئے قیامت سے جب عادت ہی نہ ہوگی تو کون بچے گا تو قیامت تو یوں آئے گی جیسے کبیر داس نے اپنے دوھے میں کہا جو کام کل تمہیں کرنا ہے وہ آج کرو جو آج کرنا ہے وہ ابھی کرو تو تو ہندی

میں اُس نے کیسے کہا

کال کرے سو آج کرے سو اب
پل میں پر لئے ہوئے گی بہور کرے گا کب

ایک پلک جھپکتے میں تو قیامت آتی ہے پھر کب کرے گا صبح کریں گے ارے صبح سے پہلے تو قیامت آ چکی ہوگی اس لیئے تو مجلسِ مباہلہ ہے فیصلہ ابھی کرلو ابھی کرلو ایک پل میں آئے گی قیامت جب آئے گی تو پتہ ہے کیا ہوگا پھر کیا ہوتا ہے، پتہ ہے کیا ہوتا ہے کہ فرعون سے پوچھو کیا ہوتا ہے، یہ چلے موسیٰؑ کے سامنے ہے دریا آ ؤ یہ ہے راستہ اور نکل گئے موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ تھے قوم چلی راستہ بنا فرعون پیچھا کرتا ہے موسیٰؑ کا اور جب پیچھا کرتے کرتے جیسے ہی یہ بیچ راستے میں آ گیا بیچوں بیچ میں آ گیا اور جب لگا ڈوبنے تو ہاتھ اُٹھائے میں موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لایا تو کیا کہا اللہ نے چل جہنّم میں جا آخری وقت کا ایمان ہم قبول نہیں کرتے اب جا جہنّم میں۔ ارے آخر وقت سمجھے تو کیا سمجھے ہوگئے نافرعون کی طرح غرق، اب سمجھ میں آ گیا دیکھئے ذرا ڈوب رہا ہے مر رہا ہے کافر ہے، لیکن پھر عقلمند ہے ہائے ہائے جہاں علیؑ کے دشمنوں کے اتنی عقل نہ ہو کہ وسیلے کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی، فرعون کے پاس اتنی تو عقل تھی یہ نہیں کہا اے اللہ میں ایمان لایا، بلکہ یہ کہا میں موسیٰؑ اور ہارونؑ کے اللہ پر ایمان لایا، بغیر وسیلے کے دعا نہیں مانگ رہا، مسلمانوں کے سمجھ میں نہیں آتا کہ ''علیؑ وسیلۂ نجات ہیں'' کافر بھی جانتا ہے کہ وسیلے کے بغیر اللہ نہیں سنے گا، مسلمان نہیں جان سکے کہ وسیلے کے بغیر اللہ کچھ نہیں سنتا کہو علیؑ علیؑ یہ ہے بڑا وسیلہ، یہی ہے بڑا وسیلہ، کیا کہنا اس وسیلے کا جب آ جائے محبت دیر سے بھی آئے، محبت ہو تو قدر ہو ہی جاتی ہے،

آ گیا ایک مسافر کربلا میں عصر کے وقت، اُس کو جانا تھا نجف زیارتِ علیؑ کے لیئے گھر سے نکلا تھا اپنے وطن سے چلا تھا پیر میں چھالے پڑ گئے تھے راستے میں لُوٹا گیا تھا لشکر والوں نے سامان لوٹ لیا تھا مگر طے کرلیا تھا جانا ہے نجف تک، نجف جانے کے لیئے کربلا سے گزرنا تھا۔ جب کربلا کے میدان میں پہنچا تو عجیب سماں دیکھا ایک اکیلا ہزاروں نے گھیرا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پانی پلا دو تو اشقیا تیر مارتے ہیں، پتھر مارتے ہیں، نیزہ کھینچ کر مارتے ہیں تلوار سے حملہ کرتے ہیں، مسافر رُک گیا اور حیران ہوا یہ کون سا اللہ کا بندہ ہے جس کے اتنے دشمن ہیں اور یہ تو کچھ کہتا ہی نہیں ان کو بھلا بُرا اور یہ اس پر حملہ کئے جاتے ہیں اب جو غور سے دیکھا تو اُس کے چاروں طرف لاشیں پڑی تھیں کہیں ستارہ سا کوئی نونہال تھا کہیں خوبصورت سے دو بچے تھے، کہیں زلفوں والا کڑیل جوان تھا، دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کہ کس گھرانے کے لوگ تھے کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے گئے اللہ اللہ یہ کون لوگ مارے گئے یہ کن لوگوں نے کس کو مارا۔ جاتا تھا زیارت کے لیئے پہلے اس نے یہ سوچا کہ دشمن ہیں ان سے بچ کے نکل چلو تاکہ زیارت تو نہ رُکے اور ہم نجف پہنچ جائیں کچھ دور بڑھا تھا دل میں خیال آیا کہ اللہ نے کہا ہے کہ مظلوم کی مدد کرو تو ثواب ہے ہم ایک مظلوم کی مدد نہ کریں اور علیؑ کے ہاں چلے جائیں چلو چل کے اس سے پوچھ تو لیں کہ اسے پریشانی کیا ہے کیا مصیبت ہے اور کیوں اس کو یہ لوگ نقصان پہنچاتے ہیں یہ سوچ کے قریب آیا آ کے سلام کیا سلام جو کیا تو زخمی مظلوم نے جو نگاہ اُٹھا کے سلام کا جواب دیا مسافر نے چہرہ دیکھا تو دیکھتا رہ گیا، بے اختیار کہا کہ اس غم میں اس مصیبت میں پھر بھی چہرہ اتنا پُرنور ہم نے اتنا خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا یہ اتنا اچھا انسان ہے صورت کا بھی

اچھا اور سیرت کا بھی اچھا یہ دشمن کیوں مارتے ہیں مسافر کا بار بار دل تڑپتا جاتا تو آخر میں بے اختیار کہنے لگا کہ تم یہ بتاؤ گے کہ تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے ایک عجیب بات یہاں میر انیسؔ نے کہہ دی۔

یہ تو نہ کہہ سکے کہ شۂ مشرقین ہوں
مولا نے سر جھکا کے کہا میں حسینؑ ہوں

مجھے معلوم ہے کہ جیسے آپ نے فضائل سنتے ہیں اُسی طرح آپ گریہ اور ماتم بھی کرتے ہیں۔ ''مولا نے سر جھکا کے کہا میں حسینؑ ہوں'' گھبرا کے کہنے لگا کون حسینؑ آواز آئی تو حسینؑ کو نہیں جانتا بے اختیار کہنے لگا دل چاہتا ہے آپ کو پانی پلاؤں میرے مشکیزے میں کچھ پانی ہے کہا بھائی پانی پی کر کیا کروں گا، یہ دیکھتا ہے نا جو زلفوں والے پڑے ہیں یہ پیاسے آ کے کہنے لگے ہم سے کہ بابا پانی پلا دو اس کو پانی نہیں ملا اور یہ جوان مر گیا پیاسا۔ جب بیٹا ہی پیاسا مر جائے تو اب باپ پانی پی کے کیا کرے ہمارے نصیب سے پانی اُٹھ گیا اے مسافر، کچھ ایسی گفتگو میں محبت تھی کہ رُک گیا کہا میری کمر میں تلوار لگی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے جنگ کروں اور آپ کی مدد کروں تو بے اختیار کہا نہیں ہمیں معلوم ہے تو قبر علیؑ کی زیارت کے لیئے جا رہا ہے جلدی جا اور جب قبر پہ پہنچ کر سلام کرنا تو بس اتنا پکار کر کہنا کہ سب کی مدد کرتے ہو یا علیؑ سب کے لیئے وسیلۂ نجات ہو یا علیؑ اب آؤ اور بیٹے کا سر گود میں لے لو جا جلدی جا کے یہ پیغام پہنچا دے۔ اب بہت گھبرایا تو کہنے لگا یہ کیا کہا کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہا ہمیں تیری نیت معلوم ہے تیرا ارادہ آپ نے خوب بتایا ہم گھر سے نکلے تھے یہی سوچ کے کہ پہلے نجف جائیں گے مولا علیؑ کی قبر کا طواف کریں گے اُس کے بعد ارادہ تھا کہ

وہاں سے مدینے جائیں گے مولا نے پوچھا مدینے جا کے کیا کرے گا، مسافر نے کہا وہاں پہ جنّت مقام ہے وہیں پہ میرے نبیؐ کا نواسہ حسینؑ رہتا ہے اُس کی زیارت کروں گا حسینؑ کی آنکھ سے دو آنسو اور ٹپکے کہا تو پھر کیوں یہاں رُکنا چاہتا ہے جا زیارت کو جا اب تجھے جلدی گھر جانا چاہئے اس لیئے کہ جب تو گھر سے چل رہا تھا تو تیری بیٹی تجھ سے لپٹ کے کہتی تھی بابا جلدی آنا ورنہ یہ بیٹی مر جائے گی بس اب یہ جو کہا تو بے اختیار قدم پکڑ لیئے کہا اب تم کو قسم ہے بتاؤ کہ تم کون ہو اس لیئے کہ خدا کی قسم میں اپنی بیٹی کو گھر چھوڑ کے آیا ہوں، تم کو کیسے معلوم ہوا یہ تو آثار کسی نبی میں ہوتے ہیں یا رسولؐ میں ہوتے ہیں میں اب تک سمجھ نہیں سکا کہ آپ کون ہیں تو پھر بھی چاہا کہ نہ بتائیں تو بس اتنا کہا اس درد سے واقف ہوں اس لیئے کہ ایک بیٹی صغریٰؑ مدینے میں میرا انتظار کرتی ہے تو مسافر نے بے اختیار کہا پہچان گیا زہرؑا کے لعل حسینؑ۔ ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ!

❀❀❀

ساتویں مجلس

خلافت سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرۂ ثانی کی خیمۂ سادات میں ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، ''علیؑ وسیلۂ نجات'' ہیں یہ دین کے لیئے بھی فخر کی بات ہے یہ قرآن کے لیئے بھی فخر کا مقام کہ نجات کا وسیلہ اللہ نے علیؑ کو قرار دیا بعض اپنے اس بات پر علیؑ سے ناراض نظر آتے ہیں کہ علیؑ کو ہی کیوں وسیلہ قرار دیتے ہیں تو یہ مسئلہ صرف یہی نہیں کہ علیؑ کے وسیلہ بننے کا اُٹھا بلکہ یہ تو آغاز سے بھی آپ کو نظر آئے گا کہ یہ پیغمبرؐ نے کہا ہے لا الٰہ تو علیؑ سے سوال کیوں کیا کیوں کہ آغاز میں اللہ نے یہ بات تو نہیں کہہ دی تھی کہ سب کچھ علیؑ ہے پہلے بھی اللہ نے اپنی بات کی، کہا یہ ہمارا پیغمبرؐ ہے ہم نے بھیجا ہے اور یہ ہماری بات کر رہا ہے اور یہ بس اتنا ٹکڑا آپ سب سے کہہ دیں بس یہ اتنا سا ٹکڑا ہے کہو اللہ ایک ہے تو پہلا جھگڑا تو لا الٰہ ہے کہو نہیں، تو نہیں مان لیا نا، اچھا اگر مان لیا تو سب نے مان لیا تو کیا لا الٰہ کا جھگڑا ختم ہو گیا اس کو مانئے کہ جتنے مسئلے اُٹھے جن کے مسئلے یہ جھگڑے ہوئے وہ ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ جب علیؑ کو پیش کیا تو وہاں

بھی یہی جھگڑا اُٹھا جب علیؑ کا مسئلہ پیش کیا، جملہ بہت قیمتی کہنے جارہا ہوں تو علیؑ کا مسئلہ پیش کیا گیا تو پھر جھگڑا اُٹھا پہلے لا اِلٰہ پر جھگڑا اُٹھا پھر اللہ کے رسولؐ پر جھگڑا اُٹھا جب یہ سب قرآن میں ہے تو ایسا نہیں کہ کوئی ان باتوں سے واقف نہیں، لا اِلٰہ پہ جھگڑا اُٹھا جس کو نہیں دیکھا کیوں مانیں ہم اپنے بت کیوں چھوڑیں پرانی باتیں کیوں چھوڑیں لا اِلٰہ تو نہیں پڑھتے دعوتِ ذوالعشیرہ گواہ ہے پھر کہا میں اللہ کا رسولؐ ہوں آیتیں ہیں قرآن میں موجود ہیں، کیوں مانیں ہم اس کو رسولؐ، اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں، یہ بھی کوئی رسولؐ ہے، بازار میں چلتا پھرتا ہے، یہ تو ہماری طرح کھاتا پیتا ہے کوئی ایسا بھی رسولؐ ہوتا ہے اور اگر یہ رسولؐ ہوتا تو ایک سونے کا چاندی کا زینہ بنا کر دکھائے جو ڈائریکٹ (Direct) جاتا ہو آسمان پہ اور اُس پہ چڑھ کے جا کے جنّت کو دیکھ کے آئیں، تب ہم اس کو نبی مانیں گے۔ یہ چاند کے دو ٹکڑے کرے تب نبی مانیں گے۔ تارا توڑتا ہوا آئے تب نبی مانیں گے یہ کر کے دکھائے، رات کو ہم نے کیا کھایا کل ہم نے کیا بات کی بڑی شرطیں لگا لگا کے اللہ کا رسولؐ مانا جائے گا تو جھگڑا کیا ہے جب اللہ کا جھگڑا ہو چکا رسولؐ کا جھگڑا ہو چکا تو یہاں تو جھگڑا ہو چکا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جیسے ہی کہا میں اللہ کا رسولؐ ہوں جب کہا کہو علیؑ مولا ہیں تو کوئی جھگڑا نہیں شروع ہوا چپکے چپکے سازش ہوئی کہ جھگڑا کریں گے پھر کے کوئی نہیں آیا تو اس لیئے کہ وہاں اللہ اکیلا تھا یہاں ڈھائی لاکھ کے مجمعے میں کوئی مخالف نظر نہیں آرہا تھا، بولیں کیسے پہلے بنالیں موافق تو جھگڑا شروع نہیں ہوگا اور پھر یہ دو بھائی ہیں ایک بھائی وہ ہے جس نے اللہ کی حکومت کر کے دکھا دی دوسرا بھائی وہ ہے جس نے مخالفت کرنے والوں کے سر توڑ کے دکھا دیئے اب بولے کون، اس وقت کون بولے جھگڑا کریں گے

بات بولیں گے اب یہ بھی پتہ ہے کہ جب اللہ پیش کیا گیا ہے اور رسولؐ پیش کیا گیا ہے یہ انہیں معلوم ہے کہ اس سے بہت پہلے علیؑ کو پیش کیا جا چکا ہے حالانکہ نہ اس سے واقف تھے اسلام جب لائے کلمہ جب پڑھا کہانیاں، داستانیں واقعات مشہور مشہور واقعات انسان کو جب متاثر کرتے ہیں وہ غائب نہیں ہو جاتے اچھا آپ صحیح صحیح بتایئے سامنے کی باتیں ہیں جب آئے رسولؐ چالیس برس کی عمر میں اعلان کیا علیؑ بارہ تیرہ برس کے ہیں اُن کو سب پتہ ہے چچا نے کیا اعلان کیا، دادا نے کیا کیا، بنی ہاشم کو نہیں جانتے سب پتہ ہے سچ سچ بتایئے دعوتِ ذوالعشیرہ سے علیؑ نے کہا ہوگا کہ میں آپ کی مدد کروں گا آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور جب رسولؐ اللہ نے کہا ہوگا بس سن لو تم لوگ یہی ہے میرا جانشین وہی خلیفہ، ایک لفظ نہیں کہا یعنی جتنے لفظوں سے سمجھ سکو میں نے کہہ دیا بس میرے پاس جو کچھ بھی ہے یہ ہے یعنی بلا فصل سارا معاملہ طے ہو گیا، اچھا اس وقت کے لیئے دوسرا تھا بھی نہیں کہ وہ کسی کے مقابل کھڑا ہوتا اس لیئے یہ کسی کی سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا اللہ کیا رسولؐ کیا اور کیا ہونے والا ہے، کتنی کامیابی ہوگی۔

اگر پتہ ہوتا تو سب کو منصب کی ہوس ہوتی ابھی تو سب کچھ کمزور سا لگ رہا ہے یہ اُن کو نہیں پتہ تھا یہ جو لڑکا اُٹھا ہے اور جس نے مدد کا اعلان کیا ہے کس کا بیٹا ہے پتہ تھا کیا یہ نہیں پتہ تھا کہ یہ بچّہ کعبہ میں پیدا ہوا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی نہیں تھی قصہ تو مشہور رہا ہوگا کہ بھئی اس کی ماں کعبے میں گئی یا بچّہ تو کعبے میں پیدا ہوا ہے، مکّے کے کافر علیؑ کو جانتے اور پہچانتے تھے، یعنی علیؑ کا مسئلہ لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسولؐ اللہ سے پہلے موجود تھا عربوں کے لیئے یہ میں بتانا چاہ رہا ہوں۔ یہ جب سنا ہوگا یہ پتہ ہوگا اور چشم دید لوگ ہوں گے کہ بھئی ایک بی بی آئی اور وہ تیرہ رجب کو اندر

داخل ہوئی، دیوار ٹوٹی، تین دن کے بعد ماں اور بیٹا باہر آ گئے۔ یہ قصہ سب کو معلوم ہے اس سے زیادہ جو مشہور ہوا قصہ وہ کلمہ اژدر کا دو ہو جانا ہے، اس لیئے کہ جو خود پارٹی کا لیڈر ہے وہ جانتا ہے تو وہ باتیں کیسے کر سکتا ہے پارٹی لیڈر ہے یا کچھ ہے تو یہ واقعہ اور زیادہ مشہور ہوا کونسا کہ بھئی جو بھی بچّہ مکہ میں پیدا ہوتا ہے تو سانپ پالے ہوئے ہیں کھانا پینا سب انہیں ملتا ہے معیار الولد جو ولدیت کا معیار بتاتے ہیں تو عربوں کے پاس ولدیت کا معیار تو تھا نا، یعنی اگر ولدیت کا معیار اب تک چلا آ رہا ہے تو یہ کوئی نئی بات تو نہیں یعنی عرب یہ چاہتے تھے کسی چیز کا شعور نہیں ہے اس کی تاریخ پیسہ، روپیہ، زمین، مکان، محل حکومت کسی چیز سے واسطہ نہیں جس چیز پر بہت زور ہے بچّہ ہمارے گھر میں حلالی پیدا ہو یعنی اسلام سے بہت پہلے کی رسم ہے اس کا بڑا خیال ہے حد یہ ہے کہ جب گھر سے سفر کرتے تھے تو پیڑ میں دھاگا باندھ کے جاتے تھے یعنی بیوی کو گروی کر کے جاتے تھے بڑی رسمیں ہیں پرانی عربوں کی اسلام آنے سے پہلے کی رسمیں ہیں، دھاگا ٹوٹ جائے تو سمجھتے تھے بیوی نے خیانت کی ہے تو کفر میں بھی چلئے کھینچ رہے تھے، دھاگے بندھ رہے تھے نسل کو بچانے کے لیئے اتنا تو شعور اُن میں تھا کہ گھر میں پاک بچّہ پیدا ہو اس لیئے دو سانپ پالے ہوئے تھے معیار ان کا یہی تھا سب سے بھیانک جانور جسے دیکھ کر بدن میں ایک سُرسُری ہوتی ہے، سرسراہٹ ہوتی ہے نا، بھئی ڈریئے آدمی بہت بہادر انسان سے کیا ڈرنا۔ آپ اُس شیطان سے ڈرتے ہیں، کوئی نہیں ڈرتا لیکن ادھر شکل دیکھی نام سنا یہ ایک فطرتی بات ہے لیکن دل میں خوف چھپائے رہتے ہیں یہ تو نہیں کہ سانپ دیکھا اب تو خیر کہاں ہوتے ہیں اب تو T.V پہ نظر آتے ہیں اطمینان رہتا ہے نکلے گا

بھی نہیں آئے گا بھی نہیں اور آرام سے فلم اس کی دیکھ رہے ہیں جہاں جہاں اُس کو نہیں دیکھا وہاں بھی دیکھ رہے ہیں گھر میں کیا کرتا ہے کہاں جاتا ہے کیسے کھاتا ہے کیسے پیتا ہے پوری Detail آپ کو معلوم ہے لیکن اگر ابھی جائے سپیرا لینے ابھی جائے اور وہ نکل جائے جانے دیں گے تھوڑا سا خوف ہوگا سچ سچ بتایئے میری بات پہ رونے تو نہیں لگیں گے کہیں ایسا تو نہیں ہوگا تو اس کو بھی یہ معلوم ہے کہ اگر دودھ پلاتے رہو اور کوئی کام سپرد کر دو آج، سانپوں کو پالا کہ نہیں اُن کی عادت پتہ ہے کہ نہیں، تو عربوں نے بھی دو پال لیئے انہیں پتہ ہے کہ ہمیں کھانا پینا صرف اس کام کا مل رہا ہے کہ کسی کا بچّہ ہو تو ہم اُس کی خدمت کریں گے، بچہ ہوا بھیجا کہ وہاں چھینک آئے اب یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ یہ حلالی ہے تو چھوڑ دو اور اگر حرام زادہ ہے رکھ لو یعنی اس وقت بھی اُن کے لیئے میری بات پر غور کرنا یعنی اس وقت جب اسلام نہیں آیا اس وقت عربوں کے لیئے حرام زادہ سانپ سے بدتر ہے سانپ سے بدتر کیا مطلب یعنی معاشرے کے لیئے یہ زہر ہے بھئی جملہ سنئے بھئی زہر تو ماں باپ کا اُگلا ہے یہ زہر کیوں خطرناک ہے پتہ چلا سانپ خود خطرناک نہیں اس کے اندر جو زہر ہے، اُس کا خوف ہے یہ اُگل دے اگر وہ ہے خطرناک چیز تو یہ سب کو معلوم ہے کہ ماں باپ خطرناک نہیں ہیں جو نتیجہ انہوں نے کیا تھا وہ ہمارے معاشرے، محلے اور سماج کے لیئے خطرناک ہے اور اُس کا جینا بہتر نہیں ہے ہمارے حق میں تو جانور کی خدمت لے کے کیا ہم اُسے فنا کر دیں یعنی ہر وہ مضر چیز جو انسانیت کے لیئے نقصان دِہ ہے کافر بھی چاہتا ہے کہ انسانیت کے لیئے جو شے نقصان دِہ ہو اُسے فنا کر دیا جائے تو کیا اسلام یہ نہیں چاہے گا کہ ایسی چیز کو فنا کر دیا جائے تو اس کو نہاں رکھے گا میں کچھ سمجھانا چاہ رہا تھا

کافر وسیلہ بنا رہے ہیں سانپ کو تو کیا اسلام بھی سانپ کو وسیلہ بنا لے؟ نہیں، اسلام ایک بلند شے ہے وہ سانپ کو وسیلہ نہیں بنائے گا وہ حیدرؑ کو وسیلہ بنائے گا توجہ رکھیئے گا لیکن اے پروردگار تو وسیلہ ہے۔ اس مسئلے میں علیؑ کو، ابھی تو علیؑ پیدا ہوئے ہیں ابھی اسلام نہیں آیا جب اسلام آئے تب یہ مسئلہ چھڑے پروردگار جب لوگ آ جائیں کلمہ پڑھ کے تب یہ پیمانہ بنے کہ کون پاکیزہ ہے اور کون نجس ہے اب لفظ میں کہہ چکا بار بار نہیں کہنا ہے آپ لفظ خود سمجھ گئے کہ جو کہا گیا وہ یہاں پر فٹ کرنا ہے یعنی اسلام کو یہ فیصلہ کرنا ہے تو جو ہے نا کلمہ کیا ہے بھئی آپ علماء ہیں یہی تو میں کہتا ہوں مجھے نہیں پتہ تحفۃ العوام آپ نے پوری پڑھی کہ نہیں پڑھی، پڑھی ضرور ہوگی جہاں پر طہارت کا چیپٹر (Chapter) ہے وہ تو پڑھا ہے نا آپ نے تو ایک فہرست ہے کیا کیا چیزیں نجس کو پاک بناتی ہیں نہیں پڑھا ہوگا سُنا تو ہوگا کان میں تو بات پڑی ہوگی، پانی نجس کو پاک بناتا ہے سورج کی روشنی نجس کو پاک بناتی ہے مٹی نجس کو پاک کرتی ہے، ہے نا لیکن اس تحریر میں سب سے اوپر کیا لکھا ہے لا اِلٰہ الا اللہ نجس کو پاک کرتا ہے یعنی ابھی کافر تھا اُس کے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا مسلمان اُس کا پسینہ نجس ہے اُس کو اپنے بستر پر بٹھا نہیں سکتا ہے بستر نجس ہو جائے گا یعنی جب تک کافر خشک ہے تو بٹھا لیجئے لیکن اگر پسینہ آیا نجس یہ بالکل ہی ویسے ہے جب تک کتا خشک ہے تو نجس ہے گیلا ہوا تو اور زیادہ نجس ہو گیا، آپ کو یہ نہیں کہ کتے کو پاک کروں گا چاہے سمندر میں جتنے غوطے دیتے جائیں گے اُتنا نجس ہوتا جائے گا۔ پتہ چلا کچھ نجس چیزیں ایسی ہیں جو پاک ہو ہی نہیں سکتیں یہ اسلام کا فیصلہ ہے لیکن لا الٰہ الا اللہ میں وہ طاقت ہے کہ جو ابھی ابھی نجس تھا اُس نے کہا لا اِلٰہ اِلا اللہ اب اُس کا پسینہ بھی پاک ہو گیا

اُس کے ہاتھ کا کھانا پینا بھی پاک ہوگیا وہ مجسم پاک ہوگیا، پاک کرنے والی چیزوں میں سے سرفہرست لا إلٰہ إلا اللہ۔لیکن کتا اگر کہہ دے لا إلٰہ الا اللہ فیصلہ لا إلٰہ الا اللہ آنے سے پہلے یہ کیا تھا کہ بھئی کتے پہ اگر کہیں گے لا إلٰہ الا اللہ تو یہ نہیں ہوگا۔اچھا اب پتہ کیسے چلے مثلاً اصحاب کہف کے کتے نے کلمہ پڑھ لیا پاک ہوگیا مجھے بتایئے ہے نجس اور نجس چیز جنّت میں نہیں جاسکتی۔یہ بحث تب تک جاری ہے کہ جب تک اصحابِ کہف جنّت میں جائیں گے تو اگر کتّا بھی جائے گا یا نہیں کسی نے نہیں لکھا کہ کتّا بھی جنّت میں جائے گا کہ نہیں اسماعیلؑ کے لیئے جو دنبہ آیا ہے وہ جنّت میں جائے گا امام حسینؑ کا گھوڑا جنّت میں جائے گا۔کوّا جس نے قبر بنائی جنّت میں جائے گا، داؤدؑ کا گدھا جنّت میں جائے گا حضرت عیسیٰؑ کا گدھا جنّت میں جائے گا۔حضورؐ کی اُونٹنی جنّت میں جائے گی کام سب کے برابر، قطمیر نے بھی یہی کام کیا یہ کسی نے نہیں لکھا اصحابِ کہف کا کتّا بھی جنّت میں جائے گا کتا جنّت میں نہیں جاسکتا، بات سمجھنے میں آپ ذرا سی دیر لگا دیتے ہیں اور اُس میں ذرا ہمارے لیئے مسئلہ ہو جاتا ہے اگلی بات کہنے میں جنّت کسی نے دیکھی نہیں لیکن کیسے معلوم ہو کہ کتا جنّت میں نہیں جاسکتا، اللہ نے کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ جو دنیا میں نہ بنائی ہو تا کہ سمجھ میں آجائے کہ انسان کو اس طرح دیکھنا کہ تم جنّت میں نہیں جاسکتے تو جب اصول بننے والا ہے کہ کتّا کلمہ پڑھ کے پاک نہیں ہوسکتا تو وہ جنّت میں نہیں جاسکتا پہلے ایک معجزہ دنیا میں رکھ دیا کہ دنیا میں کتے کہیں بھی جائیں مگر نجف میں نہیں جاسکتے۔کتّا نجف میں نہیں جاسکتا، مجمع میں کہہ دیجئے کتے نجف نہیں جاتے، اللہ کی ایک مخلوق ہے اُس کی اپنی بنائی ہوئی چیز ہی ہے اپنی اللہ کی اپنی بنائی ہوئی چیز ہے کسی کو پاک قرار دے کسی کو نجس قرار دے تو انسان

بھی اللہ کی تخلیق ہے جس کو چاہے پاک بنادے جس کو چاہے نجس بنادے تو فیصلہ بعد میں کرنا جب کلمہ پڑھ کے آ جائیں تو تب یہ اعلان ہو کہ اس اسلام کے دائرے میں تو وہ رہ سکتے ہیں جن کی ولادت پاک ہے اور ان کے اوپر لیبل (Label) چپکا یا جائے گا جن کی ولادت طاہر نہیں ہے یہ بعد میں ہوگا، کہا نہیں اسلام میں جو کلمہ پڑھ کے آئے گا وہ طاہر، کافر پڑھے کلمہ، کلمہ اُس کو طاہر کر دے گا لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد اگر کسی کی ولادت میں نجاست ہے تو حرام زادہ ہے، کلمہ پڑھنے سے وہ حلال زادہ نہیں ہو جائے گا، کلمے سے یہ فیصلہ نہیں ہوگا اس لیئے یہ فیصلہ ہم پہلے سنا دیں کہ نسل کی ضمانت کلمہ نہیں ہے نسل کی ضمانت کچھ اور ہے جہاں تک بات نسل کی ہے تو جس نسل کو طاہر رکھا ہے اُس نسل کے واقعات پر فیصلہ کریں ہوگا نسل کا، عقیدہ ہے کہ ابراہیمؑ سے ہاشمؑ تک واقعات ہیں رسولؐ اور علیؑ تو رسولؐ کلمہ دیں، رسالت دیں، ولایت دیں، دعوت ذوالعشیرہ بعد میں ہے علیؑ کا اعلان بعد میں ہے یہ مسئلہ پہلے اور کافروں نے مان لیا کچھ سمجھانا چاہ رہا ہوں، کلمہ نہیں مانیں گے دیر لگائیں گے رسالت نہیں مانیں گے دیر لگائیں گے یہ مسئلہ فوراً مان لیا، اس لیئے کہ یہ مسئلہ تھا ہیبت ناک، فیصلہ سانپ کرے پیچھے ہٹا دیا ڈس لیا جسے ڈس لیا تھا یہ نہیں ہے حلالی جسے چھوڑ دیا یہ ہے حلالی یعنی انسانیت کی توہین ہو رہی ہے اور درندے کے ذریعے انسانی قیمت کی عظمت بتائی جا رہی ہے۔ یہ اسلام کو منظور نہیں انسان تو خود معیار ہے سانپ کیسے معیار بنے گا اور وہ سانپ جسے اللہ جنت سے نکال چکا ہے وہ انسان کی قسمت کا فیصلہ کرے گا، نسل کا فیصلہ کرے گا نہیں یہ اللہ کو نہیں منظور تو ابوجہل آیا سانپ لایا چھوڑ دیا اب یہاں مسئلہ دوسرا، قماط کہتے ہیں عربی میں جھولے کو قماط کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک چادر

میں بچّے کو لپیٹ کے اُس کا ایک سرا دیوار سے لگا کر باندھ دیا اگر صحن ہے تو درخت سے باندھ دیا اب بچّہ اس چادر میں بندھا ہوا ہے جھول رہا ہے یہ ہے عرب کا جھولا، جب بی بی فاطمہؑ بنت اسدؑ کام میں مصروف ہوتیں تو بچّے کو قماط میں لپیٹ لیتیں، اب بنی ہاشم کا ایک اور طریقہ ہے کہ ریشمی ڈوری ہوتی تھی چادر میں بچّے کو لٹا کے ریشم کی ڈوری سے باندھ دیتے تھے تا کہ جھولنے میں بچّہ گر نہ جائے، یہ روز ہوتا تھا کہ جب باندھتی تھیں اور جب واپس آتی تھیں گود میں لینے تو وہ ڈوری ٹوٹی ہوئی ہوتی تھی تو وہ سمجھتی تھیں کہ شاید یہ بہت تندرست ہے ایک چادر اور ڈوری نا کافی ہے تو تعداد بڑھاتی تھیں سات چادریں علیؑ پہ لپیٹی گئی تھیں یعنی جب تک معیار الولد گھر میں داخل ہو سات پردوں میں علیؑ ہیں یعنی سات حصار توڑیں گے ایک ہوتا تو ہاں بچپنے میں توڑ دیا وہ آیا اور اپنے کام میں مصروف ہوا، وہ قریب سے جا کر بچّے کو سونگھے تو فیصلہ ہے وہ بلند ہوا اور بلند ہوا انہوں نے ڈور چھوڑ دی قماط کو پھاڑا اُس کو دیکھا اُس نے ان کو دیکھا، ان کی نظریں اس پہ پڑیں، ابھی اس وقت تو یہ سمجھے کہ یہ جو مقابل آیا ہے اس کے اندر کس کس کی روح سمائی ہوئی ہے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اندر مرحب بھی ہے اس کے اندر حارث بھی ہے اس کے اندر عنتر بھی ہے اس کے اندر یاسر بھی ہے اس کے اندر عمرا ابن عبدِوَد بھی ہے اس کے اندر شیبہ بھی ہے اس کے اندر عُتبہ بھی ہے اس کے اندر ولید بھی ہے اس کے اندر شیطان بھی ہے، اب بچّے نے وہی خبر بھیجی کہ یہ میں نے ایک کو ہی نہیں مارا نوشتۂ دیوار پڑھ لو آئندہ کیا ہونے والا ہے دونوں ہاتھوں سے کلّہ اژدر کو پکڑ لیا ٹکڑے ٹکڑے کر کے وہیں جھولے کے پاس ڈال دیا ماں نے آ کے دیکھا فوراً ابوطالبؑ کو آواز دی بچّے کے پاس سانپ کے ٹکڑے پڑے

تھے ابوطالبؑ کے یہاں یہ آیا کہاں سے، باہر نکلے دیکھا ابوجہل انتظار کر رہا ہے، کب واپس آئے گا، سانپ کا انتظار ہو رہا ہے بھئی وہاں زہر کا انتظار ہو رہا ہے، ارے ہم امن کا انتظار کر رہے ہیں، ہم شہد کا انتظار کر رہے ہیں ہم شربت کا انتظار کر رہے ہیں، یہ کیوں زہر کا انتظار یہ جہل تو ہے نا سانپ کا انتظار کر رہا ہے، ابوطالبؑ نے کہا اب وہ نہیں آئے گا، کہا کہاں گیا، آ میرے ساتھ جھولے کے پاس، ہے یہ کیا ہوا آنکھیں پھٹ گئیں جہل کی آنکھیں پھٹ گئیں اپنا انجام دیکھ کے تو اُس وقت تو جہل نے یہ سمجھا ہوگا کہ جہل سہارا لیتا ہے سانپ کے زہر کا اور علم کی شان یہ ہے کہ علم خود فیصلہ کرتا ہے ابوجہل نے کہا ابوطالبؑ یہ تمہارے بچے نے سانپ کے ٹکڑے کر دیئے، اب حلال اور حرام کا پیمانہ توڑ دیا، کیا کھلونا تھا حیدرؑ کے لیئے تو سب کو بتایئے گا کہ یہ بچہ، کہا ابوجہل اب قدرت نے تمہاری تقدیر میں یہ لکھ دیا کہ قیامت تک اب نسل کا فیصلہ سانپ نہیں کرے گا یہ بچہ کرے گا اسلام نہیں آیا ہے ابھی قرآن نہیں آیا ہے قدرت نے پہلے سے کہا کہ کلمہ پڑھ کے تم پاک تو ہو سکتے ہو لیکن یہ مسئلہ ہم پہلے سنا رہے ہیں جب اسلام میں قدم رکھنا تو یہ دیکھ لینا کہ تم نسلی اعتبار سے کیا ہو اس لیئے اعلان کیا کہ اب اس بچے کے ذریعے ہی فیصلہ ہوگا ابوجہل نے کہا وہ کیسے کہا ایسے کہ جو اس بچے سے محبت کرے گا وہ حلالی ہے جو اس بچے کا دشمن وہ حرامی ہے، ابوطالبؑ نے جو کچھ کہا رسولؐ نے اُس قول کو برقرار رکھا ہے، یا علیؑ نہیں کرے گا محبت تم سے لیکن جو مومن کامل ہو نہیں رکھے گا تم سے دشمنی لیکن جس کی نسل میں نجاست ہے، اب نام آپ کو میں بتا دوں کہ کس نے یہ حدیث لکھی ہے ہر راوی ہر شاعر کا نام لیں مولانا روم کا نام لیں شمس تبریز کا نام لیں ان سب نے نقل کی ہر مورّخ نے یہ حدیث

سنائی ہے کچھ سمجھے کہ یہ والی حدیث کیوں نہیں چھوڑتا مورّخ یہ حدیث ایسی ہے کہ سب اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ اگر حدیث چھوڑ دی کہ یہ پلٹ کر ہم پہ نہ آجائے تو فیصلہ یہ ہے اب جملہ سن لیجئے نبیؐ کے بعد نسلی شرافتوں کو ثابت کرنے کے لیئے وسیلۂ نجات علیؑ ہیں اور یہ نہیں صرف آپ یہ کہہ دیں کہ ہاں ہم علیؑ کو مانتے ہیں نسلی شرافت ہے، پورا ثبوت دینا ہوگا اور ثبوت دینا ہوگا ثبوت سلمانؓ نے بتادیا ابوذرؓ نے بتادیا عمارؓ نے بتادیا مقدادؓ نے بتادیا کہ ثبوت کا پتہ کیسے چلے گا، کہا ہاں حالات بہت خراب ہیں اور علیؑ کے دشمن بہت ہیں تو ہم آپس میں جب کوئی بات علیؑ کی کرنا چاہتے ہیں تو راز کی بات ہے تو یہ کیسے پتہ چلے کہ مجمع جو ہے وہ علیؑ کے دوستوں کا ہے یا دشمنوں کا، وہاں نہ ہم میں سے کوئی اُنہیں جانتا ہو وہاں جاکے رسولؐ کی ایک حدیث علیؑ کے بارے میں کوئی پڑھنے لگتا ہے جیسے ہی حدیث پڑھی جاتی ہے رسولؐ کی علیؑ کے بارے میں ہم جلدی جلدی سب کے چہرے دیکھ لیتے ہیں جس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل جاتا ہے ہم سمجھ جاتے ہیں یہ حلالی ہے جس کا چہرہ جھلس جاتا ہے ہم سمجھ جاتے ہیں یہ بدنسل ہے، نسلیں اپنی جگہ، قومیں اپنی جگہ ہم اپنی جگہ اتحاد اپنی جگہ حکومتیں اپنی جگہ آپ ہم سے یہ معیار تو نہیں چھین سکتے کہ جہاں علیؑ کا ذکر ہوا کم از کم ہم جان تو جاتے ہیں کتنے دوست بیٹھے ہیں اور ان میں کون دشمن پھنس گیا، آپ کو پتہ ہے یہی خوف ہے یہ خوف کہیں نہیں تھا عجیب بات ہے علیؑ کے نام میں خوف، علیؑ کے ذکر میں خوف، کہاں کہاں خوف ہے یعنی علی تو یہ بھی بتادیتے ہیں چھپی ہوئی بات اس کا بھی خوف ہے چونکہ اتنا خوف تھا آپ کیا سمجھ رہے ہیں کہ علیؑ کا خوف ختم ہوگیا بعدِ رسولؐ بھی علیؑ نے یہ بتایا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میرے ہاتھ میں ذوالفقار ہے تو میں نے

ذوالفقار کی وجہ سے سب کو خوف زدہ کیا ہے لو پچیس برس نہیں اُٹھاؤں گا اب تم دیکھنا اب قیامت تک یہ خوف جائے گا چونکہ یہ خوف تھا اس لیئے دشمنی کے بعد بھی بیٹھ بیٹھ کے یہ طے کیا، خلافت بنائیں گے سب کو لیں گے علیؑ کو نہیں لیں گے۔ سمجھ گئے نا! تقریر اپنے شباب پہ پہنچ کے ختم ہونے والی ہے آج زیادہ دیر گفتگو نہیں کرنا کہ زحمتوں کے ساتھ خواتین بھی بیٹھی ہیں اس لیئے میں نے سمیٹ کے بات جلدی سے نکتے کی کہہ دی تفصیل انشاء اللہ تین تقریریں ہیں وہ ہو جائے گی اور میری بات کو آپ اچھی طرح سمجھ رہے ہیں علیؑ کو نہیں شامل کرنا جتنے موقعے جو راستے آ رہے ہیں ہر راستے کو بند کیئے دیتے ہیں کٹ کرتے جاؤ ابھی آپ کو علی بھائی جملہ سنا گئے مولا علیؑ کے خطبے کے جملے معجزاتی خطبے۔ اجماع، علیؑ تو تھے ہی نہیں فیصلہ ہو گیا وصیت ہو گئی وصیت، علیؑ تو تھے ہی نہیں اب دونوں باتیں ختم ہو گئیں۔ شوریٰ کمیٹی، اچھا جب کمیٹی بنا رہے ہیں تو لوگ کہیں گے کہ علیؑ کو کیوں نہ لیا کمیٹی ایسی بناؤ کہ علیؑ رہیں اور پھر بھی نہ رہنے پائیں آپ دیکھ رہے ہیں یہ تمام کام کیسے ہو رہا ہے آخر میں علیؑ نے سب کو ہرا دیا اب جملہ علیؑ کا کہہ رہا ہوں شوریٰ میں یہ تھا کہ اگر علیؑ اکیلے رہ جائیں تو پوری پارٹی جو ایک طرف ہو وہ علیؑ کو قتل کر دے تو یہ نہیں چاہتے کہ علیؑ کو مار دیں ایک جو رہ جائیں تو سب ایک طرف ہو جائیں اور سب مل کے ایک کو مار دیں جو مخالفت کرے اچھا وہاں سب ایک دوسرے کے رشتہ دار کوئی کسی کا سالا کوئی کسی کا بہنوئی کوئی کسی کا ساڑھو، کوئی کسی کا رشتے دار یہ یعنی بھائی چچا باپ وغیرہ کا مسئلہ نہیں وہی رشتے تھے جو آپ سوچ رہے ہیں اور اُس میں علیؑ کا رشتہ دار ایک بھی نہ تھا کیوں اس لیئے کہ پورے عرب کے ہر قبیلے میں علیؑ کے سسرے بھی موجود تھے سالے بھی موجود تھے سوائے بنی

ہاشم کے علیؑ کی، رشتہ داری کہیں تھی ہی نہیں۔ اس لیئے کہ علیؑ تو ماں کی طرف سے بھی ہاشمی اور باپ کی طرف سے بھی ہاشمی ہیں رشتہ کون لگائے تو بھئی خونی رشتہ تو علیؑ سے بنا ہی نہ اب تک بنا رہے ہیں رشتے یہ والا بنا دو علیؑ سے وہ والا بنا دو علیؑ سے، بن نہیں رہا تو جہاں بات بنائے نہ بنے یہ ہے علیؑ کا مسئلہ بس ٹھیک ہے عبداللہ ابن عباس نے کہا یا علیؑ وہاں نہ جایئے یہ ہے اب یہ مولا کا جملہ سنا رہا ہوں وہاں نہ جایئے کہا کیوں کہا وہاں آپ کے قتل کا سامان ہے۔ جملہ سنئے جو میں سنانا چاہ رہا ہوں، مجھے روکا اب علیؑ گئے مجھے روکا گیا، کہا گیا وہاں نہ جایئے میں نے کہا کیوں نہ جاؤں تو لوگوں نے کہا وہاں تمہارے قتل کا سامان ہے علیؑ وہاں نہ جاؤ تو میں نے سب کو جواب دیا کہ ارے میں ان کے باپ دادا سے کب ڈرا تھا میں جاؤں گا، علیؑ کا جواب دیکھا ذوالفقار نہیں ہے، علیؑ کو یہ اطمینان ہے کیا اطمینان ہے جب ان کے اجداد بزدل تھے تو یہ ہمیں قتل کیا کریں گے اب مقابلہ کس چیز کا ہے یہ علیؑ کو معلوم ہے کہ تلوار سے مقابل کوئی نہیں آئے گا علیؑ کو معلوم ہے کس چیز کے مقابل آئیں گے جس چیز سے مقابل آئیں گے سیاست سے سیاست کی عیاری سے اب دوسرا خطبہ علیؑ کا اس خطبے میں سنیے کیا کہا، میں جا کے بیٹھ گیا وہ اُڑے جملہ سنئے اُنہوں نے تنہا پرواز کی، میں اُن کے ساتھ اُڑا، وہ نیچے تھے میں اُونچا، وہ اُڑتے اُڑتے نیچے گرے میں ان کے ساتھ آیا، میں نے نہ اِدھر سے جانے دیا نہ اُدھر سے جانے دیا اور کیسے جاتے، علیؑ سیاست میں کیسے جیتے اس لیئے جانتے ہیں یہ کہا بتاؤ دعوتِ ذوالعشیرہ میں کون تھا بتاؤ شبِ ہجرت میں کون تھا بتاؤ بدر میں کون تھا بتاؤ اُحد میں کون تھا بتاؤ خندق میں کون تھا بتاؤ خیبر میں کون تھا جب یہ پوچھا کہ قبر میں کس نے اُتارا جنازہ چھوڑ کے کون گیا اب کہا جاتے اُڑ کے جائیں تو نیچے

آتے جائیں تو علیؑ نے گھیر لیا دیکھیں یہ علیؑ نے مثال دی ہے تو تیز اُڑے تو میں بھی اُن کے ساتھ اُڑا وہ نیچے آئے تو میں بھی اُن کے ساتھ آیا یہ مناظرے کا فن ہے، مناظِر کی کتاب میں فن یہ لکھا ہے کہ جب بحث ہونے لگے اب سمجھا رہا ہوں بچوں کی زبان میں تو علیؑ نے جو مثال دی ہے یہ اتنی بہترین مثال ہے کہ مناظرے میں اس کے علاوہ کوئی مثال نہیں دی جا سکتی ہے یعنی دو آدمیوں میں نظریاتی اختلاف ہو اور بحث ہو رہی ہو تو کتاب میں یہ لکھا ہے کہ یہ سمجھ لو کہ پوزیشن حق کی یہ ہوتی ہے کہ دائرے میں دس آدمی بیٹھے ہوں اور بیچ میں ایک کبوتر بیٹھا ہو تو اُس وقت بحث میں آدمی کی پوزیشن کچھ کبوتر والی ہوتی، دس آدمی بیٹھے اور کبوتر جائے کدھر، اِدھر جائے تو پکڑا جائے اُدھر جائے تو پکڑا جائے اس سے بہترین مثال مناظرے میں نہیں کی گئی۔ بہترین مثال ہے تو فرمایا سرکارِ ناصر الملت نے کہ جب بحث ہو تو ایسے دائرے میں گھر جاؤ تو تم اُس وقت گھیرا توڑ دو اور توڑ کے نکلو اب تم میں اتنی طاقت نہیں کہ تم اِدھر اُدھر سے نکلو تو اس وقت وہ کرو جو کبوتر کرتا ہے، سنئے گا کہ کیا کرتا ہے کبوتر اب یہ کر کے آزما کر دیکھ لیجئے گا، کل دائرے میں دس آدمی بیٹھ جائیں بیچ میں بٹھا لیجئے گا کبوتر وہ اِدھر اُدھر گھور کے دیکھے گا میں اِدھر نہیں جا سکتا میں اُدھر نہیں جا سکتا میں اِدھر نہیں جا سکتا میں اُدھر نہیں جا سکتا تو کبوتر پتہ ہے کیا کرتا ہے کبوتر وہاں سے پرواز کرتا ہے جہاز کی طرح جیسے ہی اُڑا اِدھر نہیں جائے گا اُدھر نہیں جائے گا اُڑے گا سیدھا لیکن ایسے اُڑے گا اور (Direct) جائے گا، جب ڈائریکٹ جائے گا تو یوں جائے گا جیسے جہاز جاتا ہے، تو کہا اس طرح نکلو دس آدمیوں کے دائرے سے جیسے کبوتر نکلتا ہے۔ سن کے اُٹھو اور پھر راستے میں قائل کر کے نکل جاؤ اور پھر آ کے گھیر لو اب علیؑ

نے مثال دی اہلِ شوریٰ نے ہمیں گھیرا وہ تیز اُڑے ہم ساتھ اُڑے وہ نیچے آئے ہم نیچے آئے ، وہ جاتے کہاں باپ دادا کو کہاں چھوڑا تھا اب دو جواب، تھے؟ دعوتِ ذوالعشیرہ میں تھے، شبِ ہجرت تھے، پھینکا کیوں نہیں، خیبر میں خندق میں کیا جواب، سمجھے نا! چارہ کار نہ تھا عقل امکان میں علیؑ نہ آئے اب کیا ہوا اب تو علیؑ کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں، میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ سیاست میں دنیا ہے، لیکن علیؑ سے بڑا اور سیاست داں کوئی نہیں گزرے گا تو اب کیا پچیس سال سارے دماغوں نے یہ طاقت لگالی کہ خلافت میں علیؑ کا نام نہ آنے پائے ،علیؑ نے کہا، تو سہی پچیس برس کے بعد جو جس کا تھا جو جس جس کا تھا اُن کو دیکھا تم اس کے ہو تم اُس کے ہو یہاں کیوں آئے؟ کہا کوئی ہے ہی نہیں آپ کے علاوہ۔ سر جھکوا دیا کہا یوں منواتے ہیں اب جملہ سن لو کوشش یہ تھی کہ سلسلۂ خلافت میں علیؑ کا نام نہ آنے پائے ،علیؑ نے نقطۂ آخر میری طرف دیکھئے گا جج جب فیصلہ لکھتا ہے فیصلہ سناتا ہے یوسف کاظمی صاحب بیٹھے ہیں عدالت کے آدمی، کیا ہوتا ہے جب سائن کرتا ہے جج تو کیا ہوتا ہے قلم توڑ دیتا ہے، نہیں سمجھے فیصلہ نہیں بدلے گا، اس کے آگے کوئی شکل نہیں لکھی جائے گی ،علیؑ نے فیصلہ سنایا مسجدِ نبویؐ میں، کہا یہ ہے خلافت کا سلسلہ دستخط کئے قلم توڑ دیا آگے کوئی خلیفہ نہیں ہے۔ اب جملہ سن لیجئے تاریخِ خلافت میں ہمیں نہیں معلوم کتنے خلیفہ ہوئے تاریخ کہتی ہے چار ہوئے اب بنالو تم پانچ چھ سات آٹھ نو دس بارہ چودہ سو ڈیڑھ سو جہاں تک چاہئے لودھی بابر تک آجاؤ، ہمایوں تک آجاؤ شاہ جہاں، جہانگیر چلو بہادر شاہ تک آجاؤ کہیں تو رکو سب کو لے آؤ سب خلیفہ سارا سلسلہ چلو ہم مان ہی لیتے ہیں لیکن سلسلے سے علیؑ کو نکال کیوں دیتے ہو اگر علیؑ ہٹ جائیں تو خلافت نہ رہے خارج، ختم، عہدہ

منصب سب ختم اُس کی شان بیان کرواب جملہ سن لیجئے خلافت میں ایک لاکھ خلیفہ گزرے ہوں بہت قیمتی جملہ ضائع نہ کیجئے گا تقریر کا آخری مرحلہ ہے خلافت میں چار گزرے ہوں یا چار ہزار سب کے نام آپ کو یاد ہوں گے۔ جن کو نہیں یاد وہ پڑھ لیجئے گا فقرے بہت سے ہیں مگر پورے سلسلے میں خلافت کو سمجھنے کے لیئے وسیلۂ نجات ایک بھی خلیفہ نہ بن سکا، خلافت کے لیئے بھی وسیلۂ نجات علیؑ ہیں آپ کہیں گے کیسے تو آپ کے دل میں دماغ میں موجود ہے میں کہوں گا تو آپ کہیں گے کہ یہ کیا نئی بات کی ہے لیکن آپ ابھی موجود نہیں ساری خلافتیں اگر نجات کی راہ پر نہ ہوں تو کیا ہوگا خلافت تو جب تک ہر خلافت یہ اعلان نہ کرے کہ ہماری نجات کیا ہے تو ہلاکت میں رہے گی تو یہ بتادوں کون سے خلیفہ نے یہ نہیں کہا اگر علیؑ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے تو خلافت کی نجات کون ہے علیؑ ہے اور ہلاکت کیا ہے اگر تنہا ذات ہے تو ہوئے ہلاک تو ہم پہ کیا اعتراض ہے کہ علیاً ولی اللہ کہا ہے ہم کیوں علیؑ کو وسیلہ بنائیں تو انہوں نے کیوں علیؑ کو وسیلہ بنایا اچھا جب مشکل پڑے تو علیؑ سے کام کرالو اور ہم یہی کہیں یعنی مشکلیں کسی طرح پرابلم (Problems) دور نہ ہوں یعنی علیؑ کو نہ پکارو یعنی مصیبتیں رہنے دو انسان کو مصیبت میں رہنے دو نہیں سمجھے آپ یہ ہے اذیت پسندی کہ دوسرے انسان کو اذیت میں دیکھ کے خوش ہونا یہ بلاؤں نے گھیرا ہے یہ مصیبت میں ہے یہ آفت میں ہے اب فرق سمجھئے دنیا کا اور ہمارا دنیا چاہتی ہے انسان مصیبت میں گھرا رہے جنجال میں گھرا رہے ہم یہ چاہتے ہیں انسان بلاؤں سے نکلتا رہے، مشکلوں سے نکلتا رہے، کس نے پکارا علیؑ کو یہ ہے انسانیت کی بلندی پھر سے غور کر لیجئے یعنی ہم عقیدہ خراب کر رہے ہیں، یا اچھا کر رہے ہیں یہ کیا ہے کہ علی علیؑ کرتے

رہتے ہو تم لوگ سب کافر ہوا اچھا چلو بھئی کافر ہی سہی یہ بتاؤ نتیجہ اس کا کیا ہے ایک آدمی آیا اس نے کہا جاؤ ہم بیمار ہیں کینسر (Cancer) ہے اگر ہم نے یہ کہہ دیا فلاں ڈاکٹر کو دکھا دینگے وہ کینسر کا ماہر ہے اجی صاحب اُن کے پاس بھی گئے تھے دولاکھ روپیہ مانگا ہے آپریشن کا اور اُنہوں نے کہا کوئی گارنٹی بھی نہیں کہ آپ بچ جائیں ہم کیا کریں دولاکھ بھی ضائع ہوں اور مر بھی جائیں گے ہم اب کیا کریں ڈاکٹر بھی بے کار ہم امریکہ چلے جائیں گے وہاں سے پچیس لاکھ میں ہانگ کانگ چلے جائیں گے اتنے پیسے بھی نہیں ہیں اور یہ اذیت ہے کہ بیماری سے بچ جائیں تو اگر اتنا سا ہم نے کہہ دیا مولا علیؑ سے منت مان لیجئے ارے لفظِ علیؑ سے پچیس لاکھ بچا یئے، ہلاکت سے بچایا، نجات کا راستہ بتایا، ہو گئے کافر پتہ چلا جو انسانیت کی خدمت کرتا ہے یہ انسان اُسے کافر کہتا رہا ہے۔ اب وہ چاہے ابوطالبؑ ہوں یا وہ ابوطالبؑ کی قوم ہو اس میں بھی انسانیت کی خدمت ہے اچھا چھوڑیئے ہم تو کافر ہیں خود کافر کا حال تو سن لیجئے ڈی۔ ایف۔ کراکا (D.F.Kraka) تھا السٹریٹیڈ ویکلی کا ایڈیٹر بمبئی سے رسالہ نکلتا تھا اُس کا ایڈیٹر پارسی مذہب کا کینسر ہو گیا تکلیف میں مبتلا، اُس کی ایک پڑوسن بوڑھی عورت تھی وہ اُس کے یہاں جا کے بیٹھا یہ کتاب اُس نے خود لکھی کتاب کا نام ہے ''اور علیؑ آ گئے'' اُس کتاب میں وہ لکھ رہا ہے کہتا ہے کہ اُس بوڑھی عورت نے کہا کراکا تم پریشان نہ ہو تم ٹھیک ہو جاؤ گے ڈاکٹر نے جواب دے دیا تو کیا ہوا ہم تمہیں ایک ڈاکٹر کا نام بتائیں لیکن وہ رہتا بہت دور ہے تم وہاں جاؤ اور وہ مسلمانوں کے عقیدے کا ایک شخص ہے ایک ہستی ہے جاؤ رہتا وہ عراق میں ہے اُس کا نام علیؑ ہے تم وہاں جاؤ اب کسی ڈاکٹر وغیرہ سے رجوع مت کرو کہا بس

میرے دماغ میں یہ بات سما گئی میں نے پاسپورٹ حاصل کیا میں نے ویزا لیا اور میں انڈیا سے عراق گیا اور عراق سے میں نجف پہنچا کہنے لگے جب میں نجف پہنچا گرمی بہت تھی اُس کا ایک ٹکڑا سناؤں پوری ایک کتاب ہے انہوں نے کہا گرمی بہت تیز تھی اور میں مجمعے کے ریلے میں بڑھ رہا تھا نجف کی طرف، جب میں سرحد شہر میں پہنچا تو جب میرا پاسپورٹ چیک ہوا تو کہا گیا آپ نہیں جا سکتے آپ پارسی ہیں، تو یہاں مذہب نہیں لکھا پاسپورٹ میں آپ کو روک دیا جائے گا کہا Proof ہے مجھے اس کا بعد میں فیصلہ ہوگا کہ میں اس ریلے میں پیچھے تھا اس لیئے کہ مجھے واپس ہونا تھا مجمع آگے بڑھ رہا تھا مجھے پیچھے دھکا دیا جا رہا تھا مجھے اُس مجمعے میں لگتا تھا کہ میرے پیر زمین پر نہیں ہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے میں اب مرا اور جب مرا تو میں جانہ سکا اور بیماری کی شدت، ایسے میں کسی نے میرے سینے پہ ہاتھ رکھا اور آواز دی بس کرا کا آتے جاؤ میرے ہاتھ کے سہارے بڑھتے جاؤ اُس نے سینے پہ ہاتھ رکھا اور کہا آؤ بڑھتے جاؤ، میں بڑھتا گیا، بڑھتا گیا ایک بار آواز آئی یہ ہے ضریح میری میں ہوں علیؑ، اس جگہ پر اُس نے عنوان رکھا ''اور علیؑ آگئے'' کچھ سمجھے، جب کہتے ہیں ہم نے پکارا تو علیؑ آ جاتے ہیں ایک پارسی کہہ رہا ہے کہ ہم نے پکارا اور وہ آگئے یوں تقریر ختم ہوئی کل تفصیلی گفتگو ہوگی ایک شخص، عرب میں بدو لوگ دعا اور طریقے سے مانگتے ہیں دیہاتی لوگ الگ طریقے سے مانگتے ہیں، آپ کہتے ہیں علیؑ مولا بارگاہ میں ہاتھ جوڑ کے اُن کا طریقہ ضریح کو پکڑ لیا باقاعدہ مکالمہ ہوتا ہے میرا یہ کام کر کے دو یہ طریقہ ہے عرب میں امام حسینؑ کی ضریح پہ کہ بس مجھے یہ کام کر کے دو، مطلب یہ عالم ہے وہاں کا کہ گائیں دودھ نہیں دے رہیں لائے اور گائے کو وہیں باہر باندھ کر اندر آئے کہا

میں گائے لے کر آیا ہوں دودھ نہیں دے رہی بس اب میں باہر جاؤں تو پھر میری گائے دودھ دینے لگے۔ امام حسینؑ میری گائے دودھ نہیں دے رہی وہاں کی ادا ہے مانگنے کی، ہم ذرا ادب سے تعظیم سے علم سے دور ہاتھ جوڑ کے، اُن کی اپنے طریقے سے، یعنی یہ نہیں کہ ری جیکٹ (Reject) کر دی جائے دعا وہ ادا بھی مولا کو پسند ہے، ایک شخص عید سے ایک ہفتے پہلے رمضان کے آخری عشرے میں پہنچا پتہ ہے نا تمہیں کچھ نہیں ہے میرے پاس کوئی روزی روزگار نہیں ملا اب عید ہے ایک ہفتے بعد میرے بچوں کے پاس کپڑے نہیں ہیں عید کے، اب تم بتاؤ اب جب تک کپڑے دو گے نہیں میں یہاں سے جاؤں گا نہیں، مجھے رقم دو عید منانے کا خرچہ دو تب میں جاؤں گا۔ دوپہر ہوئی شام ہوئی رات ہوئی خدام آیا آ کے کہا اب دروازہ بند ہو گا کہا میں تو نہیں جاؤں گا مجھے تو جب تک جواب نہیں آئے گا جب تک نہیں جاؤں گا۔ اچھا ایسے کیسز (Cases) میں خدام بھی مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ ضریح چھوڑ ہی نہیں رہا خدام نے کہا اچھا ہم تو بند کر رہے ہیں تم یہیں پڑے رہو روضہ خالی ہو گیا دروازہ بند ہو گیا یہ اندر ہی ہیں تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی ایسا کر تو یہاں سے جا کاظمین بغداد وہاں ایک جوہری رہتا ہے وہ جواہرات بیچتا ہے اُس سے جا کے کہنا کہ تیرے اوپر علیؑ کا جو قرضہ ہے وہ واپس دے دو جو ملے جا کے عید منا اور بچوں کے کپڑے بنا اب اُٹھا تالا بند ہے لیکن جب دروازے کے قریب پہنچا تو دروازہ کھل گیا، باہر نکلا سواری پہ بیٹھا بغداد پہنچا گھر کو دیکھا کافی رات ہو گئی دروازہ کھٹکھٹایا وہ یہودی باہر نکلا کیا بات ہے کیوں آئے اتنی رات کو کہا تمہارے نام ایک پیغام ہے اس لیئے میں نے کہا اسی وقت پہنچا دوں کہا کس کا پیغام ہے کہنے لگا نجف والے علیؑ کا، کہا مسلمانوں کے امام علیؑ

رسولؐ کے جانشین کا، جلدی آؤ اچھا اندر آؤ اس کو بٹھایا کہا بیٹھ جاؤ تھکے ہوئے آئے ہو پانی پیو یہ لو چائے پیو اب بتاؤ کیا پیغام ہے کہا بھئی اُنہوں نے یہ کہلوایا ہے کہ اس یہودی جوہری پہ جو علیؑ کا قرضہ ہے وہ دے دیں، بس یہ سننا تھا کہ وہ سرور میں آیا، آپ کے لیئے دعا کی سرور کافی ہے۔ کہا ایک اور چائے پیو سنو یہ جملہ پھر دہراؤ پھر کہا علیؑ نے کہا کہ میرا قرضہ واپس کرو، اُس نے پھر کہا یہ جملہ پھر کہو، اب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یہ کہتا ہے کہ پھر دُہراؤ کیا کہا ہے علیؑ نے، اب وہ دُہراتا جاتا ہے یہ سنتا جاتا ہے یہاں تک کہ کشتی تک آ گیا کشتی میں بیٹھ کے چلے کہا اب سنو یہ جو بار بار میں جملہ سنتا ہوں پتہ ہے کیوں سنتا ہوں کہا ہاں مجھے بتاؤ کہا میں یاقوت بیچتا ہوں، اصلی یاقوت دنیا کے تمام ملکوں میں میرے یاقوت پسند کیئے جاتے ہیں اور کروڑوں یاقوت بیچ چکا ہوں، میرے ساتھ مال، میں کشتی میں طوفان آ گیا کشتی میری ڈوبنے لگی اُس وقت میں نے کہا مال بھی بچاؤں اور جان بھی بچاؤں تو مجھے یاد آیا میں نے کہا اے اسلام کے ولی علیؑ نجف والے میری مدد کر، اگر میں بچ گیا تو یہ بھری ہوئی تھیلی یاقوت تیرے لیئے کہا پتہ ہے میں علیؑ کا قرضدار ہوں اب وہ جملہ پھر سناؤ کہ علیؑ نے تم سے کیا کہا علیؑ نے کہا کہ میرا قرضہ ادا کر دو کہا یہ کشتی اور یاقوت اب سب تیرے یہ کہہ کے گرا اور مر گیا نہیں سمجھے آپ یہ ہے معرفت کی وہ منزل کہ میں نے ایک منت مانی تھی جس کے نام کیا تھا اُس نے قبول کیا اور منگوایا کس یقین کی منزل پر تھا کہ محبتِ علیؑ کو ترجیح دے کر سارے مال کو ٹھوکر ماردی اسی کو کہتے ہیں ولائے علیؑ کہ زمانہ چھوڑ کے ہم بیٹھے ہیں فرشِ عزا پہ!

محبت کا رشتہ نہایت ہے نازک　　　مجھے کس لئے قدر داں کھینچتے ہیں

فقیروں نے یاں پاؤں پھیلا دیئے ہیں عبث ہاتھ اہلِ جہاں کھینچتے ہیں
دکھا دوں زمینِ نجف کی بلندی بہت آپ کو آسماں کھینچتے ہیں
جھکاتے ہیں سر آستانِ علیؑ پر سرِ فخر ، تا لامکاں کھینچتے ہیں

آپ کو پتہ ہے کیا کہ یہ جو سر بلند ہے آج یہ علیؑ کے نام سے بلند ہے ورنہ اسلام کا سر جھکے اس لیئے نہ ہم کسی کا سود کھا رہے ہیں نہ قرضہ ہم صرف علیؑ کے قرض دار ہیں ہم ان کی محبت کے قرض دار ہیں واللہ یہی قرضہ تو ہے جو ادا نہ ہوا اور اب تک ادا کر رہے ہیں منت تو سب ہی مانتے ہیں علیؑ کے دربار میں جانے کس پریشانی میں تھا وہ شخص کہ اُس نے آ کے ضریح کو پکڑا اور فوراً کہا میں بہت پریشان ہوں یا علیؑ تم کو زینبؑ کا واسطہ میری دعا سن لو رات کو سویا تو خواب میں علیؑ کو دیکھا کہا دیکھو سب چاہنے والوں کو بتا دو جب کبھی بھی ہم سے دعا کرنا کچھ کہنا تو واسطے میں جو چاہئے سب کہنا میری بیٹی زینبؑ کا واسطہ نہ دینا آپ سمجھے کتنی بڑی مجلس ہے میں اسی جملے کی تشریح کرتا ہوں تلاوتِ قرآن کر رہی ہیں اور تلاوت کے درمیان میں چادر ذرا سی ماتھے سے اوپر سرک گئی آگے بڑھ کے چادر کو صحیح کیا۔ ادھر چادر صحیح ہوئی آفتاب نکلا کہا زینبؑ آفتاب رکا ہوا تھا کہ کہیں زینبؑ کے سر پہ نظر نہ پڑ جائے علیؑ زینبؑ کا یہ احترام کریں اور وہ مسلمان کہ چادرِ تطہیر زینبؑ کے سر سے چھین لے آپ کو پتہ ہے کیا کیا قیامتیں ہوئیں یعنی جب پتہ چلا عیسائیوں کو کہ نبیؐ کی بیٹی کے سر پہ چادر نہیں ہے تو حلب میں حمص میں جتنے عیسائی رہتے تھے وہ چادریں لے لے کے آئے اور ہاتھ جوڑ کے کہتے تھے اشقیاء سے کہ ان بیبیوں کو ایک ایک چادر دے دو لیکن قیامت یہ ہے جب علیؑ کے پوتے علیؑ سے پوچھا زیادہ مصیبت آپ پہ کہاں پڑی کہا شام میں، الشام

الشام الشام تو اُس نے ہاتھ باندھ کے کہا مولا کیوں، کہا تجھے کیا بتائیں کہ وہاں ہمارے ساتھ کیا ہوا جب ہم یزید کے محل پہ پہنچے تو باب الساعت پر ہم کو کئی گھنٹے روکا گیا کہ ابھی دربار سج رہا ہے۔ بعد میں لے چلیں گے جب دربار سج گیا تو پتہ ہے کیا ہوا تمام اشقیا رسیوں کے لچھے لے کے آئے اور ہم کو جانوروں کی طرح رسیوں میں باندھنا شروع کیا اور اُس کے بعد دربار میں کھینچتے ہوئے لائے لیکن بی بی زینبؑ اور ساری بیبیوں کو لے کے چلے تو چھوٹی بچی جس کے گلے میں رسّی تھی تو وہ بلند ہوگئی میری پھوپھی جھک جھک کے چل رہی تھی کہ سکینہؑ کے گلے کو پھانسی نہ لگے بانیٔ عزا کی فرمائش یہ ہے کہ ایک جوان کی مجلس ہے جو برسی ہوئی ہے کہ ہر سال اُن کی فرمائش ہوتی ہے کہ علی اکبرؑ کی مجلس پڑھیں لیکن میرے مصائب حضرت زینبؑ پر تھے گھبرایئے گا نہیں اس لیئے کہ زینبؑ کا ہی تو لاڈلا ہے، پالا تو زینبؑ نے ہی ہے اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ کتنے نازوں سے پالا ہے کس طرح علی اکبرؑ کو پالا ہے ایک عجیب منزل ہے اور اسی منزل سے میں گزر جاؤں تا کہ آپ کے لیئے دعا کروں، زینبؑ نے علیؑ اکبر کو مرنے کی اجازت تو دے دی لیکن وہ محبت جس دل سے پالا تھا جس طرح پرورش کی تھی آپ قسم کھا کے بتایئے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ جوان گھوڑے سے گر گیا اب زینبؑ کیا کرے تمام بڑے بڑے علماء نے یہ لکھا ہے کہ حسینؑ سے پہلے اب کہہ نہیں سکتا مقتل کے جملے میں میر انیسؔ کے اشعار سنائے دیتا ہوں، جیسے ہی حسینؑ لاشۂ علی اکبرؑ پہ پہنچے کتنی مشکل منزل ہے کہ جوان بیٹا برچھی کھائے پڑا ہوا ہے اب سر کو اُٹھا کے علی اکبرؑ کے اپنے زانو پہ رکھا، میر انیسؔ کہتے ہیں عجیب واقعہ ہوا دُور سے جنگل سے ایک آواز آئی اے علی اکبرؑ پھوپھی بھی تو آ رہی ہے اب منزل کیا ہے کہ جوان بیٹے کا لاشہ اور حسینؑ اور

کان میں ایک آواز میر انیس کہتے ہیں:

صدائے نالۂ زینبؑ جو شہ نے پہچانی　　قلق سے زرد ہوا رنگِ روئے نورانی
پکارے لاش کا شانہ ہلا کے اے جانی　　اب آنکھیں کھول کے دیکھو تو گھر کی ویرانی

تمہاری ماں درِ خیمہ پہ دھاڑیں مارتی ہے
اُٹھو اُٹھو علی اکبرؑ پھوپھی پکارتی ہے

لیکن منزل تھی قیامت کی وعدہ تو یہ تھا زینبؑ خیمے سے جب نکلے گی جب حسینؑ نہ ہوں گے تو منزل تھی کہ لاشہ جوان کا اُٹھایا ہی تھا کہ لاش چھوڑ دی اب لاش دوش سے اُتاری اور زینبؑ کو لے کے کہا اے زینبؑ لاش میں لاتا ہوں خیمے میں چلو کیا عجیب منزل ہے اور یہ آپ سن چکے ہیں کہ کمر عباسؑ نے توڑ دی آنکھوں کی روشنی علی اکبرؑ لے گئے جوان کا لاشہ ہے بہن کو خیمے کے در پہ پہنچایا ہے ماں لاشے کا انتظار کر رہی ہے اب لاشہ کیسے اُٹھے ایک بار حسینؑ نے یا علیؑ کہہ کے لاشہ اُٹھایا، لاش لے کے چلے کچھ دور چلے تھے کہ ایک بار لاشہ پھر زمین پہ رکھ دیا لیکن کہتے یہ ہیں جب علی اکبرؑ گھوڑے سے گرے تو جب آواز علی اکبرؑ کی آئی اور ادھر پھوپھی چلی ادھر درِ خیمہ پہ ماں آئی تو چھوٹے چھوٹے بچے خیمے میں گھبرا گئے اب چھوٹے چھوٹے بچے سر پیٹتے پردہ اُلٹ کے خیموں سے باہر آئے چھوٹے چھوٹے چار اور پانچ برس کے بچے دُور سے دیکھ رہے ہیں کہ ایک باپ جوان کا لاشہ لاتا ہے تو بچے رو کے کہتے ہیں وا علی اکبرؑ، ہائے علی اکبرؑ ایک بار حسینؑ نے لاشے کو زمین پہ رکھا اور پکار کے کہا بنی ہاشم کے بچو آؤ حسینؑ کے ساتھ مل کے بھائی کا لاشہ اُٹھاؤ چھوٹے چھوٹے بچے دوڑتے چلے علی اکبرؑ کے لاشے کو سہارا دیا، اس وقت حسینؑ پر حملہ ہوا تلواروں سے، چھوٹے چھوٹے بچے! ہائے علی اکبرؑ ہائے علی اکبرؑ!

❀❀❀

آٹھویں مجلس

عشقِ مجازی سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرۂ ثانی کی خیمہ سادات میں آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں "علیؑ وسیلۂ نجات" پر گفتگو ہے تین لفظ ہیں "علیؑ وسیلہ اور نجات" بغیر وسیلے کے کوئی کام نہیں ہوتا چاہے وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا انسان وسیلے کے بغیر ایک پل بھی نہیں جی سکتا، انسان دنیا میں آئے تو اللہ نے یہ طے کیا تھا کہ دنیا میں آئے تو بغیر وسیلے کے نہ آئے ماں باپ اس کے لیئے وسیلہ بنے تو آیا۔ آسمان سے نہیں ٹپکا دیا اللہ نے پرورش تعلیم وتربیت اسکول وکالج اور اس کے بعد نوکری اور اس کے بعد اولاد اور اس کی پرورش ہر چیز میں کوئی نہ کوئی وسیلہ ہے سب سامنے کی باتیں ہیں دنیا والے اتنے بھی جاہل نہیں کہ یہ سب کچھ نہ جانتے ہوں کہ اللہ کہتا ہے کہ رزق ہم دیتے ہیں مگر کسی فرشتے کے ذریعے نہیں بھجوایا مل سب کو رہا ہے ایسا نہیں ہے کہ کوئی روٹی نہ کھا رہا ہو اور اللہ کا عدل دیکھ لیں، کس کے ذریعے آ رہا ہے کوئی نہ کوئی تو وسیلہ ہے کہیں نہ کہیں سے تو پیسہ مل رہا ہے، جہاں سے مل رہا ہے وہی وسیلہ ہے، دنیا کا ہر وسیلہ ماننے کو تیار ہیں لیکن اللہ

کہہ رہا ہے کہ ہمارے پاس تمہیں آنا ہے اور اس دنیا میں تمہیں رکھیں گے، جو دنیا کبھی ختم نہیں ہوگی اور وہاں غم و آلام نہیں ہوگا، تکلیفیں نہیں ہونگی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے آرام دہ دنیا ہوگی، مگر وہ جب ملے گی جب تم وسیلے سے آؤ گے ہم نے تمہارے لیئے وسیلہ مقرر کر دیا ہے اور تمہارے دنیا کے جو وسیلے تھے ان کا کوئی معیار نہیں ہے کیونکہ وہ وسیلے تم نے خود بنائے ہیں تم نے جو وسیلہ پسند کیا وہ تمہارا ذریعہ تھا اس میں تمہارا اختیار تھا تم چاہو تو شراب خانے میں نوکری کر لو تم چاہو تو مسجد کے چپراسی بن جاؤ جھاڑو دو تمہاری اپنی مرضی ہے تم گناہوں کی دنیا میں بھی نوکری کر سکتے ہو جہاں خوب اوپر نیچے کے وسیلے موجود ہوں چاہو تو انکم ٹیکس میں جاؤ چاہو تو کسٹم (Custom) میں جاؤ ہم نے تو نہیں روکا وسیلہ تم نے خود بنایا ہے تو پکڑے بھی جاؤ سزا بھی ملے اخبار میں ہیڈنگ (Heading) بھی آئے پوری پوری حکومت پکڑ لی جائے عوام کیا ہیں کرپشن (Corruption) کے احتساب کا محکمہ بھی کھل جائے تو کتنے گندے وسیلے تھے کہ یہ سب پکڑے گئے وسیلے گندے ہونے ہی کی وجہ سے تو پکڑے گئے اگر وسیلے اچھے ہوتے تو کیوں پکڑے جاتے کتنے ذلیل ہو کر پکڑے گئے ہم یہی تو چاہ رہے ہیں جب تم ہمارے یہاں آؤ تو ذلیل نہ ہو۔ فرشتوں کے سامنے تم اشرف المخلوقات ہو اس لیئے ہم نے تمہیں اچھے اچھے وسیلے دیئے کہ جب تم آؤ تو عزت دار بن کر آؤ تم پر ایسے الزام نہ ہوں کرپشن کے، صاف ستھرے آؤ اچھے بن کے آؤ کہ ہم نے تمہیں اچھے اچھے وسیلے دیئے ان سب تمام وسیلوں میں ہم نے سب سے بڑا وسیلہ علیؑ کو بنایا ہے کسی کو اعتراض ہے زیادہ سے زیادہ تم یہ کر سکتے ہو کہ اعتراض تو تم ہمارے اوپر نہیں کر سکتے مگر تم جل کر خاک ضرور ہو سکتے

ہو۔(نعرہ حیدری) تم چلتے رہو تم اس بات پر چلتے رہو کہ علیؑ کو کائنات کا سب سے بڑا وسیلہ کیوں بنایا گیا ہے تو یہ ہماری مرضی اور تم کہاں تک ہم پہ اعتراض کرو گے اور اعتراض کرتے رہو ناپسندیدگی کا اظہار کرتے رہو اور کفر کی دنیا میں تیرتے رہو اور ہم اس پر بھی خوش ہوتے ہیں اس پر بھی رنجیدہ نہیں ہو جاتے کہ ہمارا بنایا ہوا انسان کفر کی دنیا میں غرق ہو رہا ہے غلاظتوں میں چھلانگیں لگا رہا ہے، ہمیں کوئی افسوس نہیں ہوتا اس لیئے کہ ہم نے اس کے لیئے تیاری کی ہوئی ہے جہنم بنایا ہوا ہے اس کا بھی تو پیٹ بھرنا ہے نا ہمیں کوئی فکر نہیں ہے اس بات کی کہ ہدایت کے لیئے نئے نئے دروازے کھولیں اور پھر سے تمہیں سہارا دیں وہ دور ختم ہوا سہارے کا جب تم نے علیؑ کو چھوڑا تو کوئی سہارا نہیں ملے گا بس اب جاؤ جہاں دل چاہے جاؤ اور ہم نے یہ طے کر لیا کہ جو جاتا ہے پستی کی طرف پھر ہم اُٹھاتے نہیں بلکہ ہم فرشتوں سے کہتے ہیں اس سے زیادہ پستی میں ڈالو اسے اس سے زیادہ پستی میں ڈالو پستی میں ڈالتے جاؤ اور اس سے زیادہ ذلیل کرتے جاؤ، اسے اچھی طرح رسوا کرتے جاؤ تا کہ اچھے طریقے سے ساتویں درجے کے جہنم کے جو خانے ہیں ان کا حق دار بن جائے تا کہ اطمینان سے ہم آگ میں جلا سکیں اس لیئے کہ ہم نے جہنم کو بنایا ہے صرف دشمن علیؑ کے لیئے، پر کوئی حدیث تو دکھا دیں ہمیں کہ جہنم کیوں بنا (نعرۂ حیدری) آدمؑ سے دشمنی کرے گا تو جہنم میں جائے گا نہیں ہے کوئی حدیث نوحؑ سے کوئی دشمنی کرے گا جہنم میں جائے گا نہیں ہے کوئی حدیث ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کی دشمنی پر اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اس کی دشمنی پر ہم تمہیں جہنم میں ڈال دیں گے، حدیث کُل ایک ہے جب انبیاء کے لیئے نہیں ہے کچھ باتیں ایسی جو چھوڑ دیں وہ آپ خود ہی باور کر لیجئے اور کہا جب کسی کے

لیئے نہیں ہے کسی ولی کے لیئے نہیں ہے بس علیؑ کے لیئے ہے ورنہ میں جہنّم کو بناتا ہی نہیں۔ اسے یہ بھی پتہ ہے کہ علیؑ کی دشمنی ہوگی اور اتنی ہوگی اتنی ہوگی کہ جنّت سے بڑی جہنّم بناؤ ہم ایک اچھا سا وسیلہ دے رہے ہیں تمہیں ہم نے پوری کائنات کے لیئے وسیلہ علیؑ کو بنایا یہ وسیلہ ہم نے دنیا بنانے سے پہلے بنایا اور طے کر دیا ہم نے، آدمؑ سے بھی کہہ دیا کہ اگر کوئی پریشانی ہے تو وسیلہ ہم نے بنا دیا، وسیلہ تمہارے پاس ہے ایسے تو ہم تم سے بات نہیں کریں گے۔ اب ہم ناراض ہو گئے اور ہم نے کہہ دیا تم سے کہ زمین پر جاؤ اور اگر دوبارہ رابطہ کرنا ہے تم کو آدمؑ تو وسیلہ علیؑ آدمؑ نے وسیلہ استعمال کیا رابطہ کیا علیؑ کو وسیلہ بنایا اللہ پھر خوش ہو گیا آدمؑ سے کہا ہم نے تمہیں مکرم بنا دیا ہم نے مکرم اس لیئے بنا دیا کہ کَرَمَ اللہُ وَجہہٗ انسان کا چہرہ مکرم ہوا اس لیئے کہ اللہ کے چہرے والے نے تم پر کرم کیا تو ہم بھی تیار ہو گئے کہ ہم تم پر کرم کر کے مکرم بنا دیں نوحؑ سے ہم نے کہا کہ یہ قوم اگر تمہیں پریشان کرے پہلے تو تم انتظار کرو کہ یہ کلمہ پڑھ لیں مسلمان ہو جائیں۔ ایمان لے آئیں اور اگر نہ کریں تو ایک لکڑی کی کشتی بناؤ اور اس میں بیٹھ جاؤ، وسیلے کو نظر میں رکھنا اور وسیلہ ہم نے علیؑ کو بنا دیا اور اگر تمہارے لیئے علیؑ وسیلہ ہوگا تو پھر کشتی نہیں ڈوبے گی اور پھر تمہارے لیئے نجات ہے پوری کشتی والوں کے لیئے اور ہم نے کشتی والوں کے لیئے نجات دے دی۔ اس لیئے کہ انہوں نے وسیلہ علیؑ کو بنایا ہم نے ابراہیمؑ کے لیئے بھی یہی کہہ دیا بڑھاپے تک وہ یہی کہتے رہے کہ بچّے نہیں ہیں ہمارے اولاد نہیں ہے ہم بوڑھے ہو گئے تو ہم نے کہا علیؑ وسیلہ ہیں اگر ان کا وسیلہ ہے تو بچہ مل جائے گا تو پھر ایک چھوڑ دو، دو لے لیئے وسیلہ پکڑ لیا اب جتنی اقوام ہیں سب کو ان دو بچوں سے پیدا کریں گے اس لیئے کہ تم نے علیؑ کو

وسیلہ بنایا اور ہم تو بہت خوش ہوتے ہیں کہ جو علیؑ کو وسیلہ بنائے، پھر اس کے بعد بھی پیغمبر آتے رہے ابراہیمؑ تو بہت بڑے پیغمبر تھے تو وہ تو رحم کرنے والے باپ تھے اور وہ تو قوموں کے باپ تھے اسی لیئے تو ان کا نام ابراہیمؑ ہوا جب اُنہوں نے وسیلہ علیؑ کو بنایا تو اب ان کے بعد والے پیغمبر تھے وہ اپنے اجداد کی بات کو کیسے بھولتے اُنہوں نے طے کیا کہ ہم ہر بات میں وسیلہ علیؑ کو بنائیں گے اور کسی پیغمبر نے سوائے علیؑ کے کسی کو وسیلہ نہیں بنایا۔ اسی لیئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ اپنی زندگی میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں کہ وسیلہ بہت اچھا تھا اس لیئے ہر ایک کی نبوتیں کامیاب ہوتی رہیں، بعض بعض مسائل ایسے آئے کہ نبوت آنے سے پہلے نبی کے کردار اور ان کی عظمت کے مسئلے میں خود اپنی ذات کے سلسلے میں کسی نقص کے سلسلے میں کچھ الجھنیں اور پریشانیاں آگئیں دنیا والوں نے انہیں الجھنوں، پریشانیوں میں ڈال دیا تو اس وقت بھی اپنا وہ وسیلہ نہیں بھولے، اس لیئے کہ انہیں معلوم تھا کہ ہمیں ایک بڑا منصب ملنے والا ہے، ہمیں اللہ ایک عہدہ دینے والا ہے، تو بڑا اصاف وشفاف کردار ہمارا ہونا چاہیئے بچپن سے لے کر جوانی تک اور ان تمام دنوں میں کہ جب کہ ہمارے پاس کوئی عہدہ منصب نہیں ہے دن گزر رہے ہیں تو قوم ہر آن اپنے وسیلے کو یاد رکھے تا کہ ہم کامیاب وکامران ہو کر نجات پا کر اپنے عہدے سے سرخرو ہوسکیں اور وہاں بھی نجات پاسکیں کہ کامیاب نبوت، رسالت کر کے ہم چلے گئے اور امتحان کے لیئے اللہ نے کوئی ایسی چیز دے دی کہ امتحان ہی امتحان ہو جائے پھر ایسے ہی ایک پیغمبر کو پیدا کر دیا کہ جسے ایسا حُسن دیا کہ کسی اور کو ایسا حُسن نہیں دیا تھا وہی حُسن اس کے لیئے پریشانی کا باعث بن گیا باپ ہے تو وہ محبت میں مبتلا ہے پھوپھی چاہتی ہے کہ بھتیجا

میرے پاس رہے بھائی چاہتے ہیں کہ اسے مار ڈالیں ایک حُسن مصیبت بن گیا۔ اچھائی میں بھی برائی میں بھی دے دیا نور سا جگ مگ جگ مگ چہرہ جدھر سے بھی گزر جائے لگے چاندنی پھیل گئی ہے چودھویں کا چاند طلوع ہو رہا ہے لیکن جب تک بچہ ہے تو بزرگوں کی محبت کا تو ہے ہی مرکز یا حسد کا مرکز ہے لیکن جب مسیں بھیگنے لگتی ہیں اور اسی بچپن کے چاند پر رعنائی شباب اور جوبن آنے لگتا ہے تو کچھ اور لوگ متوجہ ہونے لگتے ہیں اور طوفان اور آندھی آنے لگتی ہے تو اور حُسن کے لیئے پریشانی آنے لگتی ہے، جب تک حُسن تنہا ہے تو محفوظ ہے اور جب حُسن کا ساتھی عشق بنا تو آفت آئی ہوئی ہے تو یوسفؑ کے لیئے یہی پریشانی ہوگئی جب تک سات آٹھ برس کے تھے تو ٹھیک تھا معاملہ سولہویں میں جو آئے تو آئی آفت، آئی پریشانی، نگاہِ انداز ڈال کر کسی نے اپنا مدعا بیان کیا یوسفؑ بہت گھبرائے بہت پریشان ہوئے کہ میں کس مصیبت میں پھنسا یہ میں کہاں آیا کہاں سے چلا وہ مصیبت اچھی کہ کنویں میں پڑا تھا اس سے کیسے بچوں نہ بچوں تو نبوت جائے نہ بچوں تو رسالت جائے اے یوسفؑ یہ کوئی تمہارے لیئے نئی بات نہیں ہے یہ تو آخر تک ہونا ہے تو اگر وسیلہ صحیح نہ ہوا تو نہ جانے کہاں کہاں نبوت کو جانا ہے رسالتؐ کو جانا ہے لیکن ہر ایک کو اپنی نبوت کو اور رسالت کو بچانا ہے اور سب بچالے جائیں گے جب ہی تو نجات ہوگی ورنہ ہلاکت ہے تو نجات کی منزلوں کی طرف جانا ہے تو اُنہوں نے بھی دامن پکڑ ہی لیا تو اللہ نے سچویشن (Situation) بھی بتادی کہ عنقریب ایسا تھا کہ یوسفؑ متوجہ ہوجاتے لیکن ان کی نظر سامنے اُٹھ گئی یوسف سے بھی زیادہ حَسین انہی کا ہم عمر جوان دانتوں پر انگلیاں رکھے کہہ رہا تھا نہیں یوسف نہیں بس اس نے جو منع کیا تو یوسفؑ بھاگے

وسیلے نے یہ بات سمجھائی کہ بچنا کیسے ہے تم کو شر سے بچنے کا طریقہ کیا ہے، اس نے سمجھا دیا بتا دیا نبی نے بیان کر دیا، راوی نے پوچھ لیا کہ وہ کون تھا جو حُسنِ یوسفؑ سے بھی حَسین تھا کہا وہ ہمارا علیؑ تھا جو یوسفؑ کا وسیلہ بن رہا تھا نعرہ حیدری اب زکریاؑ ہوں یا یحییٰؑ ہوں یا سولی پر حضرت عیسیٰؑ ہوں کسی کی مصیبت میں آخری لفظ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے ایلی ایلی یہ تو سب عیسائی بھی جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے کس کو پکارا برسوں برسوں کی مصیبت کہ مہاتما بدھ کب سے بیٹھے کب گھر چھوڑا کیا پریشانی بچپن میں شہزادے تھے مہاراجہ کے بیٹے تھے اسٹیٹ (State) کے مالک تھے دنیا کو چھوڑا اللہ کی محبت میں لیکن اللہ ملے تو کہاں ملے بھٹکے جنگلوں میں اِدھر سے اُدھر پہنچ گئے کہاں دورے کرتے ہوئے جہاں گئے وہاں بت بن گئے، بت تو اب توڑے جا رہے ہیں مہاتما بدھ تو وہاں وہاں پہنچے نا بدھ مذہب تو افغانستان کیا، مدینہ میں پہنچا ہوا تھا مدینہ میں بہت موجود تھے، ساری دنیا بھٹکے کہاں کہاں گئے وشو بنے ساتھ میں چیلے رہے، ڈھونڈی نما آنکھیں بند کر کے کہ پا ہی لیں گے اب رب کو ایسے میں ذہن میں روشنی پیدا ہوئی کہ یوں نہ ملے گا رب جب تک تم وسیلہ علیؑ کو نہ بناؤ پکارو علیؑ کو پکارو وہ تمہیں سمجھائے گا کہ رب کیا ہے کہاں جیتی جاگتی جگ اور کہاں کوروا اور کہاں پانڈوا اور کہاں رامائن کی مہابھارت اور نہ آتے کرشن جی اور ارجن کے رتھ پہ نہ بیٹھتے اور تیر و کمان پکڑ کر نہ سمجھاتے کہ کیسے ارجن تجھے تیر پھینکنا ہے لشکر بہت بڑا ہے لیکن سنتے جاؤ کہ دنیا میں آنے والا ہے ایسا اوتار جس کا نام ہے علیؑ وہ بیچ اس گھر کے پیدا ہوگا کہ جہاں بت رکھے ہوں گے کہ جہاں انسان سجدے کرتے ہوں گے اُسی گھر میں وہ آئے گا لیکن ہم تمہیں بتا دیں کہ دنیا میں اُس سے بڑا

کوئی انسان نہیں ہے وسیلہ اس کو بنالوارجن پھر زندگی اب پار ہے۔اب تم جیت جاؤ گے اور وہ سو ہیں تو کیا اور تم پانچ ہو تو کیا اور ان پانچ میں ایک تو وہ ہے جسے تم نے وسیلہ بنانا ہے یہ پورا شلوک ہے تفصیل ہے مہابھارت میں موجود ہے بڑے سِکھ آج کل آئے ہوئے ہیں پنجابی عالمی کانفرنس ہو رہی ہے ان کی بھی کتاب جو گورونانک کی گرنتھ جی ہے اس کا ہر چیپٹر جب شروع ہوتا ہے تو اس پر علیؑ لکھا ہے اور سِکھ اپنے گردواروں میں پڑھتے ہیں اور اگر ساری دنیا کافر ہے اور آپ ہی مسلمان ہیں اور آپ ہی مومن ہیں تو خدا آپ کو غارت کرے اور آپ کے اسلام کو بھی غارت کرے دنیا تو علیؑ کو وسیلہ مان رہی ہے اور آپ علیؑ کے دشمنوں کو وسیلہ بنانا چاہتے ہیں، جائیں جہنم میں آپ جہنم خرید چکے ہمیں معلوم ہے آپ تعداد میں کتنے ہیں شیطان اکیلا ہے۔مگر آفت مچائی ہوئی ہے پوری اکثریت ایک کے چنگل میں ہے اور شر کوئی زیادہ نہیں اکیلا ہے شیطان اور سب سے مقابلہ کیا ہوا تو شر میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ اپنی عیاریوں سے مقابلہ کر لیتا ہے مگر کب تک کہاں تک اس لیئے کہ وسیلے کو بُھلایا نہیں جا سکتا وسیلے کے بغیر کام نہیں ہوسکتا اب گھر تو سب اپنا دومنزلہ بناتے ہیں ایسا تو نہیں کہ سب کے گھروں میں ایک ہی منزل ہے تو ہم جب جانیں کہ بغیر وسیلے کے چھت پہ چڑھ جاؤ سیڑھی ہو نہ زینہ اوپر جانے کا وسیلہ تو سیڑھی ہی ہے نا تو سیڑھی توڑ دو اب چھلانگ لگا کر بانس سے نٹوں بازیگروں کی طرح چھت پر جایا کرو، پھر وہ بانس وسیلہ بن جائیگا بغیر وسیلے کے کام کیا ہوگا یہ تو بتاؤ اور رہ گیا یہ کہ کچھ وسیلہ بنانے والے وہ تھے جو پار پہنچ گئے دنیا نے دیکھا کہ ان کی نجات ہوگئی کچھ وہ تھے جو قربان ہو گئے انہیں اس کی پرواہ نہیں تھی کہ دنیا سے ہمیں کیا مل رہا ہے انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ

ہماری زندگی کا مقصد علیؑ علیؑ ہے طے کرلیا بس نہ ملا ہو انہیں کچھ لیکن اُن کا نام سنہرے حروف سے تو لکھ لیا گیا انہوں نے یہ تو بتا دیا کہ محبت علیؑ ہے کیا سمجھا تو دیا نا کچھ لوگوں کے نام تاریخ میں اسی لیئے لکھے گئے کہ اُنہوں نے محبتِ علیؑ سمجھائی یہ کتنی بڑی بات ہے کتنے لیڈر دنیا میں ایسے گزرے جنہیں ایسے لوگ ملے جو ان کے نظریات کو سمجھا سکتے ہوں اور ان کے لیئے قربانی دے سکتے ہوں اور یہی کتنا چھوٹا پن ہے دنیا کا اور کتنا بڑا پن ہے علیؑ کے لیئے کہ جتنے اچھے عاشق علیؑ کو ملے دنیا میں کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئے۔ (نعرہ حیدری) ہوں نا کسی کے ایسے تو سنا دیں مجھے، ہونا کوئی ایسا عاشق ہو جس کے لیئے اس نے جان دے دی اس کا نام ہمیں کل بتائیے گا پرسوں بتائیے گا اپنا گلا کٹوا دیا ہو اپنی زبان کٹوا دی ہو اپنی آنکھوں کو نکلوا دیا ہو کسی ایک عاشق نے، نہ شکل نہ صورت کا ہے کا عشق کتابیں تو پڑھو، پڑھو تو پتہ چلے کہ جس کے داڑھی کے بال ہی نہ نکلے ہوں جس کی شکل حبشی غلام سے ملتی ہو اس پر کون عاشق ہوگا۔ (نعرہ حیدری) یہ تو فخر یوسفؑ ہیں یہ دل کے بھی خوبصورت یہ دماغ کے بھی خوبصورت، یہ سیرت کے بھی خوبصورت، یہ شکل وصورت کے بھی خوبصورت اللہ کہتا ہے کہ ہم خود خوبصورت ہیں تو ہم اپنے محبوب بھی اچھے اچھے خوبصورت بناتے ہیں نہ دیا حُسن اسی پر لڑو یہ حیات دے دی اسی پر لڑو مجھے کسی کتاب میں دکھا دیں کوئی بہت خوبصورت گزرا ہو تو ہمیں نام بتا دیجئے کسی اور بات پر عشق کر لیتے کہ ہمیں مال بہت دے رہے ہیں وظیفہ ہمارا سات ہزار روپیہ مہینہ ہے، کرلو عشق، عشق اس طرح تھوڑی ہوتا ہے عشق کے لیئے تو مرکزی چیز حُسن ہے، کسی چیز میں حُسن ہو دولت میں کہاں ہے حُسن حُسن کے لیئے ضروری ہے کہ سب چیزیں ٹھیک ٹھاک ہوں، دولت اندھی ہے تو حُسن کہاں

ہو گا دولت میں فقیر نے کہہ دیا تھا نا تیمور لنگ سے کہ دولت اندھی ہوتی ہے تیمور سے تو کہا کیسے کہا اگر اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے گھر کیسے آتی، تو اگر کوئی اسی پر خوش ہے کہ فلاں فلاں کو حکومت مل گئی اور خلافت مل گئی اندھی تھیں حکومتیں چلی گئیں اندھی تھیں خلافتیں چلی گئیں اسے بھی چھوڑ دیجئے اب تو اپنا نیا فیشن نکلا ہے اندھا قانون ایسے دیکھ رہے ہیں آپ کہ جیسے آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہم نے آپ کو پہلی بار بتایا قانون کی آنکھ پر کالی پٹی باندھ دی گئی یہ کیا ہے یہ قانون کیوں اندھا ہوتا ہے یہ دولت کیوں اندھی ہوتی ہے اندھوں کے پاس کہاں حُسن اگر اندھوں کو حافظہ مل جائے تو یہ کیا حُسن ہے اندھا اندھا ہے اللہ کہتا ہے کہ حُسن کامل وہ ہے کہ کوئی عیب نہ ہو کائنات میں سوائے علیؑ کے کون ہے بے عیب حُسن ہی حُسن ہے، ہر چیز کا حُسن تو عشق بھی ہے اور وسیلہ بھی کچھ سوچ کر جان دی لوگوں نے یہ بات ہر ایک کو کہاں نصیب، اس میں صبر کی بڑی ضرورت ہے عشقِ علیؑ کے لیئے بے صبری نہیں چلتی کیا صبر کہ دل میں عشق ہے سنا نہیں سکتے بتا نہیں سکتے ذرا سوچیے تو یہی مجنوں دیوانہ ہو کر کپڑے پھاڑ کر سڑک پر آ جاتا ہے صحرا میں پھرنے لگتا ہے۔ یعنی برداشت نہیں ہے محبت علیؑ کی محبت کم ظرف نہیں ہے۔ اعلیٰ ظرفوں میں سمائی تو چھلک نہ پڑی برسوں چھپا چھپا کر رکھا یہ صرف دو محبتوں میں ہے دنیا میں یا اللہ کی محبت یا علیؑ کی محبت، یا علیؑ کی محبت چھپائی بھی جاتی ہے اور اگر ظاہر ہونے پر آئے تو طوفان آتا ہے سیلاب آتا ہے آندھی آتی ہے پھر کوئی روک نہیں سکتا۔ (نعرۂ حیدری) یہ کوئی الگ الگ چیزیں نہیں ہیں اللہ کی محبت اور علیؑ کی محبت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں رسولؐ نے مرکز بنا دیا محبتِ علیؑ کو اس میں بہت سے راز ہیں اگر آپ سننا چاہیں گے دو تقریریں اور ہیں تو ہم وہ راز بھی سنا دیں گے اور

سب کچھ یہی ہیں اور جو کچھ ہیں وہ اس کا ذیلی مسئلہ ہے ایک ہوتی ہے کتاب ایک ہوتے ہیں حاشیے کے نوٹس (notes)، وہ کیوں ہوتے ہیں وہ اوپر کی بات کو سمجھانے کے لیئے نیچے کے حوالے ہوتے ہیں اصل نوٹ ہے محبت علیؑ اصل میٹر (Matter) ہے محبتِ علیؑ اس کو سمجھانے کے لیئے نیچے کے یہ نوٹ لگے ہیں کہ یہ نماز ہے یہ روزہ ہے یہ حج ہے یہ زکوٰۃ ہے یہ خمس ہے یہ چھوٹے چھوٹے نوٹس (Notes) ہیں نیچے اصل چیز کو سمجھانے کے لیئے اصل کتاب کیا اصل چیز کیا محبتِ علیؑ، حاشیے جتنے چاہو بڑھالو اس کا نام شریعت رکھ لو اس کا نام طریقت رکھ لو اس کا نام تاریخ رکھ لو اس کا نام فقہ رکھ لو اس کا نام قرآن رکھ لو اس کا نام تفسیر رکھ لو جو سمجھ میں آئے رکھ لو کتاب کا نام عشقِ علیؑ ہے، کچھ نہیں ہے اور آغاز بھی یہی انجام بھی یہی دنیا بھی یہی آخرت بھی یہی۔ اسی سے ہلاکت اور اسی سے نجات ہے نماز کے لیئے ہمیں بتادو کہ جس نے نہیں پڑھی ہلاک ہوا اور جس نے پڑھی نجات دکھادو حدیث جس نے نہ روزہ رکھا ہوا ہلاک، جس نے رکھا نجات علیؑ والی باتیں کوئی کرے گا، بعض وقت خود ہی کہہ دیتی ہے شریعت بیمار ہو نہ رکھنا بعد میں ادا کر لینا قضا نماز مر بھی رہے ہوں پڑھو، یاد آ جائے کیا حکم ہے دم نکل رہا ہو یاد آ جائے پلکوں سے پڑھو اسی سے سجدہ ہو اسی سے رکوع ہو، مگر پڑھو دم نکل رہا ہو مگر پڑھو پھر حکم دے دیا تم نہ پڑھنا خاتون خانہ تم نہ پڑھنا فلاں فلاں دن کیوں منع کر دیا عشقِ علیؑ کہیں منع نہیں ہے سوائے حرام زادے کے لیئے (نعرہ حیدری، نعرہ تکبیر نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری) سمجھ گئے آپ کل کی تقریر سے منسلک ہوا موضوع سے موضوع مل گیا عشقِ علیؑ بس یہی ہے وسیلہ ہر انسان کے لیئے ایسی کوئی بات کر دو یہ ہے بہت مشکل کام نماز پڑھنا بہت آسان روزہ رکھنا بہت آسان،

روزہ رکھنا بہت آسان زکوٰۃ دینا بہت آسان، جہاد کرنا بہت آسان اللہ کو ماننا بہت آسان، نبی کو ماننا بہت آسان قیامت تک پہنچنا بہت آسان، عشقِ علیؑ کائنات کا سب سے مشکل کام، عشقِ علیؑ محبتِ علیؑ موَدّتِ علیؑ سب سے مشکل کام اس لیئے سب سے بڑی جزا اس کی میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو نشہ دھیرے دھیرے چڑھ رہا ہے چسکی لے کے پوری طرح نہیں چڑھ رہا ہے غٹ غٹ کر کے یہ رکھا ہے ابھی پینا ہے یہ رکھا ہے آپ اس نشے کو ابھی ختم نہیں کرنا چاہتے وہ نشہ کیا جو ختم ہو گیا اور اس سے بڑھ کر نشہ کہیں ہے ہی نہیں یہ نشہ تو جبریلؑ کو چڑھا ہوا ہے آپ کیا ہیں، بہت بڑا نشہ ہے، عشقِ علیؑ کا جس کو ہو جائے میں بتاؤں وہ کہاں ظاہر نہیں کہ ظاہر کر دیا تو کر دیا کوئی بھی چیز آ جائے سدِ راہ ہو جائے پرواہ نہیں ہم تو نکلتے چلے جائیں گے ہم کو چھیڑا کیوں، مستائے دیوانے کو چھیڑا کیوں اب چھیڑا ہے تو سزا بھی پاؤ، ہم تو چھپائے بیٹھے ہیں ہم کہاں چاہتے تھے کہ پتہ چلے تم نے خود چاہا کہ پتہ چلاؤ کہ دل میں کیا ہے کیوں چاہا تم نے ہم تو اپنے نشہ میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے ہم کو رہنے دیتے عشقِ علیؑ کے نشے میں کیوں چھیڑا تم نے چھیڑا ہے تو دیکھو اب ہوتا کیا ہے برسوں سے کوفہ کی مسجد میں بغداد کی مسجد میں نہ جانے کتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے نہ بتاتے اور یہ حکومتوں کو بھی معلوم ہے کہ بہت بڑا عالم ہے ابن سکیت بہت بڑا عالم ہے ہارون الرشید اپنے بچوں کو پڑھواتا ہے دونوں بیٹوں کو اب آپ خود سوچ لیجئے کہ حاکم کے، خلیفہ کے، بادشاہ کے بیٹے جس سے پڑھنے جا رہے ہوں وہ کتنا بڑا عالم ہوگا۔ لیکن دل میں چھپایا بتایا نہیں کبھی کسی کی خدمت کر رہا ہے حد یہ ہے کہ دشمن کے بچوں کو بھی پڑھا رہا ہے، مزا اس کا اندر ہے علم لٹا رہا ہے کسی کے عشق میں علم نہیں روک رہا یہی تو نشہ ہے نہیں سمجھتے

آپ علم لٹتا رہے گا یہ نہیں رکے گا اندر ایک نشہ ہے جو مجبور کر رہا ہے کہ دنیا کو علم دیا جائے ،تو علم لیتے رہو کیوں آ کر پوچھو کہ دل میں کیا ہے ہم کیوں بتائیں کہ دل میں کیا ہے جو زبان پر ہے بس وہی سن لو نہیں سمجھے آپ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں نہیں پہنچے جملے تک ابھی تک جو کہا ہے وہ زبانی کہا ہے تمہیں کیا پتہ دل میں کیا ہے عشقِ علیؑ جو دل میں ہے مجمعے کے اور ہمارے کسی کو نہیں معلوم کہ ان کے دل میں کیا ہے اور ہمارے دل میں کیا ہے اس لیئے کہ ہم بتا نہیں سکتے جو کچھ بیان ہو رہا ہے یہ ختم نہیں ہو گیا، عشقِ علیؑ ہو گیا کبھی کوئی یہ سمجھے کہ ختم ہو گیا عشقِ علیؑ عشق علیؑ کبھی ختم نہیں ہوتا جتنا بیان ہوتا ہے عشقِ علیؑ اتنا ہی رہتا ہے دل میں پھر بھی نہیں سمجھے آپ عجیب چیز ہے میں کیسے سمجھاؤں آپ کو اب روکا میں نے یہ واقعہ سمجھانے کے لیئے پھر وہی ابن سکیت رہ گیا دربار میں مامون کے تشریف فرما ہیں، حضرت امام رضاؑ اس نے کہا کیا محبتِ علیؑ عشقِ علیؑ پر فیصلہ ہو گا جنّت اور جہنّم کا، کہا ہاں کہا کیسے امام نے کہا کیا تو نے پیغمبرؐ کی حدیث نہیں سنی کہ علیؑ قسیمِ نار و جنّت ہیں کہا سنی ہے، سند ہے مستند ہے تو کہا کیا شک ہے تجھے جنت اور جہنم علیؑ بانٹیں گے، کہا فیصلہ ہو جائے گا جنّت والوں کو جنّت میں بھیج دیں گے اور جہنّم والوں کو جہنّم میں ڈال دیں گے۔ یہ کہہ کر عبا سنبھالی اور چلے وہ دیکھتا رہ گیا کہا فرزندِ رسولؐ اللہ آپ نے بڑی آسانی سے بات سمجھا دی کہ جنت اور جہنم کا فیصلہ علیؑ کی محبت پر ہو گا۔ میں سمجھ گیا، آپ نے کہا سمجھ گئے تو سمجھ گئے چلے غلام پیچھے چلا آپ حجرے میں آ گئے آپ نے عبا اُتاری اُتارتے اُتارتے غلام نے کہا آپ نے بہت اچھی طرح مامون کو سمجھا دیا کہ جنّت اور جہنّم کا فیصلہ محبتِ علیؑ پر ہو گا۔ تو یہ تو اس کے لیئے تھا کیا کہا تھا میں نے کہ یہ بیان ہو جائے تو یہ نہ سمجھو کہ عشقِ علیؑ تمام بیان ہو گیا دل کو سمجھنا

مشکل ہے میں امام کے حوالے سے بتا رہا ہوں تم آج عشقِ علیؑ میں بیٹھے ہوئے کیسے خوش ہو رہے ہو، ہمارے امام رضاؑ کا عشقِ علیؑ دیکھو کیا تم ہی زیادہ عشق رکھتے ہو علیؑ اور رسولؐ سے زیادہ یا کسی نے عشقِ علیؑ کیا ہو تو اس کا نام بتادو تم وہاں تک پہنچ سکتے ہو تم نبیؐ کے قدموں تک اس عشق میں پہنچ سکتے ہو؟ تم نبیؐ کے قدموں تک اس عشق میں نہیں پہنچ سکتے اچھا اللہ سے زیادہ عشقِ علیؑ کر لیں گے آپ بات ہی ختم کر دی میں نے۔ (نعرۂ حیدری) نبیؐ سے زیادہ کوئی عشقِ علیؑ کر سکتا ہے غلام نے کہا آپ نے بات بڑی اچھی طرح سمجھا دی کہا یہ اس کے لیئے تھا تو غلام نے کہا حیرت سے کچھ اور بھی ہے؟ کہا تو سن لے کہ تیرے لیئے کیا ہے، تو کہا پھر اصل کیا ہے کہا اس نے کہا، سن لے کیا ہے، علیؑ قَسِيْمُ النَّارَ وَالْجَنَّة ہیں نام لے لے کر کہیں گے کہ تم جنت میں جاؤ تم جہنم میں جاؤ، نہیں صراط پہ علیؑ ہوں گے، سامنے جنت نیچے جہنم لوگ آتے جائیں گے علیؑ صرف اتنا کہتے جائیں گے جہنم سے یہ تیرا یہ میرا یہ تیرا یہ میرا یہ تیرا یہ میرا پھر فیصلہ ہو جائے گا۔ (نعرہ حیدری) یہ تیرا یہ میرا کیا مطلب پیشانیوں کو پڑھنے والا علیؑ حرکات وسکنات کو جاننے والا علیؑ، ساری کائنات علیؑ کے سامنے فیصلہ علیؑ کے ہاتھ میں، جسے نہ یقین ہو تیرا، جائے ہم سے جائے بنتا ہے علیؑ والا کیا تو ایک دلیل مولا علیؑ کی دیتا چلوں کسی نے کہا میں کیوں مانوں اللہ کو، علیؑ کیا ضرورت ہے اللہ کی ضرورت کیا ہے کہا ہاں کوئی ضرورت نہیں لیکن میں مانتا ہوں کہ اللہ ہے تو نہیں مانتا کہ اللہ ہے میں مانتا ہوں کہ اللہ ہے لیکن ہر حالت میں مَیں فائدہ میں رہوں گا تُو نقصان میں رہے گا کہا کیسے کہا دیکھ اللہ نہیں ہے پہنچے آخرت میں مَیں بھی پہنچا تُو بھی پہنچا اللہ نہیں ہے تو خوش ہو گیا کہ نہیں، پتہ چل گیا کہ نہیں ہے مگر یہ بتا کہ تو پہنچا اور ہم پہنچے

اور پتہ چلا اللہ ہے تُو رہا نقصان میں مَیں رہا فائدہ میں نہ ہونے میں بھی فائدے میں رہوں گا اور ہونے میں بھی فائدے میں رہوں گا فائدہ نہ ماننے میں نہیں ہے ماننے میں ہے تو علیؑ کو نہ ماننے میں فائدہ نہیں ہے ماننے میں فائدہ ہے یہاں بھی فائدہ وہاں بھی فائدہ۔ (نعرۂ حیدری) ضد کی بات دوسری ہے اگر کسی نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم جہنم کا ہی مزہ چکھیں گے تو ہم نہیں بچا سکتے۔ نہ ہوں اگر کسی اور کے ہوں تو چلو ٹھیک ہے نہیں ہیں علیؑ کے نہیں ہیں اللہ میاں نے کسی اور کو مقرر کر دیا اور مقرر اللہ نے آخرت میں علیؑ ہی کو کیا تو پھر کیا کرو گے تو بہتر یہ ہے کہ ہم ہی مزے میں رہیں گے نا، ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ مزا تم بھی لے لو پوری دنیا چاہتی ہے، مشرک کیا، عیسائی کیا، کافر کیا مزا تو لو لطف تو لو کیف کو پہچانو، جانو تو، ہیں تو علیؑ اور اگر نہیں ہیں علیؑ تو نہیں ہیں آخرت میں مگر ہیں تو پھر کیا کرو گے یہ ہمیں بتا دو نقصان کیا ہے اب یہ سوچنا کہ چھوٹ بھئے نہیں ہیں تو علیؑ بھی نہ ہوں تو یہ نہیں ہوسکتا جو نہیں ہے وہ نہیں ہے یہ ہو نہیں سکتا آپ کی وجہ سے ناممکن ہے۔ رہے گا علیؑ، سمجھ رہے ہیں نا آپ تو یہ امام نے سمجھا دیا کہ یہ ہے عشق کی منزل ابن سکیت کی اپنی منزل اس نے کبھی بتایا ہی نہیں کہ اس کے دل میں کیا ہے، تم سے کیا مطلب کہ اس کے دل میں کیا ہے، مشغول حق۔ تم سے تو میں نہیں کہہ رہا کہ تم بھی اس میں مشغول ہو جاؤ، کرو اپنا کام بس چھیڑنا نہ مجھے چھیڑو گے تو تاریخ میں ایسا جواب ملے گا کہ رسوا ہو جاؤ گے مجھے کرنے دو عشقِ علیؑ جو کر رہا ہے اسے کرنے دو عشقِ علیؑ لوگوں میں طاقت نہیں ہے ابھی پہچاننے کی حالانکہ پہچانتے ہیں جانتے ہیں انجان بنتے ہیں خود ہی اپنے ہاتھ کو کوئی خود ہی جلانا چاہے تو کیا کیا جائے۔ ہے مسئلہ ایسے میں ہارون آ گیا کہا ابنِ سکیت بتا میرے بچے پڑھائی میں کیسے ہیں کہا بہت

اچھے ہیں، ٹھیک پڑھ رہے ہیں، کہا ہاں بہت ذہین ہیں، کہا خوبصورت ہیں؟ کہا ہاں بہت خوبصورت ہیں، کہا سچ سچ بتا کہ میرے بیٹے نبیؐ کے نواسوں علیؑ کے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ سے تو اچھے ہیں نا، کہاں سے میں جملے لا رہا ہوں کیسے لا رہا ہوں کیا کر رہا ہوں بھئی عشقِ علیؑ چھپائے رہنا چھیڑنا نہیں ہے اس کو، ملنگ کو چھیڑا نہیں جاتا، پھر آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ نہیں سمجھ رہے ہیں کیا کہا اس نے یہ میرے دونوں بچّے پڑھائی میں اچھے ہیں کہا بہت اچھے ہیں خوبصورت ہیں، ذہین ہیں ہاں یہ تو بتا کہ حسنؑ و حسینؑ سے بہتر تو ہیں نا میرے بچّے، برسوں سے جو دل میں چھپائے بیٹھا ایک بار اُٹھا ہوگا بادشاہ عرب و عجم کا، مگر آج سن لے وہ جو علیؑ کا غلام قنبرؓ تھا اس کی جو جوتی تھی اس کا جو تلا تھا اس سے بھی بہتر تیرے بچّے نہیں ہیں۔ (نعرۂ حیدری) تو حسنؑ و حسینؑ کی بات کرتا ہے اب اس کی پروا نہیں ہے کہ انجام کیا ہے معلوم تھا انجام جب ہی تو بولا حبشی غلام ساتھ تھے جو کیلوں والے جوتے پہنے ہوئے تھے ہارون نے حکم دیا کہ مسجد کے صحن میں لٹا کر سارے حبشی غلام اسے اپنے جوتوں سے کچلتے جائیں اور کانٹے دار جوتوں سے اس کی بوٹیاں اُڑا دیں، سب بڑھے تھوڑی دیر میں صرف لاش تھی مگر جیسے جیسے اسے ضربیں لگ رہی تھیں ہر ضرب پر کہتا یا علیؑ، یا علیؑ، یہی تو دکھانا تھا (نعرۂ حیدری) یہ ہے عشقِ علیؑ ہر ہر خون کے قطرے سے صدا بلند ہو رہی تھی یا علیؑ یا علیؑ یہ ہے محبت کس کو نصیب ہوئی ہے یہ محبت چودہ صدیوں میں سناتے چلے جائیں کہ کون کون بتا کر گیا ہے کٹے گلے سے بھی آواز آئی ہے علیؑ علیؑ تھا اور پیر کٹے ہیں تو آواز آئی ہے علیؑ علیؑ تو کوئی یہ سوچ لے کہ ہم روک دیں گے تو عشق بھی روکے سے رکا ہے نہیں اس لیئے کہ آپ پابندی لگا دیتے ہیں دل کو دھوکہ اس میں سے کوئی چیز نکال نہیں سکتے اور

یہ عشقِ علیؑ ہی کے لیئے ہے چھپایا بھی جاتا ہے اور ظاہر بھی کیا جاتا ہے جب دونوں کام کرنے آتے ہیں عشق کرنے والوں کو تو اب کوئی راستہ روکے گا کبھی جان جاتی ہے کبھی جان بچتی ہے، مگر جس کی جان بچتی ہے وہ دوسرے کی جان لے مرتا ہے، ختم ہوئی تقریر یہ ابنِ سکیت ہے اور وہ علیؑ کا بڑا بھائی عقیلؑ ہے، وہ بھی عشقِ علیؑ میں ڈوبا ہوا ہے یہ منزل اور مشکل ہے کہ جو علیؑ کا سب سے بڑا دشمن اس کے سر پہ جا کر بیٹھ جائے یہ بہت مشکل ہے یہ آسان نہیں ہے بہت بڑا عاشق ہو جب یہ کر سکتا ہے جا کے سامنے حاکم کے شام میں سر پر بیٹھ گئے عقیلؑ ہاں بھئی کیا بات ہے اب وہ سمجھ رہا ہے کہ علیؑ سے ٹوٹ کر آئے علیؑ سے بغاوت کر کے آئے، علیؑ سے روٹھ کر آئے ہیں، پیسے پہ پیسے بڑھاتے جا رہے ہیں نہیں سمجھے علیؑ کی دشمنی میں پیسے بڑھ جاتے ہیں دشمنی کرو وظیفے بڑھ جائیں گے، مگر کام نہیں آتے خاک ہو جاتے ہیں جل کر راکھ ہو جاتے ہیں جب خود ہی خاک ہوا تو رقم کہاں جائے گی بھئی دشمنِ علیؑ پر ہم وظیفہ بڑھا دیں گے تو بڑھا دو ہم صرف اس لیئے آئے ہیں کہ تجھے یہ بتا دیں دنیا کے بڑے بڑے انسان علیؑ کے مقابل میں فضیلت نہیں لے سکے تُو کیا ہے اور تیری حقیقت کیا ہے یہ ہم بتانے آئے ہیں۔ ہم تجھے سمجھانے آئے ہیں، آ گئے پہلو میں کچھ لوگ؟ کون ہے تیرے پاس؟ شرجیل ہے، کیا ہے؟ وزیر ہے کہا اچھا یہ مکہ کے چور کا بیٹا ہے اور کون تیرے پاس بیٹھا ہے؟ کہا قیس ہے کہا جس کا والد مکہ میں اُونٹ کے ختنے کرتا تھا اور کون بیٹھا ہے یہ ہیں فرزندِ عاص ارے یہ بھی ہیں جب یہ پیدا ہوئے تھے تو مکہ کے چھ آدمی آئے چھ کے چھ دعویدار تھے کہ میں اس بچہ کا دعویدار ہوں اور کون ہے؟ کہا یہ صاحب بھی ہیں یہ مکہ کے گرہ کٹ کے بیٹے ہیں کوئی وزیر خزانہ ہے کوئی وزیر داخلہ ہے کوئی وزیر

خارجہ ہے پوری کیبنٹ (Cabinet) سجی ہوئی بیٹھی ہے ایسے ایسے وزیر ہوتے ہیں ہوتے رہے ہم نے بتایا نا کہ کس کس کو وزیر بنایا جبھی تو یہ محکمہ کرپشن (Corruption) کا کھلا ایسے کیسے لیں گے، مشرف کے کیا معنی پاک صاف کرنا بس سب جگہ سے مشرف ہو جائے آدمی اگر غدیر سے مشرف ہو گیا تو سب ٹھیک ہو جائے گا مشرف ہو جائے گا۔ بس نجابت دیکھ دیکھ کر وزیر رکھنا چاہئے کہ اچھے والے آئیں خراب والے نہ آئیں پورا نظام بدل جاتا ہے۔ کب کا بگڑا ہوا نظام عقیلؑ نے اُس وقت بتایا اب ایک بڑے آدمی کی شان ہوتی ہے جو پاس بیٹھے تھے ان کی ہوگئی بے عزتی تو سب کو برابر کیسے کریں تو کہا ہمارے بارے میں بھی کچھ بتاؤ اس قسم کی کوئی رائے ہوگی تو بگڑیں گے تو ہم کہیں گے کہ دیکھو ہم کو بھی تو کہا تم کو کہا تو کیا ہوا چالا کی دیکھئے اسے کہتے ہیں سیاست اب نہیں سمجھے کہ سیاست کیا ہے جو علیؑ سے سیاست ٹکرا رہے ہیں کیبنٹ رہ جائے ٹوٹ کر نہ چلے جائیں سب کے سامنے شجرہ ہی کھل گیا بربادی ہوگئی۔ برابر ہو جائے معاملہ تو عقیلؑ کچھ میرے بارے میں، تیرے بارے میں کتنی بار تو بتایا اچھا جبھی تو پوچھا تھا کہ کچھ ہے جبھی تو پوچھا تھا ارے پہلے کچھ ہو چکا ہے جب ہی تو پوچھا تھا کہ وہی جملے بات کہہ دو تا کہ معاملہ برابر ہو جائے، یعنی میں کہہ دوں کہ جو تمہیں کہا وہ مجھے کہا اب بُرا کیا ماننا، ارے بھئی قید کر لو جیل میں ڈال دو سزا دے دو وزیروں کو بُرا کہہ دیا ہتکِ عزت کا دعویٰ کر دو، مقدمہ کر دو ہتھکڑی ڈال دو قتل کر دو، یہ کیا مزا ہے نہیں سمجھے آپ! جتنا مزا عشقِ علیؑ کا ہے اتنا مزا لعنتیں لینے کا بھی ہے اُن کا اپنا نشہ ہے آپ کا اپنا نشہ ہے۔ (نعرہ حیدری) دوسروں کے مزے کا بھی ذرا خیال رکھا کرو اب جناب عالی کیا کچھ میرے بارے میں کہا کہہ تو دیا کہا پھر کہہ دو خدا کے لیئے

کہہ دو سیاست خراب ہو جائے گی، کہہ دو بھئی تو سزا دے دے تو کہلوانا کیوں چاہ رہا ہے بُرا بھلا کہا ہے، تیرے وزیروں کو سزا دے دے وہ نہیں دے سکتا کہا کیوں، کہا آدمی ہاتھ سے نکل جائے گا۔ آدمی ہم نے رکھا ہے علیؑ کے خلاف دنیا کو دکھانے کے لیئے کہ علیؑ کا سگا بھائی ہمارے پاس رہتا ہے دیکھا آپ نے کہ یہ ہے سیاست یا وہ ہے سیاست، یہ آپ ہمیں سمجھا دیجئے یعنی رہ بھی رہے ہیں اکڑ کر اور بات بھی کر رہے ہیں علیؑ کی اور وہ کچھ نہیں کر سکتا، بڑی سیاست تو یہ ہوئی پھر نہیں سمجھے آپ، اکڑ کر اور بات بھی کر رہے ہیں علیؑ کی اور وہ کچھ کر نہیں سکتا، یہ ہے سیاست یا وہ ہے سیاست پھر بھی نہیں سمجھے آپ پارٹی بن کر رہ رہے ہیں محمد علیؑ جناح موٹا موٹا نام لکھا ہوا ہے قائد اعظم یعنی کمزور پہلو ہیں نام پکار رہا ہے کہ پاکستان بنایا علیؑ والے نے تو علیؑ والے نہ رہیں تو کون رہے گا اس پاکستان میں اکڑ کے اس لیئے رہتے ہیں سینہ تان کے اور کرتے ہیں علیؑ علیؑ نہیں ڈرنا نہیں رکنا ہے علیؑ علیؑ، برکتیں ہیں تو اس کی رحمتیں ہیں تو اس کی جسے راز معلوم اسے معلوم ظاہر کو نہیں معلوم کچھ، جو عالم ہوتا ہے وہ جانتا ہے تو وہ بھی جانتا ہے کہ علیؑ والا تو ایک رہ رہا ہے تو اسے نقصان کیوں پہنچاؤں وہ زیادہ سمجھدار تھا یا اس کے چیلے زیادہ سمجھ دار تھے اس کی سیاست صحیح تھی یا آپ کی سیاست، مطالعہ تو کرے دنیا، کہا کچھ کہہ دو کہا اصرار کرتا ہے تو کہے دیتا ہوں حمامہ کو جانتا ہے وہ اُٹھے اور چلے گئے اور تقریر ہی ختم ہوگئی اب روک بھی نہیں سکتے پوچھ بھی نہیں سکتے ایک جملے میں بات ختم کی اور چلے گئے تفصیل بتا دیتے تو تڑپ کہاں ہوتی تو بھئی فکر ہے کیا کہا کہا تو بلاؤ ماہرِ انساب کو بلاؤ ہر دربار میں ماہر انساب ہوتا ہے بلایا کہا دیکھ تیرے شجرے میں حمامہ کیا ہے کہا کیوں پوچھ رہا ہے تُو اور مجھ سے کیوں پوچھ رہا ہے وہ بھی

حیران ہوا اسے تو سب زبانی یاد ہے، کہا ابھی عقیلؑ کہہ کر گئے ہیں کہ حمامہ کو جانتا ہے تُو بس رہنے دے پردے میں جو عقیلؑ کہہ گئے۔ انہوں نے نہیں بتایا تو بھی نہ جاننا چاہ، اب تو اور بھی تجسّس بڑھا دیکھا عقیلؑ کی سیاست غور کیا کہا سب کے سامنے اگر پتہ ہوتا تفصیل کا تو چل کمرے میں بیٹھ وہیں پوچھ لے مگر مسئلہ ہے سب کو سنوانا کس کس طرح عقیلؑ نے سنوایا ہے زمانے کو تو کیا کہنا علیؑ کی محبت کا کہ جو علیؑ سے دشمنی کرتا ہے وہ رسوا کیسے ہوتا ہے یہ اس وقت دیکھ لیجئے آپ، کہا تُو بتا کیا ہے کہا آپ کی دادی کا نام، تو کہا کہ عقیلؑ نے طنز میں نام کیا لیا؟ کہا بات یہیں روک، آپ نے پوچھا میں نے بتا دیا رجسٹر (Register) میں سب کچھ لکھا ہے آپ پڑھ لیجئے آپ کا رجسٹر (Register) ہے آپ کے بزرگوں کا بنایا ہوا ہے تو پڑھ لیجئے نا بھئی مجھ سے کیوں پڑھوانا چاہ رہے ہیں کہا معاملہ برابر کرنا ہے تو پتہ چلا کہ سب برابر کے بٹھائے ہوئے تھے۔ علیؑ وہی تو برداشت نہیں کرتے تھے پڑھ لو پوری نہج البلاغہ علیؑ نے کوئی وزیر اسفل اور کمینے خاندان کا نہیں بنایا اسی کا تو جھگڑا ہے، سب عزت دار اور شریف صوبیدار مقرر کئے تھے جو متقی ہوں پرہیز گار ہوں نمازی ہوں۔ شرابیوں کو علیؑ نے نکال دیا تھا تو سارے شرابی علیؑ کے خلاف میدانوں میں جمع ہو گئے تھے۔ (نعرۂ حیدری) سمجھو تو کیا ہے معاملہ کہ کان پکڑتا ہوں نہ سن مجھ سے کہ کیا ہیں کا پنا جاتا ہے مگر نہ بتاؤں گا کہ کیا ہے نہ بتانے میں ہی لطف ہے نہ عقیلؑ نے بتایا نہ میں بتاؤں گا، بتایا ماہر انساب نے اسے کہتے ہیں میاں کا سر وہ جملہ یاد ہے نا، اللہ جب پستی میں بھیجنا چاہتا ہے تو یوں پستیاں نصیب ہوتی ہیں دنیا یہ سمجھی کہ زبانیں کاٹ کر ہاتھ پیر کٹوا کر ہم عشقِ علیؑ ختم کر دیں گے نہیں ایسا نہیں ہے کچھ، عشق تھوڑی کرنے والا یہ جانتا ہے کہ

جب انبیاء کر گئے تو تھی اس میں لذت، تھا اس میں کوئی فائدہ، کر گئے سب تو آپ کو اس کا اجر کیا مل رہا ہے، کچھ بھی تو نہیں ملا پھر کر رہے ہیں۔ کوئی لذت ہے نا جب تک نہیں ہوگا آپ کو لذت کا پتہ کیسے چلے گا یہ میثمؓ سے پوچھو یہ کمیلؓ سے پوچھو یہ مالکؓ سے پوچھو، یہ قنبرؓ سے پوچھو، ابو ذرؓ سے پوچھو، کربلا والوں سے پوچھو اور کربلا والے تو خیر جس منزل پر اس منزل کو کہاں پائے گا کوئی، دشمن کی اولاد سے پوچھو جو پہلے جام اُٹھا کے یزید سے بدتر کوئی انسان دنیا میں گزرا ہے یہ کہاں سے عشق سمایا اور یوں جو آیا اللہ ظالم کو زیادہ دن نہیں جینے دیتا بیچارہ یزید ہائے تیس سال بھی تو نہیں جی سکا شیطان کے چنگل میں پھنس گیا، کیا ملا حکومت بھی تو نہیں کر سکا اور صرف لعنت کروا کے چلا گیا صرف ایک کام اس کے لیئے ہو گیا تیس سال والے کو بچائے کوئی اب یہ تو رہا بھی تین ہی سال چوتھا سال یزید کو نصیب نہیں ہوا مر گیا۔ مرگی ہوگئی پیٹ پھول گیا پانی حلق سے نہیں اترتا تھا پانی کی دھار سانپ لگتی تھی تڑپتا تھا نیند آتی نہیں تھی انجام؟ آگ، بم باٹ ہو گیا اُڑ گیا ریزہ ریزہ ہو گیا ٹانگ بچی ہر یزید کی ایک ٹانگ بچتی ہے کہاں گاڑی، کہاں دفن ہوئی کچھ پتہ نہیں، قبر کا پتہ نہیں روح کہاں جسم کہاں مادہ کہاں ہے کچھ پتہ نہیں تاریخ نے ایک ظالم کے نام کوئی پہلو ایسا نہیں کہ جو کوئی اسے بچا سکے بچنے کا پہلو نہیں خالص جہنّم وہاں بھی معاف نہیں کیا جائے گا اللہ اسے معاف نہیں کرے گا۔ اس لیئے کہ جہنّم کو بنایا ہی یزید کے لیئے تو معافی کا کیا سوال ہے، معافی نہیں اس لیئے کہ فرزند رسولؐ کا قتل وہ گناہ نہیں جو معاف کر دیا جائے سمجھ گئے آپ! تو کوئی دعائیں کر رہا ہے نمازیں پڑھ رہا ہے بچانے کی کوششیں کر رہا ہے نہیں وہ جلا تو رہا ہے ہمیں، مگر نہیں جب وہاں نہیں جلیں گے تو یہاں کیسے جل سکتے ہیں وہ

بھی بیکار ہے کوشش ہم اپنی والی کرتے رہیں گے۔ جلایا تو اصل میں یزید کے بیٹے نے سب کو آپ ہمیں کیا جلائیں گے، چودہ سال کی عمر تھی دادا والا نام پوتے نے پایا اب جب مرے ٹانگ آئی کہ آپ ہیں خلیفہ وقت آیئے تخت پر بیٹھیے سجاؤ خلعت پہنا کے شاہانہ لے کے آئے، دربار سجا طویل خطبہ دیا اتنا طویل خطبہ دادا نے بھی نہیں دیا، خطبے سے پتہ چلا کہ کچھ علم تھا وہی کام آیا موضوع کیا ہے میرا علم کام آتا ہے علم جہاں جہل تھا رخصت ہوئے یہ ایسا کام کر کے گیا کہ اپنے کو منوا گیا گھر کو آگ لگ گئی، تھا تو بنی اُمیہ کا چراغ پورے خاندانِ بنی اُمیہ کو جلا کر چلا گیا پورے گھر کو آگ لگا گیا، کیا کہا میں اس تخت پر بیٹھوں! جس کے پائے خون حسینؑ میں ڈوبے ہوئے ہیں، خاندانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے جنگ کرنا کوئی اچھی بات ہے میرے پردادا نے محمدؐ سے جنگ کی میرے دادا نے علیؑ سے جنگ کی میرے باپ نے حسینؑ سے جنگ کی خاندان ایک تھا، محمدؐ علیؑ حسینؑ اس پورے خاندان سے لڑنے والوں کا نام ہے میرا خاندان اور یہ تخت بدنام وہ تخت ہے جس نے سوائے گناہوں کے کچھ نہیں سمیٹا اس لیئے اس تخت و تاج کو میں ٹھوکر مارتا ہوں بنا لو کسی اور کو بٹھانا ہے تو بٹھا لو کسی اور کو میں حکومت نہیں لینا چاہتا میں حسینؑ کی جنت لینا چاہتا ہوں، حسینؑ شہید ہیں میرا باپ جہنمی جب بیٹے نے باپ کو جہنمی کہہ دیا تو آپ بچانے والے کون، فیصلہ تو بیٹے نے کر دیا نہیں لیا تو تھا علیؑ والا کہیں سے عشق آ گیا کہاں سے آ گیا کدھر سے آ گیا تو مجھے نہیں معلوم بڑی ریسرچ (Research) کی تو کہا کہ استاد جو پڑھاتا تھا اس نے دل میں ڈالا پھر وہی بات آ کر کی کہ عشقِ علی علم سکھاتا ہے، جہاں جہل ہے وہاں عشقِ علیؑ آ ہی نہیں سکتا۔ اب لکھو حسینؑ نے تخت و تاج کے لیئے جنگ کی لکھو گے؟ حسینؑ نے تو یہ بھی بتا دیا کہ

جس تخت وتاج کو یزید کا بیٹا لینا پسند نہیں کررہا تو یہ علیؑ کا بیٹا اس تخت وتاج کو لے کر کیا کرے گا، کچھ فرق تو کرو کچھ بات تو سمجھو حسینؑ صرف انسانیت کی فلاح چاہتے تھے حسینؑ صرف انسانیت کو بلند کرنا چاہتے تھے کہ کوئی فاسق وفاجر نبیؐ کا دین نبیؐ کی شریعت نبیؐ کا مذہب کوئی جہنمی نہیں چلا سکتا، ضرورت ہے کہ اس طینت میں انبیاء و اولیاء کی سیرتیں سمائی ہوں، وہ دعویٰ کرے کہ ہم نبیؐ کے اصولوں کو سکھائیں گے یہ سکھایا حسینؑ نے، اپنی طہارت اور اپنی پاکیزگی سے تو علی اکبرؑ لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے حرام زادے کی اولاد ہم لوگوں پر حکومت نہیں کرسکتی۔ یہ کربلا کا اعلان ہے یہ کربلا کا منشور ہے یہ علی اکبرؑ کا رجز ہے کس شان سے لڑے اور سب لڑے اور شجاعت سے لڑے مقصد بتا رہا ہے تو ایک پھر بیمار امام کا بھی مقصد بتا رہا ہے، کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ ہتھکڑیاں یہ بیڑیاں یہ طوق زبان سے ہمارے خطبوں کو روک لے گا نہیں نہیں ایسا نہیں ہے ہم بتاتے چلیں گے مجبور ہو جائے گا اس بات پر کہ تُو خود یہ کہے اور وہ دن آیا کہ دربار میں آئے تو لوگوں نے کہا کہ بہت دن ہو گئے کہ بنی ہاشم کی فصاحت نہیں سنی حکم دینا پڑا کہنا پڑا کہ راستہ بناؤ منبر پر جانے کے لیئے چاہتے ہیں درباری آپ کا بیان سننا کہ انہی ہتھکڑیوں بیڑیوں میں منبر پر جائیں تو آکر یہ کہا کہ یہ منبر لکڑیوں کا ڈھیر ہے منبر جب بنتا ہے جب ہم اس پر بیٹھیں منبر ہم سے ہے ہم منبر سے نہیں ہیں ہم ہیں تو منبر ہے اور پھر شروع کی تقریر جو جانتا ہے وہ جان لے جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے ہم ''ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی○فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی'' کے بیٹے ہیں اس کے بیٹے ہیں جو معراج پر اس منزل پر گیا جہاں ملک بھی نہیں جا سکتا پھر جو آواز دی ہم کعبہ کے بیٹے ہیں ہم صفا کے بیٹے ہیں ہم مروا کے بیٹے ہیں ہم

زم زم کے بیٹے ہیں ہم صفا کے بیٹے ہیں ہم میزاق کے بیٹے ہیں، ہم ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں ہم اسماعیلؑ کے بیٹے ہیں ہم ہاجرہؑ کے بیٹے ہیں ہم محمدؐ کے بیٹے ہیں ہم علیؑ کے بیٹے ہیں پورا شجرہ تو بتا دیا سر جھکائے یزید بیٹھا تھا یہ ہے ہمارا زین العابدینؑ یہ ہے سیّد الساجدینؑ اور بہادر اتنا کہ حسینؑ سے تو یہ کہلوایا ہے کہ بیعت کرلو ورنہ سر کاٹ لیں گے تو حسینؑ نے تو بیعت نہیں کی ہے اور سر کاٹ دیا باپ کی طرح بیٹا بہادر کہ ہتھکڑیوں میں سامنے کھڑا ہے۔ اے یزید! اب کہہ سید الساجدینؑ سے کہ بیعت کرلو مجبور کھڑا ہے ایک آدمی لاچار کوئی دکھائے نا کسی کتاب میں کہ یزید نے کہا ہو لفظ بیعت بعدِ کربلا بنی اُمیہ اور بنی عباس کے حکمرانوں کی زبان پہ یہ نہیں آسکا اور قیامت تک نہ آسکے گا اب کوئی کہہ نہیں سکتا، بس حسینؑ نے مقصد ختم کر دیا اب کوئی حاکم کسی امام سے یہ نہیں کہہ سکتا ہماری بیعت کرو تو کیوں ہمت نہیں معلوم ہے ایک سوال پہ کربلا بن جاتی ہے کوئی اب نہ چاہے گا کہ کربلا بنے بنا دی کربلا حسینؑ نے یزید کے ایک سوال پر بیعت طلب کی، لے یہ ہے کربلا بربادی چاہتا ہے تباہی چاہتا ہے تو بے نام ونشان دنیا سے چلا گیا۔ آلِ محمدؐ میں ہوں بیٹا میں ہوں وارث قیامت تک وارث ہو گیا اور پھر دیکھنا کائنات میں صرف ذکر حسینؑ کا ہوگا، جس کا ذکر ہوتا ہے کس نبی کا ذکر ہوتا ہے کس ولی کا ذکر ہوتا ہے بڑے مزار ہیں پاکستان میں اور ہندوستان میں ایک دن کا عرس ہوتا ہے ہر دن تین سو پینسٹھ دنوں میں ہر دن یومِ حسینؑ ہے اور جتنے مزار ہیں حسینؑ کے صدقے میں مزار ہیں سب سے بڑا صوفی کون ہے ہندوستان کا معین الدین چشتی اجمیری وہ کیا کہتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ کون ہے جتنے مزار ہیں جتنے عرس ہیں وہ بادشاہ کسے مانتے ہیں شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ اور دنیا کا بادشاہ نہیں دین است

حسینؑ دین پناہ است حسینؑ۔ وہ حسینؑ جو خود دین ہے جو دین ہو وہی بادشاہ ہے کوئی ہے دعویٰ دار عالمِ اسلام میں وہ بادشاہ بن سکتا ہے دین بن سکتا ہے دین کو پناہ دے سکتا ہے حسینؑ نے دین کو پناہ دے دی اور اگر حسینؑ پناہ دے دیں اور سر کٹا کر سو جائیں تو اب کون پناہ دے تو اب دکھیاری بہن چادر کا سایہ کر کے کہے کہ میں نے پناہ دی، میں نے پناہ دی اللہ اللہ کیسے کٹے ہیں یہ راستے ایک بیمار قیدی کھلے سر پھوپھی یہ جملہ تو بار ہا سنا ہے نا کہ کسی نے کہہ دیا تھا کہ اے سید سجادؑ کتنے شرمائے ہوئے دربار میں آئے ہو سر کو جھکائے ہوئے آئے ہو آنکھیں نہیں اُٹھا رہے ہو ابھی ایک مہینے پہلے تمہارے چچا مسلمؑ آئے تھے تو سینے کو تانے ہوئے آئے تھے آنکھوں کو اُٹھائے ہوئے تھے، کبھی اس کو ڈانٹا کبھی اس کو جھڑکا اس شجاعت کے ساتھ دربار میں کہا انصاف نہیں کیا تم نے، ارے میرا چچا مسلمؑ بہت بہادر تھا لیکن جب دربار میں آیا تو اکیلا آیا تھا میں سر کیسے اُٹھاؤں میرے ساتھ میری مائیں میری بہنیں میری پھوپھیاں کھلے سر ہوں اور میں فخر سے آؤں یہ انصاف کیا تو نے مسلمؑ کی پھوپھیاں ساتھ نہیں تھی، مسلمؑ کی بہنیں کھلے سر نہیں تھیں اس لیئے شجاعت سے آئے تھے دیکھو تو امتحان کیا ہے تمہارے بیمار امام کا کہ امتحان بھی دینا ہے گھر کی عورتیں ننگے سر قیدی نہیں ہوئیں ہیں رو لو کہ ختم ہو گئے بس دو دن رہ گئے ہیں ہمارے عشرے میں دن یوں گزرتے جاتے ہیں چہلم آئے گا یوں گزرتے ہیں دو مہینے حیرت رہ جاتی ہے کہ کربلا والوں کو رو نہ پائے، مآلِ مجلس تو یہ آنسو ہیں جو زہراؑ اپنے رومال میں لینے کے لیئے آتی ہیں جس کا تحفہ پہنچا رومال میں وہ ہے خوش قسمت ایک طرف عشقِ علیؑ ہے تو پھر اس کے ساتھ ایک طرف عشقِ حسینؑ آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو اور یہ تمہارے لیئے چند

جملے اور لے جاؤ تحفہ میں اور یاد رکھو زینبؑ اور سیّد الساجدینؑ راستہ کیسے کٹا کیسے گزرا میں کیا بتاؤں ایک ایک منزل تاریخ میں محفوظ ہے قیدی کدھر سے گزرے راستہ محفوظ ہے زیارت کرنے جاتے ہیں جب شام تو ان راستوں پر بھی جاتے ہیں ادھر سے قافلہ گزرا یہ حلب ہے اور بابل ہے یہ حمص ہے یہ منزلیں ہیں جدھر جدھر سے آل محمدؐ کے اونٹ گزرے اور اسی میں جب زیارت کرنے جانا اور ضرور جانا تو اُس بستی میں بھی جاؤ گے کہ عراق سے لے کر شام تک کے راستے میں چھوٹی چھوٹی قبریں ملیں گے تقریر ختم ہوگئی جب کتاب پڑھو گے تو معلوم ہوگا کہ یہ آلِ محمدؐ کے راستے میں چھوٹی چھوٹی قبریں کیسی بنی ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی قبریں بتاتی ہیں کہ جب قافلہ چلا تو یزید نے ابنِ زیاد کو یہ لکھا تھا کہ قافلہ جلدی لانا راستہ جلدی طے کروانا تو قافلہ لے کر ظالم چلے کہ اُونٹوں کو اتنا تیز دوڑایا اتنا تیز دوڑایا کہ کئی مہینے کا سفر اکیس دن میں طے ہوگیا جب اُونٹ تیز دوڑتے تو ناقوں پہ بیٹھی بیبیوں کے بچّے اُچھلتے اونٹوں سے گر جاتے تو ہر بی بی پکارتی یا علیؑ میرا بچّہ اور بچّے پیچھے رہ جاتے اور ناقے آگے بڑھ جاتے کہتے ہیں گاؤں والے آئے تو مرے ہوئے بچّوں کی قبریں بنا گئے آج تک وہ قبریں پکار رہی ہیں......

پروردگار ہمیں کوئی غم نہ دے سوائے غمِ حسینؑ کے!

❁❁❁

نویں مجلس

بدنیت سے نجات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرۂ ثانی کی نویں تقریر آپ حضرات خیمہ سادات میں سماعت فرمارہے ہیں ''علیؑ وسیلۂ نجات'' کے موضوع پر موضوع خود ایسا ہے کہ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کیا پڑھنا چاہیئے یعنی سب کو معلوم ہے کہ کیا پڑھنا چاہیئے اور کیا پڑھا جائے گا صاف صاف موضوع ہے کہ نجات کا وسیلہ علیؑ ہیں یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیئے کہ علیؑ وسیلۂ نجات ہیں اس میں فرقے کی بات نہیں ہے اس میں پارٹی کی بات نہیں ہے اس میں مسلک اور نظریات کی بات نہیں اس میں کسی فقہ کی بات نہیں ہے مسئلہ اس وقت میں جتنی بھی فقہیں رائج ہیں سب کا عقیدہ یہی ہے کہ علیؑ وسیلۂ نجات ہیں اگر قرآن اور تفسیر کی کوئی بات کرے تو تاریخ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ علیؑ وسیلۂ نجات ہے اگر حدیث کی بات کریں تو تمام حدیثیں یہی ثابت کررہی ہیں کہ علیؑ وسیلۂ نجات ہے، جیسا کہ کل عرض کیا گیا کہ یہ انسان کو فکر ہونی چاہیئے نجات کی ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے کوئی فائدہ نہیں یہ تو سوچو کہ اللہ کی بارگاہ میں مسلمان تیری نجات ہو بھی سکے گی کہ

نہیں تیرے پاس نجات کا کارڈ ہے بھی کہ نہیں تیرے پاس حکم نامہ ہے بھی کہ نہیں کہاں ہے وہ سفارش کی پرچی کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ اس نے نجات کا پروانہ حاصل کرلیا اور حکم الٰہی سے اللہ کی مرضی سے یہی طے پایا اس میں کوئی انکار نہیں ہے اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے جو شک کرے وہ خود بھگتے وہ سزا کے لیئے تیار رہے کہ دین اسلام میں شک حرام ہے قرآن کو شروع کرتے وقت یہ کہنا پڑتا ہے سورہ الحمد کے بعد کہ جو کچھ تم نے قبول کیا ہے وہ تمہارے ہاتھ میں کتاب ہے یہ شک اور شبہ سے پاک ہے اور علم غیب پر ہر مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہئے تو اگر علیؑ غیب میں ہیں تو یہ نہ سمجھیں کہ حاضر نہیں ہیں علیؑ حاضر ہیں سب غیر حاضر ہیں علیؑ حاضر ہیں، علیؑ کے سامنے سب حاضر ہیں یہ چیزیں اپنے ذہن میں رکھنا کم از کم چاہئیں، ہم سب کو آپ کو یہ تو غور کرنا چاہئے کہ کتنا خوبصورت عقیدہ ہے علیؑ جس کے اظہار میں ہم کبھی شرمائے نہیں جس کے اظہار پر ہمیں کبھی احساس کمتری نہیں ہوا۔ کبھی بھی گھبراہٹ نہیں ہوئی جہاں کوئی خوف طاری ہو آپ کو ملیں گے ایسے بہت سے ماڈرن (Modren) اور پڑھے لکھے لوگ جو اپنا عقیدہ سناتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ اگر ہم فلاں کا نام لیں گے تو امیج (Image) خراب ہوگا یہاں امیج بنتا ہی نہیں جب تک علیؑ کا نام نہ لو۔ (نعرۂ حیدری) ہر رُخ سے آئے اچھے لگتے ہیں علیؑ کہ اگر بیان کرنے پر آئیں کہ رُخ کتنے ہیں اور ہر رُخ میں کتنے رُخ ہیں تو مولا نے سورہ الحمد کے لیئے کہا تھا کہ میں چاہوں تو ستر اُونٹ بھر دوں تو آج اس منبر سے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر علیؑ کے فضائل کے رُخ بیان کروں تو ستر ہزار اونٹ بھر دوں اور اگر کوئی ایسی ایجاد ہوجائے کہ مجمع قسم کھا کر بیٹھے اور کوئی ایسی ایجاد ہوجائے کوئی ایسا لاؤڈ سپیکر ایجاد ہوجائے تو ستر ہزار برس تک منبر پر

بیٹھا میں بولتا ہی رہوں یعنی رُخ کتنے ہیں اور ان رُخوں میں نئے رُخ بغیر تھکے سننے والا سنے اور بولنے والا بولے جس کے فضائل اتنے ہوں کہ رسولؐ کہہ جائیں کہ احاطہ نہیں ہوسکتا مشرق سے مغرب تک جنّت میں روز قطاریں جارہی ہیں، اُونٹوں کی اور رسب پر بار ہیں فضائلِ علیؑ بس حد یہ ہے کہ اللہ کے فرشتوں کو پتہ نہیں کہ علیؑ کے فضائل کتنے ہیں۔ (نعرۂ حیدری) اور ایسے کی مدح کوئی کیا کرے اور کہاں سے حق ادا ہو جائے لیکن موضوع مدح نہیں ہے موضوع یہ ہے کہ ہم اس شخصیت کو دیکھ کر اور اس شخصیت کی طرف اپنی محبت کی نظریں ڈال کر اس کے ذریعے ہم اپنی نجات کیسے حاصل کریں یعنی مسئلہ اپنے فائدہ کا یعنی مسئلہ ہماری مصیبت کا مسئلہ اٹکا ہوا ہے ہماری نجات کا اگر میں بتاؤں اور اس کی تفصیل بتاؤں کہ ایک مسلمان چاہے وہ کسی طبقہ سے بھی تعلق رکھتا ہو دن بھر میں جو بھی اللہ کی بارگاہ میں دینی عمل کر رہا ہے اس کے وہ عمل سب ضائع جا رہے ہیں اسی کی کتاب سے اسی کی فقہ کے فتویٰ سے میں ثابت کر دوں گا کہ یہ عمل قبول نہیں ہوا ابھی تک کوئی ترازو اسلام میں نہیں بنا کہ صبح سے شام تک جو دینی عمل کرتا رہے اور شام کو تول کے بتا دے کہ لو دیکھ لو یہ قبول ہوئے، کروڑوں مسلمان دن بھر ثوابوں کے کام میں مصروف، یہ کیوں کہوں کہ گناہوں میں مصروف ثواب میں مصروف اس لیئے کہ ثواب مسلمانوں کے علاوہ دنیا میں کوئی کر ہی نہیں رہا عذاب کما رہے ہیں ثواب تو صرف مسلمانوں کے فرقے کما رہے ہیں جو نام کے مسلمان ہیں وہ بھی ثواب میں داخل ہیں چاہے وہ قادیانی ہوں یا پرویزی سب ثواب کما رہے ہیں سب ثواب کی باتیں کر رہے ہیں اللہ کی عبادت تلاوت قرآن پاک، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ مولا نے پیسہ بھی دیا، نبیؐ نے رحمت بھی کی ہے، ہر سال عمرہ

ہوتا ہے، ہر سال احسان سب کے ہو جاتے ہیں خانہ کعبہ پر سب ثواب ہی کے تو کام ہیں، کوئی اخبار نہیں نکلتا پاکستان میں جس کے سر فہرست ایک قرآن کی آیت لکھی نہ ہو اخبار بھی سب جنت میں جائیں گے، کوئی چینل (Channel) ایسا نہیں ہے ٹی وی کا جو تلاوتِ قرآن نہ کرتا ہو سارے چینل مسلمان ہیں قاری ہیں اذان بھی دیتے ہیں سارے چینل پاکستان کے سارے چینل جنّت میں جائیں گے ایک آدھ پیچ کے ایسے چینل معاف ہو جائیں گے جو ثواب کے کام نہیں کر رہے ہیں تو ثواب تو سارا یہاں ہے یہ آپ کی اُمید ہی اُمید ہے یہ آپ کی خام خیالی ہے ایک کو بھی جنت وَنت نہیں ملے گی یہ ایسے ہی خواب ہے اور اگر ہے تو کوئی ہمیں ثبوت دے بتائے نہیں کوئی ثبوت ہے کسی کے پاس نہیں، چھوٹا سا عمل ہو یا بڑے سے بڑا عمل ہو پھر دُہرا رہا ہوں کہ اگر کوئی پیمانہ ہے تو اُس سے ناپ کر بتا دے بس ابھی کیا اور قبول ہوا بس اللہ سے اُمید رکھے کہ قبولیت ہے کہ نہیں اگر وہ یہ سب بندوں کے ہاتھ میں دے دیتا کہ یہ سب یہ ہے نماز پڑھو اور چلو ناپ لو کہ جنت والی نماز ہے یا منہ پر مارنے والی نماز تو روز ناپ ناپ کر پیمانے بدلے جاتے مارکیٹنگ (Marketing) نماز کی ہونے لگتی اسی طرح سارے اعمال۔ اللہ نے کہا عمل تمہیں کرنا ہے اور پیمانہ ہمارے پاس ہے تم عمل کرتے رہو ابھی کوئی اطلاع نہیں دی جائے گی کہ سب قبول ہو رہا ہے کہ نہیں اس کے لیئے دن مقرر کیا ہے اور ہم اس میں اتنی دیر نماز نہیں دیکھیں گے کہ کیا کیا پڑھیں کس مسجد میں پڑھیں کس کے پیچھے پڑھیں کس طرح پڑھیں ہم روزے نہیں دیکھیں گے کہ کتنے بجے کھولے گئے دیر میں کھولے گئے جلدی کھولے گئے دوپہر میں کھولے گئے رات کو کھولے گئے کہ شام کو کھولے گئے، روزے بعض کے صبح ہی کو

کھل جاتے ہیں نہیں پتہ آپ کو، بھئی جو شرائط ہیں آنکھ کا روزہ کان کا روزہ زبان کا روزہ باہر نکلے کان کا روزہ کھل گیا وہ نہیں سننا ہے روزہ میں جو روز سنتے ہو، جو سن لیا تو کان نے روزہ کھول لیا آنکھ کا روزہ کھل گیا وہ مناظر نہیں دیکھنے روزہ میں جو روز دیکھتے ہیں دیکھ لیا تو انہوں نے روزہ کھول لیا اب وہ گیا دن اگر بس میں چڑھے تو پہلی ہی رمضان کو دھینگا مُشتی ہوئی بھئی پہلے تو ایسا نہیں یہ آج کیا ہوا کہا آپ کو پتہ نہیں دونوں روزے سے ہیں غُصّے میں ہیں بھئی ہمارے کراچی میں تو ہر پہلی رمضان کو منی بس میں ضرور جھگڑا ہوتا ہے خبریں ہوتی ہیں پتہ چلا کہ ہاں رمضان ہو گیا۔ پیمانہ تمہارے پاس نہیں ہے کہ قبول ہوا کہ نہیں حج زکوٰۃ خمس اللہ نے کہا ہم عمل نہیں دیکھتے ذرا اس کی ذات کو دیکھئے کہ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ کیا پڑھا کیا ادا کیا ہم دیکھتے ہیں نیت، نیت دکھائی نہیں دیتی نماز دکھائی دیتی ہے روزہ بھی دکھائی دیتا ہے نیت کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا اللہ دیکھ رہا ہے۔ کیا ہے دل میں ہم نیت دیکھتے ہیں نیت کیا ہے عمل کرنے کی اگر نیت ہے تو عمل قبول ہو جائے گا اگر نیت ہی اچھی نہیں ہے اور نیتوں کی بھی بڑی قسمیں ہیں جس میں سب سے بڑی قسم ہے بدنیت، بہت مشہور ہے یہ نیت اور بہت لوگ ڈرتے ہیں اس بدنیت سے اور اس میں بھی شاخیں ہیں کہہ رہے ہیں کم بخت کوئی بدنیت تھا پیٹ میں تکلیف ہونے لگی بدنیت کے سامنے نہیں کھانا پینا چاہئے اور ایک قسم ہے بدنیت کی کہ ماں نے اپنے بیٹے کو کپڑے پہنوائے نہلا یا دھلایا میرا چاند میرا لعل چاند سا چہرہ جلدی سے کالا ٹیکا لگا دیا یہ کیوں لگا دیا تا کہ کوئی بدنیت نظر نہ لگا دے انہی نیت کرنے والوں میں کچھ بدنیت بھی اور بدنظر بھی ہیں اعمال ان سے بچانے ہیں کہ اعمال میں نظر نہ لگا دیں سمجھ رہے ہیں آپ تو یہ جناب عالی! اعمال

میں نظریں لگاتے ہیں بدنیت کہ یہ کیوں ہو رہا ہے اور یہ کیوں ہو رہا ہے تو ہم نے بھی اپنے ماتم داروں کے کالے خیمے لگا دیئے ارے کالا ٹیکا تو چھوٹا سا ہوتا ہے ہم نے کالی قمیضیں پہنا دیں کہ اب لگاؤ تا کہ عمل میں نظر نہ لگے۔ آ گئی نیت کی بات نیت نام ہے علیؑ جہاں آپ نے کہا علیؑ وہیں نیت صحیح جہاں آپ نے کہا علیؑ نیت ہو گئی عمل خیر کی نیت ہو گئی یعنی علیؑ کے لیئے اے بلال یہ کہو حیَّ علیٰ خیر العمل، علی عملِ خیر اب سمجھے کہ کتنا بڑا عمل ہے یہ، اعمال کو لوگ رو رہے ہیں روتے رہیں اعمال کو ہم کیا کریں ڈرا کوئی بیٹھا ہے، اللہ سے اللہ سے کیا ڈرنا کتنی بڑی جہالت ہے کہ لوگ اللہ سے ڈرتے اور ڈراتے ہیں جس کی کتاب شروع ہو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سے اس کو بدنام کیا جاتا ہے اسلامی ملکوں میں، ارے ڈرو علیؑ سے ڈرو جس نے مرحب کا سر توڑا جس نے عنتر کا سر توڑا جس نے عرب کے کافر قبیلوں کو خاک میں ملا دیا، جس نے پچیس برس خاموش رہ کر منافقت کے سروں کو چکنا چور کر دیا۔ (نعرۂ حیدری) اللہ سے کیا ڈرنا اللہ سے کیا ڈرنا شیر سے ڈرتے ہیں سانپ سے ڈرتے ہیں درندوں سے ڈرتے ہیں اور اسی میں لگا دیا کہ اللہ سے ڈرتے ہیں ارے مجھ سے تو نمرود نہ ڈرا میں رحمن رحیم ہوں مجھ سے تو فرعون نہ ڈرا جھوٹا ڈھونگ رچاتے ہو تم کہ مجھ سے ڈرتے ہو، باہر سے کہتے ہو کہ ہم اللہ سے ڈرتے ہیں ہمیں پتہ ہے کہ کتنا ڈرتے ہیں تمہیں پہلے یقین کب تھا کہ ہم ہیں اگر علیؑ نہ ہوتا تو دنیا کو پتہ کیسے چلتا کہ اللہ ہے۔ تم ہمیں مانتے کبھی نہیں مانتے تو سن لے دنیا اور لکھ لے پتھر کی لکیر بنا کر کہہ رہے ہیں یہ جملہ کہ اگر علیؑ کہہ دے کہ خدا ہے تو ہے اور اگر علیؑ کہہ دے کہ خدا نہیں ہے تو نہیں ہے۔ (نعرۂ حیدری) اگر آلِ محمدؐ کہہ دیں کہ خدا نہیں تو پھر کوئی خدا نہیں ہے کہہ دیا انہوں نے

کہ خدا ہے تو پھر ہے ہے تو پھر کیسے ہے؟ آلِ محمدؐ کی ہاں پر ہے، سمجھے آلِ محمدؐ کی ہاں پہ علیؑ کی ایک ہاں پہ توحید باقی ہے اگر ان میں ایک ہی کہہ دے حسینؑ یزید کے جواب میں کہہ دے کہ بیعت نہیں ہوگی ان کی ہاں کی قیمت پہچانو پھر نہیں کی، قیمت سمجھ میں آئے گی میں نے احتیاط کر دی اگر علیؑ ہاں کر دے کہ خدا ہے تو ہے اور اگر علیؑ نہیں کہہ دے کہ علیؑ کسی کی بیعت نہیں کرے گا تو بیعت کی نہیں، نہیں بلکہ سوال کرنے والا قیامت تک پھر پہچانا نہیں جائے گا تو پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں کیا بات کرتے ہیں آپ چلا کہاں پیروں سے اسلام اس وقت تک تو ہمت نہیں ہوئی اسلام کی جب تک علیؑ فاطمہ بنت اسدؑ کی گود میں رہے، جب علیؑ چلے پیروں سے چلے تو اسلام پیروں سے چلا تب چلا اور یہ اللہ کو بھی معلوم ہے اور یہ نبیؐ کو بھی معلوم ہے کہ جب تک ابو طالبؑ کا بیٹا بارہ برس کا نہ ہو گیا اسلام نہیں چل سکتا اور چل سکتا ہے تو کسی اور گھر میں چلوا لیتا۔ (نعرۂ حیدری) بڑے قبیلے عرب میں ہیں کسی اور گھرانے میں جائے اللہ اور چلوا دے نہیں، نبیؐ چنا ہے تو بنی ہاشم میں جانشین چنا جائے تو بنی ہاشم میں یہ بنی ہاشم کیوں پسند آ گیا، کہا ہم نیت دیکھتے ہیں تم دیکھتے رہو کہ کلمہ پڑھا کہ نہیں پڑھا، ہم دلوں کی نیت دیکھتے رہے۔ (نعرۂ حیدری) تم زبان کی ادائیگی دیکھتے رہے ہم نیت دیکھتے رہے کہ نبی ان کی نیتیں اچھی ہیں۔ تبصرہ روز ہو جاتا ہے آپ کی بعض تقریریں ایسی ہیں کہ لوگ اس لیئے بہت ہوشیار بیٹھے رہتے ہیں کہ جانے آگے کیا کہیں گے بعض میں پتہ ہوتا ہے کہ آگے یہ کہیں گے اب یہ کہیں گے اب یہ کہیں گے موضوع کا پتہ ہے بعض میں ہوتا ہے کہ اگلا جملہ کیا ہوگا تو مجمع آپ کو سہارا نہیں دے گا چلو ہم مجمعے کو سہارا دے دیں کہ بڑھے، سمجھ رہے ہیں آپ نیت ہم نے دیکھی ہمیں نیت پسند آئی ہم نے

کہا یہ گھرانا اچھا ہے ہم یہاں سے اپنا دین چلائیں، زمانہ نیتیں کیسے دیکھے وہ عمل دیکھنے کا عادی ہے وہ عمل دیکھتا ہے۔ نیت تو اللہ دیکھ سکتا ہے کیا آپ ایک دوسرے کی نیت دیکھ سکتے ہیں ہم آپ کے سامنے ہیں آپ ہمارے دل کی نیت نہیں دیکھ سکتے کہ ہم کیا کہہ کر منبر پر بیٹھے ہیں اور جب ہم نے آپ سے کہا کہ کچھ پڑھ دیجئے درود سلام فاتحہ ہاتھ تو آپ نے اُٹھا دیئے یہ بن گیا فاتحہ اب دل میں نیت کیا تھی، آپ کے پڑھا بھی کہ نہیں عمل سب نے ایک کیا مگر یہ کیا پتہ کہ الحمد پڑھنے میں کتنی غلطیاں کیں تین چار پانچ کیا کسی نے قرأت میں ایک بھی نہیں کی۔ کسی نے دومنٹ میں پڑھ لیا کسی نے دوسیکنڈ میں، بھئی نیت کا ہمیں کیا پتہ یہ ہیں سب نیت کی باتیں پروردگار تجھے ان کی نیتیں پسند تھیں اسی لیئے تُونے اپنا دین ان کے گھر میں اُتارا تجھے عبداللہؑ کی نیت پسند تھی، ہاں تجھے ابوطالبؑ کی نیت پسند تھی ہاں ارے کیا تم اسلام اسلام دین کی بات کر رہے ہو، ارے بانی بڑا ہوتا ہے دین بڑا نہیں ہوتا جب بانی ہی کو ان کے یہاں اُتار دیا تو دین اُترے تو کیا ہے کتاب اُترے تو کیا ہے صاحب کتاب بڑا ہوتا ہے کتاب چھوٹی ہوتی ہے دین چھوٹا ہوتا ہے اور جو دین لاتا ہے وہ بڑا ہوتا ہے اور جب دین ہی کو ابوطالبؑ کی گود میں اُتار دیا اب دین اُترے، قرآن اُترے، ملک اُترے، اب یہ اُترے اور وہ اُترے تو کیا ہے سب آئے اور یہیں اُترے ملک اُترے کتاب اُترے بیّنات اُترے دین اُترے رسالت اُترے امامت اُترے نبوت اُترے جب سب اتنے اُترے تو پھر سب کے چہرے اُترے اب تک اُترے ہوئے ہیں۔ جبریلؑ اُتر کے واپس بھی گئے مگر اُترے چہرے اب تک واپس نہیں ہوئے (نعرہ صلوٰۃ) ہم نے نیت دیکھی، نیت دیکھی تو ہم نے یہ طے کیا کہ فخر سے

رسولؐ نے فرمایا اور اپنی چہیتی زوجہ سے فرمایا پیار سے پکارتے تھے اے فلاں تمہیں پتہ ہے توحید کا پرچم اللہ نے جبریلؑ کو دیا حدیث مشہور ہے نام لے چکا کہ کس کی حدیث ہے آپ کو معلوم ہے اور مشہور ہوئی ہے کسی زوجہ سے حضور کی تو وہ سب کی ہوتی ہے کسی ایک فرقہ کی حدیث نہیں ہوتی اللہ نے جبریلؑ کو توحید کا پرچم دیا اور جبریلؑ چلے اور جبریلؑ نے وہ عَلم توحید کا بنی ہاشم میں گاڑ دیا اور قیامت تک توحید کا پرچم بنی ہاشم میں گڑا رہے گا اور جیسے ہی جبریلؑ چلے اور توحید کا پرچم بنی ہاشم میں گاڑا ادھر شیطان چلا اور اس نے باطل اور شر کا پرچم بنی اُمیہ میں جا کر گاڑا (نعرہ حیدری) حدیث ہے رسولِ اکرمؐ کی راوی ہیں حضرت عائشہ بی بی صدیقہ سچی تو حدیث بھی سچی کہ شر کا عَلم کہاں گڑا ہوا ہے، قیامت تک شیطان نے پناہ ڈھونڈی جانا ہے ساتھ ساتھ اس لیئے کہ یہ کلمہ بھی تو پڑھ لیں گے نا ابھی دو چار ہجری تک جب تک خندق کی لڑائی ہے تو سارے صحابہ کہتے رہیں گے دشمن ہیں دشمن ہیں، دشمن ہیں حملہ کیا حمزہؑ کو قتل کیا انہیں قتل کیا بُرے ہیں ادھر فتح مکہ ادھر سب رضی اللہ تعالیٰ۔ اب لیجئے، احترام کیجئے، اب شر نام کی کوئی چیز ہی اسلام میں نہیں۔ جانے سورہ کس کے لیئے اُترا سب تو کلمہ گو ہو گئے اب سب جانثار پروانے ہو گئے اب بُرا کس کو کہیئے کسی کو نہ کہیے سب اچھے سب اچھے جمعہ جمعہ آٹھ دن کے کلمہ پڑھنے والے بھی اچھے سب اچھے مذہب آپ کا بہت اچھا کہ ہم کسی کو بُرا کہتے ہی نہیں کسی کو برا کہتے ہی نہیں تو جب آپ کسی کو بُرا کہتے ہی نہیں تو ابوطالبؑ کو کیوں کہتے ہیں اللہ نیتیں دیکھتا ہے کہ کس کی وجہ سے کس کو بچایا جا رہا ہے یہ ہے نیتوں کے فیصلے، یہاں نیت اتنی صاف ہے کہ جیسے اللہ دیکھ رہا ہے بندہ بھی دیکھ لے اس لیئے کہ ہماری نیت علیؑ ہیں اور علیؑ ظہور سے لے کر کوثر

تک پکارے صاف شفاف مناظر میں علیؑ نے آلِ محمدؐ نے کبھی کوئی کام چھپا کر کیا ہی نہیں، جملہ گیا میرا ضائع ہوا ایک تو یہ کہ جب تک تشریح نہ ہو مزا بھی خراب کر دیتے ہیں۔ آپ چپ اس لیئے رہتے ہیں کہ کرو تشریح، کسی چیز کو آپ بند نہیں رہنے دیتے کھول کھول کر بیان کرو یہ کہنا کافی ہے کہ علیؑ نے اپنا کوئی کام چھپا کر نہیں کیا چلیئے اب دوسرے جملے سے تشریح ہو جائے علیؑ نے آلِ محمدؐ نے جو بھی فیصلہ کیا میدان میں کیا سقیفہ میں چھپ کر نہیں۔ (نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت، نعرہ حیدری، حسینیت زندہ باد یزیدیت مردہ باد، نعرہ صلوٰۃ)

ایک عمل علیؑ کا ایسا بتاؤ کہ علیؑ نے بند کمروں میں فیصلہ کیا ہو ان ہی باتوں پر تو نام ہے کہ میرے کُھل کُھل جاتے ہیں وہ ذکر کہ جس پر چہرے اُترے نہیں چہرے کِھل جائیں یہی وہ مقامات ہیں جہاں علیؑ کُھل کر کہیں کہ اگر بات کرنے آئے ہو تو میدان میں بات کرو سب کے سامنے علیؑ چھپا کر کوئی بات نہیں کرتا ٹکرا دے اپنی کشتی کنارۂ نجات سے، ارے ابو سفیان تُو یہ بات کرنے آیا ہے کہ خلافت کسی اور نے لے لی تو میں پیادوں اور سواروں سے گلیوں کو بھر دوں گا، جا تُو مجھے خلافت دلائے گا تو کل کون سا اسلام کا ہمدرد تھا جو آج اسلام کا ہمدرد بن گیا یہ خطبہ ہے یہ نہج البلاغہ میں علیؑ نے کہا ہے کہ تو جب بیعت ہو گئی تو ابو سفیان آیا کہا علیؑ تمہارا حق چھین لیا گیا تو کہا تُو جا تُو کب ہمدرد ہے اور تُو مدد کرے گا میرا جملہ ضائع نہ کیجئے گا بہت ہی سرشاری کی کیفیت میں میں جملہ کہنے جا رہا ہوں۔ (نعرۂ حیدری) جس طرح ابو سفیان کی مدد علیؑ نے قبول نہیں کی نکال باہر کیا کہ تُو اسلام کا ہمدرد نہیں ہے اسی لیئے علیؑ نے مدد قبول نہیں کی لیکن وہی ابو سفیان ہر خلیفہ کا مددگار رہا شرم کی بات ہے اب بتاؤ، علیؑ کیا سوچ رہے تھے علیؑ بتا رہے تھے کہ باطل کی

مدد سے دین میں کھوٹ ہو جائے گا مسئلہ نیت کا ہے اب بتلاؤ اسلام میں کس کی نیت صاف تھی اور کس کی نیت (نعرۂ حیدری) بات کرو نیت کی، علیؑ جیسا انسان اب کہاں پیدا ہوگا، ایک بنا دیا اللہ نے ایک بنا دیا، علیؑ کو یہ راز نہیں معلوم ہوگا کہ وہ نیت دیکھتا ہے، علیؑ کے لیئے کوئی راستہ بند تھا اگر طے تھا غدیر سے تو طے تھا تو کیا علیؑ کو راستہ نہیں معلوم تھا کہ یہ پاس کیسے ہوگا اگر سب بنائیں پلاننگ (Planning) تو علیؑ کی بھی تو کوئی پلاننگ ہوگی کبھی تو اس بات پہ سوچ لے دنیا کہ سب اپنا پلان بنائے بیٹھے ہیں تو کوئی علیؑ کی بھی تو سوچ ہوگی سب کی اپنی اپنی سوچ علیؑ کی ایک سوچ نیت ابھی چھوٹا سا لفظ آپ کو لگ رہا ہے ن ی ت دیکھئے لفظ کتنا بڑا لگ جائے گا آپ کی نظر میں علیؑ سب کچھ چھوڑ کر ایک چیز دیکھ رہے ہیں زمانہ کچھ دیکھے کوئی پلاننگ کرے، وصیت یا علیؑ اگر کوئی شخص غسل دیتے وقت اندر آئے گا اور مجھے دیکھ لے گا تو اندھا ہو جائے گا یا علیؑ تمہارے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے نہیں کوئی پردے کے اندر وہی پردے والا یہاں بھی پردے کے پیچھے ہے پردہ پڑا ہوا ہے غسل نبیؐ کو علیؑ دے رہے ہیں ہے کسی کا ناز کوئی ہے شریک ایک بالٹی پانی لایا ہو جس نے دین کی پیاس ساری زندگی بجھائی اس کے غسل میں ایک بالٹی سے تو کوئی شریک نہیں ہے باتیں بڑی بڑی کروا لو کہانیاں بڑی بڑی سن لو آج اس وقت خدمت کی ضرورت تھی یہی تو آخری خدمت ہوتی ہے جس کی حسرت میں ماں باپ اپنی اولاد کو پروان چڑھاتے ہیں دُور ہوتا ہے بیٹا تو خط پر خط لکھتے ہیں کہ تم ہی کاندھا دینا، تم ہی قبر میں اُتارنا تم آؤ گے بیٹا تو جنازہ روشن ہوگا لاکھوں بیٹے اور ایک جنازے پر اور جملہ سنو بیٹے ساری عمر اماں کی بات کرتے رہے اور باپ کے جنازے پر تو (نعرۂ حیدری) سکتہ پڑا ہوا ہے ابنِ عباس

اور قسم دونوں بھائی آنکھ پہ پٹی باندھو علیؑ کہہ رہے ہیں آنکھ پہ پٹی باندھو پانی دیتے رہنا پردے کے پیچھے سے پھر بھی پٹی بندھوائی آنکھیں بچوائیں کہ پانی دیتے ہوئے پردہ ہل جائے اور نظر پڑ جائے تو اندھے ہو جائیں گے دونوں بھائی نہیں سمجھے اگر نبیؐ کا غیر نظر ڈالے تو اندھا ہو جائے جب تک نور ایک نہ ہو، بھئی آپ سمجھے ہیں جملہ اور میں آپ کو داد دیتا ہوں اہلِ لاہور کو داد دیتا ہوں کہ بات سے پہلے بات سمجھ گئے، بھئی کیا کہنے جب تک نور کا حصہ نور نہ ہو کوئی نہیں آ سکتا، یہاں پردہ اور سفرِ آخرت کی تیاری سے جانے والے مردوں کو تیار کیا جاتا ہے سجایا جاتا ہے اور جو زندہ ہو اُسے علیؑ نہ سجائیں جس کی وجہ سے مردے زندہ ہیں آج اُس کو سجانا ہے اُس کے کہنے کے مطابق کہ تم مجھے سجانا جب میں دربارِ الٰہی میں جا رہا ہوں تو اے علیؑ تم سجانا اب کیا ہم جملہ کہیں کہ جس بڑے بھائی نے بچپن سے غدیر تک چھوٹے بھائی کو سجایا اُسی چھوٹے بھائی نے آج بڑے بھائی کو سجایا، کیوں؟ سرخرو جا رہا ہے نہیں سمجھے آپ، سرخرو جا رہا ہے اگر آپ نے یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط اگر یہ پیغام نہ پہنچایا تو گویا کارِ رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا یہ کر کے جا رہا ہے اس لیئے سجا رہے ہیں (نعرۂ حیدری) پھر آپ کی ذہانت کا امتحان ہے عمل ہوا کہ نہیں نفاذ ہوا کہ نہیں یٰاَیُّهَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ پر عمل ہوا کہ نہیں، اللہ یہ نہیں دیکھ رہا کہ عمل ہوا کہ نہیں وہ رسولؐ کی نیت دیکھ رہا ہے پہنچا دیا تم نے آدٗ کام کر دیا تم نے آدٗ یہ مانیں نہ مانیں تمہاری نیت تو ثابت تھی بدنیت تو یہ قرار پائے نیت میں خیانت انہوں نے کی تم پہنچا چکے تمہارا کام تھا پہنچانا تمہارا کام منوانا نہیں ہے۔ بھئی نبوت کے معنی ہی نہیں لوگوں کو معلوم وہ پڑھ دیتے ہیں اس تلاوت کرنے کے بعد ٹی وی کے اوپر وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا

اَلْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ یہ ان کی آیت تھوڑی ہے، یہ یہاں پڑھنے کی تھوڑی ہے ہر نبی نے یہی آیت پڑھی قرآن پڑھنے پر جب کار رسالت کر چکا تو ہر نبی کہتا تھا وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ! ہمیں تو پہنچانا تھا ہم پہنچا چکے اب تم مانو یا نہ مانو! جہنم میں جاؤ وَمَا عَلَیْنَآ جب تک ٹی وی پر، وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ سے بلّغ ہے یہ غدیر کا تذکرہ ہو رہا ہے پہنچ چکا پیغام سب تک پہنچ چکا پیغمبر کا کام تھا پہنچا دینا نیت ہم نے دیکھی اب آ جاؤ کام تم نے کئے پورے، سجاؤ علیؑ سجاوٹ ہے، اہتمام ہے اس سجاوٹ میں لوگ دُنیا سجا رہے تھے علیؑ دین سجا رہے تھے دنیا دنیا سجا رہی تھی ایسے میں پردے کے پیچھے حضورؐ اور علیؑ کے چچا عباس ابنِ عبدالمطلب آ گئے کہا یا علیؑ گڑ بڑ ہو گئی ہے اطلاع آئی ہے، کہا میں کیا کروں کہا یہ کرو کہ پردے سے ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرلوں اور باہر یہ اعلان کر دوں کہ نبیؐ کے بعد پہلا خلیفہ علیؑ ہے بس تم ہاتھ بڑھاؤ کیونکہ میں اُمت میں سب سے بزرگ میں ہوں اب بھی نہیں سمجھے آپ، بزرگی تو ملے گی نا تو چچا کو چھوڑ کے ایک بوڑھے کو چھوڑ کے لوگ بزرگ بنے، لو بزرگی بھی جتا دی کہ اگر بزرگی پر چل رہی ہے تو بھتیجے کے بعد چچا کو ملنی چاہئے کہ علیؑ تم ہاتھ بڑھاؤ جب میں بیعت کروں گا تو سارے قبیلے بیعت کرینگے جملہ سنیں تقریر ختم ہوگئی اسی موضوع پر کہ نیت کیا ہے یہی موضوع تھا آج کا چھوٹا سا موضوع کہا چچا اسے چھوڑ کر میں ہاتھ ادھر بڑھاؤں بیعت کے لیئے یہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اعلان کر دیں گے میں ہاتھ ادھر بڑھاؤں اسی دن کو بچانے کے لیئے تبھی تو غدیر سجایا تھا کہ بیعت کا کام پہلے ہو جائے جنازے پر بیعتیں نہیں ہوتیں یہ بہت قیمتی جملہ تھا بیعت خوشی کا کام ہے جنازہ غم ہے غم میں خوشی آلِ محمدؐ کے یہاں نہیں ہوتی، ہمارے یہاں بھی نہیں ہوتی

خوشی کا کام پہلے بیعت غدیر میں اب جنازے پہ گفتگو نہ ہو، واہ رے زمانے غم میں خوشی منائی کہاں رُخ لے جارہے ہیں کہتے وہ یہی ہیں کہ ربیع الاوّل میں وفات ہوئی اور خوشی مناتے ہیں جملہ لکھ لو ڈائری (diary) میں غم میں خوشی نہیں اگر ہمارے لیئے پوچھنا ہے تو یوں فارمولا ہے غم میں غم، خوشی میں خوشی، زمانہ غم اور خوشی میں فرق تو دیکھیے اگر علیؑ نہ ہوتے تو سوگ منانے والا نبیؐ کا کوئی نہ ہوتا اور اگر فاطمہؑ نہ ہوتی تو کوئی نبیؐ کے جنازے پر رونے والا نہ تھا دیکھیے ہاتھ میں آپ کی طرف بڑھاؤں اگر ہاتھ علیؑ بڑھا دیں بس ختم ہوئی تقریر تو حرج کیا ہے یوں کیا اور بیعت ہوگئی اور چچا نے اعلان کر دیا اب جھگڑا ہی نہیں کوئی تاریخ میں یہی ایک لمحہ تو ہے یہ علیؑ نے منع کیوں کر دیا، کل عَلَم دونگا کرار کو کرار ہوگا غیرِ فرار ہوگا اور دے دیا علم کرارؑ کو اور گھوڑے پہ بٹھا دیا علم دے دیا اور تلوار سجا دی علیؑ گھوڑے پر بیٹھے پشت پہ نبیؐ تھے اور منہ خیبر کی طرف تھا اگر سپاہی بات کرنا چاہے سردارِ لشکر سے تو آدابِ لشکر یہ ہیں کہ گھوڑے سے اُترے سلوٹ (Salute) کر کے پھر پوچھے گھٹنوں کو جھکائے پھر پوچھے آج نقشہ بدلا ہوا علمدار سپہ سالار بیٹھ چکا دُلدُل پر نبیؐ پشت پر منہ علیؑ کا میدان کی طرف اب ادب کہاں ہے پوچھا علیؑ نے خیبر کی طرف دیکھتے ہوئے، یا رسول اللہ کہاں تک لڑوں بھئی طریقہ یہ تھا کہ پوچھتے کہ یا رسولؐ اللہ کہاں تک لڑوں، یہ نبیؐ ہیں اور یہ علیؑ ہیں ادھر دیکھ رہے ہیں میدان کی طرف کہ یا رسولؐ اللہ بتایئے کہاں تک لڑوں تو جواب آیا یا علیؑ یہاں تک لڑنا جب تک ایک ایک یہودی لا الہ الا اللہ کی صدا بلند نہ کر دے تلوار نہ رُکے۔علیؑ نے ایڑ لگائی اور چلے، پوچھنا یہ ہے علیؑ سے کہ آپ نے منہ اُدھر کیا ہوا تھا اور بات اِدھر کر رہے تھے کہا جب گھوڑے پر نبیؐ نے بٹھایا تھا، کہا علیؑ نے کہ

جب نبیؐ نے گھوڑے پر بٹھایا تھا تو میں جہاد کی نیت کر چکا تھا، اگر میں منہ ادھر یا اُدھر کر لیتا تو جہاد کی نیت ٹوٹ جاتی۔ (نعرۂ حیدری) جہاد کی نیت یہ ہے کہ جب سالار بٹھا دے گھوڑے پر اور جہاد کی نیت ہو جائے تو میدان سے منہ نہیں موڑتے اس لیئے کہ اللہ نے کہا ہے کہ کرار آگے بڑھے گا پیچھے نہیں ہٹے گا تعریف ہو چکی، اب منہ ادھر رہے گا ہو چکی تقریر عباس بن عبد المطلبؓ نے کہا کہ ہاتھ لاؤ تو علیؑ نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا میں غسلِ نبیؐ کی نیت کر چکا، ہاتھ تو ادھر جائے گا نیت ٹوٹ جائے گی (نعرۂ حیدری) تقریر کا آخری جملہ اور اس جملے پر ہزاروں مقالے لکھے جائیں جو اَب کہہ رہا ہوں علیؑ نام اُس وسیلۂ نجات کا جو اپنی نیت پر تینوں خلافتوں کو صدقہ کر دے یہ ہے نیت ایسی نیت کر کے بیٹھو تو جانیں کہ مسلمان (نعرۂ حیدری) علیؑ کی نیت سمجھی تم نے؟ خلافتیں نثار علیؑ کی نیت پر اور پوچھو گے نماز کی نیت تو پوچھو رسولؐ سے کہ ابھی تیر نہ کھینچنا جب علیؑ نماز پڑھیں تو تیر کھینچ لینا، نماز کی نیت دیکھی جاتی ہے یہ ہے نماز کی نیت نماز کی نیت جہاد کی نیت اور غسلِ رسولؐ کی نیت کا تو اب پتہ چلے گا نا مسلمانوں کو دنیا تو یہ سمجھتی ہے نا کہ سحری کے وقت روزے کی نیت ہوتی ہے اور نماز کے وقت نماز کی نیت ہوتی ہے ہر نیک عمل کے لیئے نیت ہے علیؑ نے تو اُس وقت نیت کی تھی کہ جب رسولؐ نے کہا تھا کہ کون میری مدد کرے گا علیؑ کی نیت بچپن کی ہے۔ لوگوں نے ساٹھ سال میں نیت کر کے توڑ دی علیؑ نے تو اب تک نہیں توڑی (نعرۂ حیدری) نماز کی نیت، نماز کی نیت بھی یہیں ختم ہو گئی نماز پڑھنے لگے حسینؑ تو صحابی سامنے کھڑے ہو گئے آپ نماز پڑھایئے کیا نیت ہے ادھر حسینؑ نے سلام پھیرا ادھر تینوں گرے لاشے تڑپے گرے مولا نماز تو پڑھوا دی نا ارے تم تو نماز گزاروں میں لکھے گئے،

اب سمجھے عمل کیسے قبول ہوتا ہے جب تک امام نہ کہے عمل قبول نہیں ہے۔ سند امام دے گا تم تو نماز گزاروں میں ہو کیا کہنا حبیبؓ کہہ دیں مولا ظہر کا وقت ہو گیا تو آپ نے کہا اللہ تجھے نماز گزاروں میں لکھے ایسے ہی نام لکھے گئے نماز گزاروں میں حبیبؓ جیسے نماز گزاروں کو حسینؑ یہ کہیں۔ آپ کہیں شو(show) کے لیئے نماز گزروں میں نام لکھوانا آسان نہیں ہے حبیبؓ بنو تو نام لکھاؤ ورنہ پڑھتے رہو پڑھنا اچھا عمل ہے نام نہیں لکھا گیا ابھی تمہارا نماز گزاروں میں پہلا نام ہے رسولؐ اللہ کا جن کے پیر سوج جاتے تھے آدھی آدھی رات کو نماز پڑھتے پڑھتے تو سورہ طہٰ آیا کہ عبادت میں کمی کیجیے تو اس صف میں تمہارا نام کیسے لکھا جائے کیا نبیؐ کی نیت اور تمہاری نیت برابر ہوگئی علیؑ کی نیت اور تمہاری نیت برابر ہوگئی تو اپنے عمل کو وہیں تک رکھو جہاں تک تم ادا کر سکو اپنی نمازوں کو امام کی نمازوں سے نہ ملاؤ رسولؐ کی نماز اور ہے تمہاری نماز اور ہے عمل ایک ہی ہے نام ایک ہی ہے ادائیگی میں فرق ہے معرفتِ الٰہی میں فرق ہے محبتِ الٰہی میں فرق ہے۔ تم وہ محبت کرو گے اللہ سے دے دو گے اپنے بیٹے؟ صرف نماز پڑھ سکتے ہو لیکن بیٹے کا گلا اللہ کے لیئے نہیں کٹوا سکتے تم گھر تو نہیں لٹوا سکتے، مگر سب کچھ دے دو بھائی سب کچھ دے دو چلو بہت مقابلہ گھر لٹوا دیا، بیٹا دے دیا بہن کی چادر دے سکتے ہو؟

اللہ واہ رے حسینؑ واہ رے حسینؑ،

جب اصغرِ بے شیر گئے نہر لبن کو ۔۔۔ اور لوٹ چکی موت پیمبرؐ کے چمن کو
تعجیل شہادت کی ہوئی شاہِ زمن کو ۔۔۔ کوئی نہ رہا، رو چکے ہفتاد و دو تن کو

سرکار کی رونق تھی، نہ دربار تھا باقی
لٹنے کو حرم مرنے کو سردار تھا باقی

فرماتے تھے ہاتھوں پہ لیئے لاشہ اصغرؑ مقبول ہو اے بارِ خدا ہدیۂ احقر
کس منہ سے تیرا شکر کروں اے میرے داور تو نے میرے اصغرؑ کو دیا رُتبہ اکبرؑ

بندے پہ یہ اللہ کی تائید ہوئی ہے
قربانیٔ اصغرؑ کی مجھے عید ہوئی ہے

لشکر دیا، کنبہ دیا، گھر بھی دیا تو نے سردار بھی تو نے کیا، سر بھی دیا تو نے
ہمشکلِ پیمبرؐ سا پسر بھی دیا تو نے یہ حوصلہ یہ دل یہ جگر بھی دیا تو نے

کیا فخر جو پیاروں کو رہِ حق میں دیا ہے
تیری ہی عنایت کو فدا تجھ پہ کیا ہے

مجھ میں تھی یہ قدرت کہ بھرے گھر کو لٹاتا بازو ہوں جدا ہاتھ نہ اُمت پہ اُٹھاتا
واں قتل ہوا اکبرؑ، ادھر اصغرؑ کو میں لاتا تڑپے یہ مرے ہاتھوں پہ میں لب نہ ہلاتا

یوں خوش کوئی ہنگامِ تباہی نہیں ہوتا
بندے سے یہ بے فضلِ الٰہی نہیں ہوتا

غم کا نہ مجھے غم، نہ خوشی مجھ کو خوشی کی تو سر پہ ہے پروا نہیں بندے کو کسی کی
ہاں ایک یہ حاجت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی سر ننگے نہ دیکھوں میں نواسی کو نبیؐ کی

بے پردہ وہ جب ہوں کہ میں پیوندِ زمیں ہوں
اور یوں تیری مرضی ہے تو باہر بھی نہیں ہوں

زینبؑ کی اسیری سے بھی بے دل نہیں مولا یہ رنج بھی آسان ہے مشکل نہیں مولا
رحمت میں کوئی تیرے مقابل نہیں مولا یہ بندۂ ادنیٰ کسی قابل نہیں مولا

مضطر نہ ہوا تشنگی و فاقہ کشی سے
زینبؑ کو بھی سر ننگے میں دیکھوں گا خوشی سے

وعدہ یہی تھا کہ چادر چھنے گی حسینؑ جب تمہارا سر کٹ چکے گا، سر سے چادر چھنتے حسینؑ نے نہیں دیکھا مگر سلام ہو حسینؑ کے بیٹے زین العابدینؑ پر جس نے ماں بہنوں کے سر سے چادر چھنتے ہوئے دیکھی۔ مرید عباس صاحب کی طرف سے مجلس اور ان کی اہلیہ کا اصرار کہ مصائب میں تھوڑے سے حالاتِ ہند پڑھے جائیں قافلہ دربار یزید میں پہنچا تفصیل تو بہت بڑی ہے کہ مومنہ جس کا نام ہند تھا وہ یزید کے عقد میں تھی اس کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ کربلا میں کیا ہوا اور آپ یہ سن چکے کہ دربار میں عجیب منظر تھا جعفر محسن صاحب کی سربراہی میں قافلے جاتے ہیں اس سال انہوں نے بازارِ شام میں ماتم کا جلوس بھی نکالا بازار شام میں، جہاں سے قافلہ گزرا دربار تک ماتم کرتے ہوئے گئے اور وہاں رُکے جہاں بنی ہاشم کے سر رکھے گئے تھے زیارت کریں گے تو آپ دیکھیں گے، وہ اب تک بنا ہوا ہے دربار اسی طرح بنا ہوا ہے جا کر نقشہ دیکھ لیجئے اور خود آپ کو گائیڈ (Guide) بتا دے گا کہ کہاں تخت رکھا تھا یزید کا اور کہاں بیمار امام ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا اور کہاں آپ کی شہزادی کھلے سر جگہیں ساری ہیں مگر منظر میں نہیں ہے چُھپ گیا مگر میں آپ کو منظر دکھا دوں، مجلس کا نام ہے منظر دکھانا، منظر یہ تھا کہ جب باب الساعت پر روکا گیا دو منٹ لگیں گے یہ منظر سنیں! میں نے پھر یہ مجلس ختم کی مگر یہ منظر سنانا نہیں رونا سننے کی چیز نہیں ہے رونے کی کہانی ہے جب منظر دکھاؤں تو رونے کی آوازیں بلند ہوں یہ جملہ امام کا آپ سن چکے باب الساعت پر رسیاں لائی گئیں اور ہمیں یوں باندھا گیا جیسے جانوروں کو باندھا جاتا ہے اور کھینچتے ہوئے لے چلے جب آخری دروازے پر لائے کھینچتے ہوئے تو ایک بار جناب زینبؑ کو جلال آ گیا کربلا سے لے کر یہاں شام تک کہیں جناب زینبؑ کو

کہیں جلال نہیں آیا اور جب جلال آیا تو جنابِ زینبؑ چلتے چلتے بیٹھ گئیں اور سب سے کہا یہیں بیٹھ جاؤ اب ہم آگے نہیں جائیں گے، ہم ایک قدم آگے نہیں بڑھائیں گے منظر یہی ہے چاروں طرف شمر کا لشکر ہے خونی سارے ظالم ہیں ہاتھوں میں تازیانے ہیں چاروں طرف مجمع ہے اور آگے جہاں جانا ہے وہاں ہزاروں کا مجمع ہے اور سارے تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں سر اُٹھا اُٹھا کر اور وہ شور ہے ایسے ایسے باجے بج رہے ہیں کہ کچھ سنائی نہیں دے رہا۔ اتنا رش ہے ایک عید ہے کپڑے ہیں کہ زرق برق ہیں غلام ہیں کہ سنہری پٹیاں باندھے ہوئے لوگوں کو ہٹاتے جاتے ہیں کہ ہٹو ہٹو ابھی تماشا دکھایا جائے گا اور سامنے پورا دربار نظر آ رہا ہے کہ سامنے کہاں تک یزید تخت پر ہے اور کہاں تک سات سو کرسی نشین سرخ کرسیوں پر سات سو کرسی نشین چاندی کی کرسیوں پر سات سو کرسی نشین سونے کی کرسیوں پر، اُمرا، وزرا باہر کے ملکوں کے سفیر عیسائی یہودی سب ہی جمع ہیں کیا دربار سجایا گیا تھا ایسے میں زینبؑ بیٹھ گئیں اور سب سے کہا بیٹھ جاؤ، سیّدِ سجادؑ نے زنجیر سنبھالی اور قریب آ گئے اور کہا پھوپھی اماں آپ کی ہمت تو ہم نے کربلا سے یہاں تک دیکھی سب کچھ آپ نے سنبھال لیا کہیں آپ کو جلال نہ آیا، اے پھوپھی آپ یہاں کیوں رُکیں ایسا جلال تو آپ کا کبھی نہیں دیکھا ذرا بیمار بھتیجے کو بتا دیجئے کہا بیٹا تو نے دیکھا نہیں کہ یہ کس طرح غرور سے تخت پر بیٹھا ہے یہ ہندہ کا پوتا اور بھرے دربار میں زینبؑ کو لے جانا چاہتا ہے ہم نہیں جائیں گے، پھوپھی اماں اگر آپ دربار میں نہیں جائیں گی یہی تو وقت تھا ایک بار جو بھتیجے نے یوں کہا تو پھوپھی رونے لگی کہا بیٹا جائے گی زینبؑ جائے گی کہا بیٹا یہاں دو جملے بھی سن لو میرے لعل، کہا اکیس رمضان شب کو جب میرے بابا دنیا سے جا رہے تھے تو

آخری ملاقات مجھ سے ہوئی تو میرے سر کو اپنے سینے پر رکھ لیا تھا اور چادر ڈال کے کہا تھا زینبؑ ننگے سر تمہیں بھرے دربار میں جانا ہے تو میں نے کہا تھا بابا زینبؑ اکیلے اشقیا کے نرغے میں اُس بھرے دربار میں کیسے جائے گی تو بابا نے کہا تھا زینبؑ جب دروازے پر پہنچنا تو علیؑ کو بلانا میں آؤں گا بس یہ کہہ کر زینبؑ ایک بار اُٹھیں اور نجف کا رُخ کیا، کہا بابا بیٹی بھرے دربار میں جا رہی ہے عجیب جملے ہیں سیّد سجادؑ کے کہ پھر جو پھوپھی چلیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شجاعتِ علیؑ آگے آگے ہے صبر حسینؑ نے ایک بازو خُلقِ حسنؑ نے ایک بازو اور عباسؑ کی دلاوری نے سر پہ سایہ کیا ہوا ہے یہ جملے ضائع نہیں کیجئے گا میرے اب جو زینبؑ آئیں تو ایسے آئیں جیسے علیؑ آ رہے ہیں گرفتاری میں بھی وہ شان تھی اور دربار میں آ گئیں جناب زینبؑ اور جہاں پر مقرر تھی حد کہ یہاں کھڑے ہوں گے اسیرانِ حرم تو جیسے ہی وہاں حضرت زینبؑ پہنچیں تو ساری بیبیوں نے اپنے حلقے میں لے لیا تا کہ کوئی جناب زینبؑ کو نہ دیکھ سکے، کیا شان کیا شان ایسے میں سناٹا چھا گیا اور ایک شخص بڑھا اور اس نے بڑھ کر سونے کے طشت میں سر حسینؑ پیش کیا۔ اس وقت یزید کے ہاتھ میں خیزران کی ایک چھڑی تھی جس پر سونے کے پھول بنے ہوئے تھے اور اس چھڑی کو ہلا رہا تھا جب سونے کے تخت کے نیچے سر حسینؑ رکھا گیا تو اس پر خوان پوش پڑا ہوا تھا اس پر سنہری رومال پڑا ہوا تھا یزید نے وہ رومال چھڑی سے ہلایا اور ایک بار اس چھڑی سے حسینؑ کے ہونٹوں کو ہلایا اور ایک جملہ کہا کہ اے ابا عبداللہ تمہارے دانت بہت خوبصورت ہیں ارے صحابی رسولؐ بیٹھا تھا کہ چھڑی ہٹا میں نے دیکھا کہ رسولؐ نے ان ہونٹوں کو چوما ہے اللہ اللہ بہن نے کیا قیامت دیکھی آپ نے دیکھا زینبؑ نے کہا تو اس چھڑی کے

ذریعے سے زینبؑ کو ڈرانا چاہتا ہے تُو دھمکیاں دے رہا ہے پھر اس کے بعد خطبہ شروع کیا اور کہا اوزن زانیہ کے پسر! اے حمزہ کے جگر کو چبانے والی کے لہو سے تخلیق ہونے والے تیرا دادا تیرا باپ سب اسلام کے درپے آزار رہے میرے نانا کے دشمن رہے، تجھ سے میں اور کیا اُمید کروں اے کوڑھی کی اولاد کہ تو عبدالمطلبؑ کی بیٹیوں کو کھلے سر بلائے کہ تیرے دادا کا یہ عالم تھا فتح مکہ کے روز ہمارے نانا کے قدموں سے لپٹا ہوا تھا ابوسفیان اور معافیاں مانگ رہا تھا اور میرے نانا نے غلام کہہ کر آزاد کیا، اے آزاد کردہ غلام کے بیٹے تیری مجال کہ علیؑ کی بیٹیوں کو تو بھرے دربار میں بلائے ہاں ہاں اور کیا تجھ سے اُمید کروں کہ جیسی تیری نسل ہے ویسا تو نے کارنامہ کیا ہے تو یہ سمجھ رہا ہے کہ سر کو کاٹ کر تو نے دنیا فتح کر لی یہ حکومت نہیں ہے یزید یہ تو مہلت ہے تیری زندگی کے دن گنتی کے رہ گئے وہاں تو بھی ہوگا اُس دربار میں اور ہم بھی ہوں گے اور جب فیصلہ ہوگا تو تجھے بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا اور ہم ہی شفاعت کی منزل پر ہوں گے اور تو دیکھے گا کہ جہنم تیرا انتظار کر رہی ہے اور تو سمجھ رہا ہے کہ تو نے حسینؑ کا سر کاٹا ارے وہ تو اپنے پیروں سے چل کر اپنی خوابگاہوں کی طرف گئے اُن کا تو مقدر شہادت تھا اب تو اپنی خیر منا کہ تیرا انجام کیا ہونے والا ہے اور تو زینبؑ کو ڈراتا ہے بھائی کے سر پہ بہن کے سامنے چھڑی سے بے ادبی کر رہا ہے بس یہ جو جملہ زینبؑ نے کہا تو ایک بار رونے کا شور اُٹھا بیبیاں رونے لگیں ربابؑ رونے لگیں، لیلیٰ رونے لگیں اُم فروہؑ رونے لگیں ان کے رونے پر درباری بھی رونے لگے۔ بس ہوگئی تقریر کہتے ہیں جہاں یزید بیٹھا تھا اُس کے سیدھے ہاتھ کی طرف پردہ پڑا تھا بس جو زینبؑ کی صدا بلند ہوئی وہ پردہ ٹوٹا اور ایک عورت روتی ہوئی باہر آئی اور سرِ حسینؑ

کی طرف بڑھی اور آگے بڑھ کر اس نے سرِ حسینؑ اُٹھایا اور کہا اے یزید تو نے تو کہا تھا باغی کا سر ہے یہ میں کیا سنتی ہوں کہ بہن بھائی کو حسینؑ حسینؑ کہہ کر پکارتی ہے یہ کون حسینؑ ہے یہ کون زینبؑ ہے تقریر ختم ہوگئی میرے بھائی جیسے ہی ہند زوجہ یزید باہر آئی پردہ کو ہٹا کے کہا بھرے دربار میں کیا عالم تھا لیکن یزید اُٹھا اور اپنی عبا اُس کو اُڑھا کر کہنے لگا تو نامحرموں کے مجمعے میں آ گئی یہ کہہ کر کہا پردے میں چل تو بادشاہِ وقت کی بیوی ہے بے پردہ کیوں آئی تو ایک بار زینبؑ نے مدینے کا رُخ کیا کہا نانا پردہ آپ کے گھر سے نکلا اور زینبؑ بے پردہ ہے اور ہند کے پردے کا یزید کو بہت خیال ہے۔

❀❀❀

دسویں مجلس

کُفر سے نجات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیئے درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیئے

چودہ سو بائیس ہجری کے عشرہ ثانی کی دسویں تقریر آپ حضرات خیمۂ سادات میں سماعت فرما رہے ہیں ''علی وسیلہ نجات'' پر یہ موضوع اس موضوع کے لیئے یہ کہنا غلط ہوگا کہ موضوع کہاں پیدا ہوا کہ یہ موضوع وہ ہے کہ قیامت تک اس موضوع پر بولتے رہیے یہ ختم نہیں ہوگا، موضوع اس لیئے نہیں رکھا ''علیؑ وسیلۂ نجات'' ہیں کہ ہم کو نجات چاہیئے ہم تو ناجی ہیں ہم تو نجات شدہ ہیں ہم تو صرف نجات کا راستہ بتا رہے ہیں، غیروں کو۔ (نعرہ حیدری)

قائدِ اہلِ سُنت پنجاب جناب پیر آصف گیلانی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ان کی تقریر بھی آپ نے معرفتِ علی میں ڈوبی ہوئی سُنی ہے یہی میں نے کہا ہے کہ یہ مجمع صرف شیعوں کا مجمع نہیں ہے کہ جہاں پیر صاحب آئے ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہاں ان کے مرید نہ آئے ہوں صرف گِلہ اور شکوہ تو ان سے ہے جو ابوسفیان کے نمائندے ہیں اور وہ شیعہ اور سنی دونوں کے دین کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں صرف اُن کو یہ بتانا ہے کہ یہ ان کا صرف گمان ہی گمان ہے کہ وہ اتنی سی

بھی تقسیم ذکر علیؑ میں کرا سکیں اس کی قضا ہے مگر اس کی قضا نہیں ہے لیکن اس قضا میں بھی وہ ادا ہے کہ اس ادا میں بھی نظر کریں گے تو ہم نے حصار کیا حدیثِ کساء کا تو امام سے نبیؐ سے پوچھا گیا ہے اس کا ثواب اور صلہ کہا جہاں بیٹھیں گے فرشتے اُنہیں گھیر لیں گے اور ان کے لیئے دعائے خیر کرتے رہیں گے جب تک یہ اپنے گھروں کو پہنچ نہ جائیں کتنا بڑا ایورڈ (Award) ہے ان مجمعوں کا کہ یا رسولؐ اللہ پھر علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم بھی کامیاب ہمارے شیعہ بھی کامیاب! شیعہ کسی فرقے کا نام نہیں یہ لفظ ایک ثقافت ہے ایک تہذیب ہے ایک تاریخ ہے، ہر وہ نام لیتے ہوئے لوگ شرمائیں جو خود رکھ رہے ہیں اپنا نام یہ تو قرآن کا رکھا نام ہے یہ تو اللہ کا رکھا نام ہے یہ تو نبی کا رکھا نام ہے یہ تو ازل سے ہے نام ابھی تو آدمؑ بھی نہ بنے تھے ابھی آدمؑ بھی پیدا نہیں ہوئے تھے روحوں نے کہا تھا اللہ سے کہ ہم سب انبیاءؑ کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے اے پروردگار علیؑ کا شیعہ بنا کر بھیجنا۔ یہ لفظ کسی پارٹی کا سیاسی پارٹی کا نام نہیں ہے یہ لفظ قرآنی ہے اور اگر کوئی شخص توہین کر رہا ہے تو قرآن کی آیت کی توہین کر رہا ہے آیت میں پڑھتا ہوں سورۂ صفات کی وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ (الصّٰفّٰت:۸۳) ''ابراہیمؑ میرے شیعوں میں سے ایک شیعہ تھا'' اب کہو شیعہ کافر آیت کی توہین کی تم نے آیت کا لفظ شیعہ ہے اُس کو کافر کہا تم نے، ابراہیمؑ کو کافر کہا۔

کافر وہ ہے جسے قرآن کافر کہے، ارشاد ہوا: وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ قَالَ وَمَنۡ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ (البقرہ:۱۲۶)

جب ابراہیمؑ نے کہا، اے پروردگار تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے، اللہ نے فرمایا میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر اُنہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ جہنم جہاں اُنہیں پہنچایا جائے گا بہت بُری جگہ ہے۔''

آیت میں مکّے کے باشندوں کا ذکر ہے، اللہ اُنہیں کافر کہہ رہا ہے، گویا قلیل بندے اللہ کے شکر گزار ہوں گے اُن کی وجہ سے نعمات کافروں کو بھی ملیں گی، اور اللہ اُن کافروں کو بھی نعمت سے نوازے گا، لیکن اُن کا انجام جہنّم کی آگ ہے، سعودی عرب کے ظالم حکمرانوں کو یہ آیت بار بار پڑھنا چاہیئے اور سمجھ کر پڑھیں، جنہوں نے رسولؐ اللہ کی بیٹی کی قبر کو مسمار کر دیا ہے، رسولؐ اللہ کی والدہ حضرت آمنہؑ کی قبر کو مسمار کر دیا ہے، کیا وہ اب بھی اپنے کو مسلمان سمجھ رہے ہیں، قرآن اُن کو کافر کہہ رہا ہے، اُنہیں جو نعماتِ الٰہی حاصل ہیں وہ ایمان کی دلیل نہیں ہے، بلکہ قرآن انہیں کافر اور جہنّمی کہہ رہا ہے۔

سُوپ تو سُوپ چھلنی بھی بولے جس میں بہتّر سوراخ، شرم کرے وہ انسان جو اپنے محسنوں کو نہ پہچانے سب سے بڑا دنیا کا بدترین وہ انسان ہے جو اپنے محسنوں کو نہ پہچانے کہاں رہیں گے یہ سکے، کیسی ثواب کی باتیں، کیا سکھایا، کیا بتایا، کیا پڑھایا اور کیا اس کے فوائد کوئی بھی تو فائدہ نہیں اس کا، جو آپ کے ذہنوں میں لاوے پک رہے ہیں اس کے کوئی فائدے نہیں ہیں اس لیئے کہ یہ وہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے کہ جدھر یہ جائے سیراب کرتا جائے ایک چھوٹے سے خطے پاکستان میں آپ کھیل لیں تو کیا صرف پاکستان ہے یہ پوری کائنات کی

بات ہے یہ صرف خیمہ سادات یا کراچی کے امام باڑوں، پنڈی اسلام آباد کی بیٹھے ہوئے لوگ نہیں ہیں یہ انڈیا آفس کی لائبریری، لندن کے اسکول میں ریک (Rack) میں لگے ہوئے لوگ ہیں یہ واشنگٹن کی لائبریری فاونڈیشن کے ریک میں سجے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ ہالینڈ، فرانس، برلن، ہندوستان، انڈونیشیا، ملائشیا کے کالجوں اسکولوں اوران عالم ذہنوں میں حکومت کررہے ہیں جسے شیعہ کہتے ہیں، آپ ہیں کہاں، کہاں ہیں آپ، صرف طلب کرنے والوں میں ابھی تو طلب ہے کاہے کی؟ طلب ہے تڑپ ہے اس بات کی کہ جس چیز کی طلب ہے وہ نہیں ملی اور نہ ملے گی یعنی نجات ہم پاچکے ہمیں طلب نہیں ہے اور نہ تکلیف ہے پریشانی بس اتنی سی ہے وہ بھی صرف اس خطہ کی پریشانی ہے اور کہیں کی نہیں رات بتاچکے کہ یہ الجھنیں کیا ہیں اس الجھن کی چابی بتادوں وہ یہ ہے پریشانی تھوڑی سی پریشانی وہ غلط فہمی اگر دور ہوجائے تو اتحاد ہوجائے وہ پریشانی آپ حضرات کو بتائے دیتا ہوں پریشانی یہ ہے کہ جتنی کتابیں یہاں چھپی ہیں پاکستان میں سینتالیس کے بعد اس میں تاریخِ ادبیاتِ پاکستان اُردو اور فارسی پنجاب یونیورسٹی سے لکھی گئی کئی جلدوں میں تو اس کے ادب کی ہسٹری لکھتے ہوئے اس کے مقدمے میں ان کے مصنف کا یہ کہنا ہے کہ محدث دہلوی نے بڑی محنت کی مذہب کے اوپر کہ محنت یہ کی کہ دلی سے نکل کر پورے ہندوستان میں جو شیعیت کا سیلاب پھیل رہا تھا اسے روکا یہ ہے خدمت ان کی اور اسی خدمت پر ان کو کورس میں پڑھایا جاتا ہے یہ اسلامی فلسفی ہیں اور یہ ہے اسلام کا کل فلسفہ جسے میں سمیٹ کر ایک لفظ میں کہہ رہا ہوں کہ کوئی دشمنی آپ سے نہیں ہے نہ کوئی تبلیغ آپ کی ہے نہ جانے کیا خطرہ ہے ہر دل میں سمایا کہ ایک دن یہ نہ ہو کہ پورا ملک یہی ہوجائے

میں نے کہہ دی بات جو آج کا پیغام ہے کوئی خطرہ نہیں یہ ایک انجانا خوف ہے اور یہ انجانا خوف کیوں ہے آپ کو معلوم ہے، یہ خوف کوئی نیا خوف تھوڑی ہے یہ خوف نبیؐ کی زندگی میں پیدا ہو چکا تھا بس اسی خوف نے سارے کام کروائے ہیں کیا خوف قدرت نے دل میں ڈال دیا یہ خوف کس چیز کا تھا، ہیبتِ علیؑ کا جدھر دیکھو بس یہی، بس اُٹھتے بیٹھتے بس یہی کہتے رہتے ہیں رسولؐ خدا جو بھی کہتے ہیں بس علیؑ کے بارے میں کہتے ہیں اس بند کو روکنا ہے یہ فضیلتِ علیؑ پورے عرب میں نہ پھیل جائے یاد رکھو کہ قدرت کا یہ نظام ہے کہ جس عظمت کو جتنا بھی روکا جائے گا مثال یوں لے لو کہ پانی کو بند بنا بنا کر روکو، پانی نہیں رُکتا ایسا راستہ تلاش کرتا ہے کہ انجینئروں کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے ٹوٹے گا سوتا اور کہاں سے پھوٹے گا پانی یہاں بھی یہی بات ہے یہاں بھی یہی معاملہ ہے ادھر روکا ادھر سر سے اونچا ہوا اور نکلا اور راستہ بنایا، ہم راستے نہیں بناتے ہیں یہ وہ طاقت ہے حق کی محبتِ علیؑ بس یہ ہے ساری پریشانی کہ اگر سب یہی ہو گئے کہ جو کچھ اب تک کہہ رہے تھے وہ جھوٹ ثابت ہو جائے گا جھوٹ کو سچ رکھنے کے لیئے آپ کو یہ پریشانی دی جا رہی ہے سچ یہ ہے ساری بات مختصر تو بھائی خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں ہم بالکل نہیں چاہتے کہ ہماری یہ تہذیب ہماری یہ ثقافت ہماری یہ شاعری ہمارا یہ مرثیہ ہمارا یہ نوحہ ہماری یہ خطابت ہمارا یہ بیان ہماری یہ زبان کوئی سیکھے اللہ ہر ایک کو ان چیزوں سے محفوظ رکھے نہ ہم تبلیغی نہ ہم لوٹے سر پہ رکھ رکھ کر کسی کے گھر جاتے ہیں نہ گلیوں میں جاتے ہیں نہ مسجدوں میں جاتے ہیں نہ ہم کسی سے کہتے ہیں کہ بھیا ہمارے ہم خیال ہو جاؤ نہ بابا نہ، تمہارا خیال تمہیں مبارک ہو نبیؐ نے خود یہ کہہ دیا تھا کہ تمہارا بت تمہیں مبارک ہمارا دین ہمیں مبارک ہو، جو تم نے

بُت سے بنائے ہیں وہ تمہیں مبارک اور ہم نے جو بنائے ہیں تمہاری نظر میں جو بُت ہیں بس ہمارے بت آستینوں میں نہیں ہیں کاندھوں پہ ہیں حالانکہ بُت پتھر کا ہوتا ہے لکڑی اور کپڑے کا بُت آج تک کسی نے نہیں بنایا اور پتھر ہمارے یہاں نہیں ہوتا عزاداری میں اگر کسی کو ملے تو دکھائے مٹی تو ہے پتھر نہیں ہے اور خوامخواہ لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے کوئی تبلیغ نہیں آپ کو پتہ ہے ہم تبلیغ کیوں نہیں کرتے ہم کیوں نہیں چاہتے کہ کوئی اس کو مان کر آئے ہم نہیں چاہتے کیوں نہیں چاہتے اس لیئے کہ ہم کو جنّت اللہ کی، جنّت نبی کی، اعلان شروع میں ہوگیا کہ جہنم بہت بڑا ہے جنت چھوٹی ہے، جب سے ہم نے یہ سنا ہے کہ جنّت چھوٹی ہے تو ہم ہوشیار ہو گئے ہیں کہ اگر ہم نے پلاٹ الاٹ کر دیئے زبردستی تو ہم کو ہوگی شرمندگی کہ تم سے کس نے کہا تھا کہ اتنوں کو لے کر آجاؤ، نہ بابا ہم اکیلے ہی جائیں گے اگر پلاٹ بچ بھی گئے خالی خالی مکان بچ بھی گئے تو بھی ہم نہیں دیں گے کسی کو ہم نے طے کیا ہوا ہے، کیوں جی کیوں نہیں دیں گے اجی ہم پھیل پھیل کر رہیں گے۔ (نعرۂ حیدری) کیوں دیں ہمیں نہیں ضرورت رہو اپنے اپنے دین پر رہو، اللہ سب کو اپنا اپنا مذہب مبارک کرے اپنی اپنی فقہ مبارک کرے سب عامل رہیں اپنے اپنے دین پہ اور سچے طریقے سے اپنے دین پر چلتے رہیں اپنے طریقوں سے نمازیں پڑھتے رہیں اپنے طریقوں سے روزے رکھتے رہیں اپنے اپنے طریقوں سے حج کرتے رہیں اپنی اپنی مرضی سے جس کو چاہیں مانتے رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بس اتنا کہتے ہیں کہ اپنی اپنی مانو ہم جو کر رہے ہیں ہمیں کرنے دو اور ہم کسی سے مطالبہ نہیں کرتے کہ آجاؤ آجاؤ اس وقت تک کوئی نہیں آسکتا یہ لکھا ہوا ہے لوح پہ قلم سے عرش پر کہ وہی آسکتا ہے جس نے علم

کا راز جان لیا ہو جس نے سرِ الٰہی کو سمجھ لیا ہو اسمِ اعظم کو سمجھ لیا ہو، ہر ایک نہیں آ سکتا اتنا آسان ہوتا تو پھر غدیر میں سب ہی آ گئے ہوتے احتیاط برتی اللہ نے اللہ نے نہیں چاہا کہ غدیر کو سب مانیں اللہ نے نہیں چاہا کہ بعدِ نبیؐ علیؑ پر سب متفق ہو جائیں اللہ نے صرف حکم دیا مگر چاہا کہ نہ مانیں اگر وہ چاہتا تو کائنات علیؑ کو مان لیتی اُس نے نہیں چاہا رب نے نہیں چاہا نہیں چاہا نہیں چاہا جل جاؤ اسی بات پر کہ کیوں نہیں چاہا، اللہ نے کیوں نہیں چاہا کہ اسلام میں اتفاق ہو جائے اتحاد ہو جائے اور اسلام پارہ پارہ نہ ہو نہیں چاہا اس نے کہ نبیؐ کی بات پر سارے مسلمان متفق ہو جائیں تم کیا ہم سے پوچھو گے کہ ہم نے کیوں نہیں چاہا تم ہماری مرضی کے پوچھنے والے کون؟ آؤ تو پھر پوچھو کہ اگر ہم چاہتے تو نمرود کے مقابل میں جب ابراہیمؑ آئے تھے تو ہم نمرود کو کلمہ پڑھواتے مسلمان بنا دیتے تو ابراہیمؑ کی پریشانی ختم ہو جاتی اگر ہم چاہتے تو موسیٰؑ کے مقابل فرعون کو کلمہ پڑھوا کر سارے فرعونوں کو موسیٰؑ جیسا بنا دیتے ہم نے نہیں چاہا کہ ابراہیمؑ کے مقابل میں نمرود کو مسلمان بنائیں اور اس کی اُمت کو مسلمان بنائیں اور ہم نے نہیں چاہا کہ موسیٰؑ کے مقابل میں فرعون مسلمان ہو اور اس کے فرعونی مسلمان ہو جائیں۔ پوچھو نا ہم سے کہ ایسا کیوں نہیں کیا تو اس لیئے نہیں کیا کہ ان کافروں کے مقابلے میں نمرود کے مقابلے میں پہچانا جائے آفتاب کی طرح ہم نے نہیں چاہا کہ ان کمینے کافروں کے اندھیرے میں موسیٰؑ پہچانا جائے، اب سمجھے غدیر کے بعد ہم نے یہ چاہا کہ سب گمراہ ہو جائیں تا کہ علیؑ والے پہچانیں جائیں (نعرۂ حیدری) یہ چمک دار روشن چہرے یہ راز بھی دنیا سمجھی کہاں یہ پیر صاحب کے چہرے پر کیسی چمک ہے یہ کیوں ہے چمک یہ روشنی کس بات کی ہے یہ داڑھی میں حُسن کیوں ہے

داڑھیاں تو بہت دیکھی ہیں نا آپ نے یہ پیر صاحب کی داڑھی میں حُسن کہاں سے آیا غدیر کا حُسن ہے صوفی بغیر غدیر کے صوفی نہیں بنتا یہ گدی نشین ہیں ان سے پوچھیے جب ایک گدی نشین جاتا ہے تو جب دوسرے کو گدی ملتی ہے تو اس کے صرف تین طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ گدی نشین اپنے بعد والے کو اُٹھاتا ہے اور اس کے سر پر اپنی پگڑی باندھ دیتا ہے کہ یہ میرا جانشین ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے دوش کی چادر اُتار کر اُس کو اوڑھا دیتا ہے کہتا ہے یہ میرا جانشین ہے تیسرا طریقہ یہ سندھ کا طریقہ ہے کہ جب اپنا جانشین بناتا ہے تو مزار کا جھنڈا علم پرچم دے کر کہتا ہے کہ اب تم ہوگے وارث یہ تینوں طریقے صوفیوں نے کہاں سے لیئے شبِ ہجرت رسولؐ نے علیؑ کو چادر اوڑھائی، خندق میں عمامہ باندھا اور خیبر میں عَلم (نعرۂ حیدری)

تین طریقے کیوں رکھے کہا اس لیئے کہ رسولؐ اللہ نے کہا کہ تمہیں یاد رہے کہ تمہیں چادر نہیں ملی ایک، پگڑی نہیں ملی دو اور علم نہیں ملا تین، اور ایک کو چوتھے کو پگڑی بھی ملی، چادر بھی اور جھنڈا بھی ملا سامنے کی بات یہ ہے فیصلے توحید کے فیصلے یہ ہیں نبوت کے فیصلے۔ یہ مجلس اسرار حسینؓ خالد حسینؓ یہ تمام حضرات اہتمام کرتے ہیں کہ یہ دسویں مجلس ہے۔ ادھر یہ کہا انہوں نے اور آمد ہوگئی اندھیرے میں آتے ہیں جب آمد ہوگئی پھر جل گئے آگئے وہ وہ اِدھر اُدھر تھے کہ جب میرا ذکر ہو تو میں بیٹھوں اب وہ آگئے ہوشیار رہیے گا اچھا دکھائی دیتے نہیں ہیں اشرف المخلوقات ہم کو بنایا اور ایک اشرفیت ان کو حاصل ہے کہ وہ جو چاہے کریں چاہیں تو میرے سر پر ٹپک مار کر چلے جائیں اور میں بدلہ بھی نہیں لے سکتا تو اشرف وہ ہوئے یا ہم نہیں اشرف ہم ہیں اشرف ہم اس لیئے ہیں کہ ان کو مولا علیؑ

کے پاس جانا پڑتا ہے اور ہم مولا علیؑ کو بلاتے ہیں یہ جنات انسانوں سے زیادہ ہیں ذکر قرآن میں ہے ہم نے جن وانس کو پیدا کیا کہ ہماری وہ عبادت کریں اور سورہ جن بارہواں سورہ، جناتوں کا حال قرآن میں، قرآن کافی ہے کافی تو کافی کی پیالی میں جنات دکھاؤ یہ کہاں رہتے ہیں اور کیسے قابو کیا جاتا ہے عامل لوگ تو بوتل میں بند کر لیتے ہیں اور جو کافی کہہ رہے ہیں حاکم ہوگا تو جن وانس کا حاکم ہوگا ناتو اجماع کیا ہوا؟ کیا جنات ووٹ دینے آئے تھے۔تو جنات کے ووٹ تو آج تک کسی کینڈیڈیٹ (Candidate) کو نہیں ملے تو جمہوریت تمام ہوئی تو انسانوں کے ووٹ مل رہے یہ جب چاہیں کھیل بگاڑ بھی دیں انسانوں کے،لوگوں کو نہیں پتہ کسی پر آ گیا ظاہر ہو گیا تو عامل کے پاس گئے کہ باباجی جن آ گیا ہے بچّی پر اُس کو اُتار دیجئے لیکن جو کام دِکھا دِکھا کر جنات جاتے ہیں لوگوں کو خبر ہی نہیں ہوتی ایسے ایسے کام دکھاتے ہیں یہ جتنے بھی سیاست کے کام میں گڑبڑ ہوتی ہے یہ سب جناتوں کے کام ہیں میں صحیح بتارہا ہوں آپ کو یہ سب جناتوں کے کام ہیں، جناتوں نے بند بھی کرایا اب جناتوں کی مصلحتوں میں کون بولے جنات دس سال بٹھائیں بھی اور دسویں سال فضا میں آئے، جہاز کو جھولا بنائے، جنات ہیں؟ جنات ہیں جیسے اللہ نے کہا کہ میری عبادت کریں جن وانس تو اب توحید بھی جن وانس پہ تو نبوت بھی جن وانس پہ تو اب بتانا ہے یہ انسانوں کو کہ یہ نبیؐ صرف انسانوں کے لیئے نہیں آیا بلکہ وہ مخلوق جو دکھائی نہیں دیتی اُس پر بھی حکمران ہے، ناقص حکومت اپنے نبیؐ کو نہیں دی ہر مخلوق کا حاکم اور وہ مخلوق بھی آئے گی اس کے پاس اپنے فیصلے کرانے تو جیسے انسان کلمہ پڑھ رہے ہیں یہ قوم بھی کلمہ پڑھ رہی ہے تو اس سے پتہ چلا کہ جیسے انسان بھی سب کافر تھے جنوں

میں بھی کافر تھے آپ جب مکّہ میں جائیں بازارِ مکّہ میں داخل ہوں تو چلتے چلے ایک مسجد آئے گی جس کا نام ہے مسجدِ جن یہ وہ مقام ہے جہاں حضور سورہ رحمن پڑھتے ہوئے جاتے تھے اور اسی جگہ دو جنات اڑتے ہوئے کہیں جارہے تھے اب جو اُنہوں نے سورہ رحمٰن سنی تو اپنی قوم کی طرف گئے اور یہ پورا واقعہ سورۂ جن میں بیان کیا یہ تاریخ نہیں ہے یہ قرآن ہے اور انہوں نے جا کر اپنی قوم سے کہا کہ ہم نے وہ کلام سنا ہے جو انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ آسمانی کلام ہے اور اے قوم جلدی چلو کہ نبی کا ظہور ہوا ہے تو جن جن کو کلمہ پڑھنا تھا وہ صرف سورہ رحمن سن کر ایمان لائے اور جن کو نہیں لانا تھا ایمان وہ خیبر کے یہودیوں کی طرح بھاگ بھاگ کہیں چھپے، اور اچھا انسان سے جنات کیوں ڈریں وہ تو قبضہ جما لیتے ہیں خالی مکان میں مکان کا اگر کوئی حصہ خالی ہے تو وہیں اِن کا قبضہ، اب ہو گیا قبضہ ہمارا اب یہ خیمۂ سادات کی سب سے اوپر منزل علم کے پاس اوپر رہتے ہیں اور خود بھی رہتے ہیں اہلیہ بھی رہتی ہیں، ملتے بھی ہیں اور ملاقات بھی کرتے ہیں آتے بھی ہیں اور اُتر کے امام باڑے میں نیچے بھی آتے ہیں اب سب سے ملاقات کریں وہ تو دراصل اس سے ملاقات کرتے ہیں جو معرفت رکھتا ہو اور غیب پر یقین رکھتا ہو غیب میں ہے اور اس پر یقین ہے اور اگر اس پر یقین ہے تو وہ مل لیں گے اور اُن کے ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہچان نہ سکیں گے آپ کے دوست کے روپ میں آجائیں آپ کے بھائی کے روپ میں آجائیں وہ شکل بدل سکتے ہیں وہ آپ کے پڑوسی کی طرح آجائیں آپ سے بات کرتے رہیں آپ کو پتہ ہی نہ چلے آپ سمجھیں کہ فلاں صاحب ہیں مگر یہ ہے علم کہ جہاں آدمی پہچان جائے کہ اچھا آپ ہیں بڑی مشکل سے پہچان لیا آپ نے ایسا بالکل نقشہ

بنا لیتے ہیں کہ شک ہی نہ ہو یہ کوئی اور ہے اور کیوں آتے ہیں یہ پتہ ہے آپ کو یہ آپ کی محبتِ علیؑ معرفتِ علیؑ کی مبارک باد دینے کے لیئے آتے ہیں ہاتھ ملا کر جاتے ہیں آپ سے مصافحہ کر کے جاتے ہیں اور عجب نہیں کہ جب دروازے پر آپ نکلتے ہوں گے تو وہ ایک ایک چہرے کو دیکھتے ہیں کہ ان کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے بس ایک پہچان آپ کو بتائے دیتے ہیں پہچان یہ ہے کہ اس قدر حُسن پھوٹتا ہے کہ چاہے وہ آپ کے بھائی کے روپ میں آئیں یا پڑوسی یا رشتہ دار کے، چہرہ وہی ہوگا لیکن کئی گنا زیادہ حُسن چہرے کا بڑھ جاتا ہے تو جو چہرہ آپ کو اپنی طرف کھینچتا نظر آئے تو سمجھ جایئے کہ اُسی قوم سے کوئی ہے اور بار بار آپ کی نظر اُس کی طرف اُٹھے اور بار بار اُس کو دیکھنے کو دل چاہے اب بگڑ نہ جائیں پہچان ہم نے بتادی بس یہ ہے کہ آئیں ملیں سر پر سوار نہ ہوں کسی کے اوپر یعنی کہتے ہیں کہ جن آ گیا یہ جو جن آتے ہیں یہ اچھے والے نہیں ہیں وہاں بھی دو طرح کے ہیں جنوں میں بھی دو گروہ ہیں لیکن آپ کو یہ حیرت ہوگی انسانوں کے مسلمانوں کے فرقے ہیں ان کے الگ الگ نام ہیں جنوں کے یہاں فرقے نہیں ہیں صرف دو گروہ ہیں یا شیعیانِ علیؑ ہیں یا کافر ہیں یہ حضورؐ نے فرمایا بس دو طرح کے ہیں اور اس وقت بھی تھے دو طرح کے اور یہ پریشان بھی کیا ہوا تھا اور بہت سے حضور کے واقعات ہیں اور حضورؐ نے بتایا کہ کوئی کافر جن پریشان کر رہا ہے سب کتابوں میں بھرے پڑے ہیں واقعات دلچسپی لیں تو، لیکن معرکہ ہے وہ قیامت کا، جنگِ بیر الم یہ وہ قیامت کی جنگ ہے جو آدھی دکھائی اور آدھی دکھائی نہیں اور ضروری تھا کہ اتنے غزوات میں ایک یہ بھی غزوہ ہو جس میں رسولؐ موجود ہوں اور علیؑ لڑیں اس لیئے تاکہ یہ بتایا جائے کہ میرے بعد کم از کم اس بات سے تو

پہچان لینا جو دونوں مخلوق کا امام ہو وہ ہے امام، انسانوں پر حکومت کرنا تو بہت آسان ہے صحیح بتا رہا ہوں تم کو لیکن اُڑتے پرندوں پر کوئی حکومت کر کے دِکھا دے، جنگل میں دوڑتے درندوں پر کوئی حکومت کر کے دِکھا دے، زمین پر رینگتے ہوئے حشرات الارض پر کوئی حکومت کر کے دِکھا دے، چلتی ہوئی ہوا پر کوئی حکومت کر کے دِکھا دے، کائنات میں واحد انسان وہ ہیں علیؑ (نعرۂ حیدری) معجزے بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے بنے ہوئے ہیں بہت سے لیکن یہ کہاں سے آئے کہ جو منزل خالی ہو اور خود بنانے بیٹھے تو لطیفہ تو بن جائے گا معجزہ نہیں بن سکتا معجزہ اور ہے لطیفہ اور ہے لطیفہ بنایا جاتا ہے اور معجزہ ہوتا ہے اس لیئے کوئی بنا بھی نہیں سکا اور جب بنتا ہے تو مزاح ہو جاتا ہے۔ علیؑ منبر پر اژدھا مسجدِ کوفہ میں آیا علیؑ نے دُور سے دیکھا کہا راستہ دو اس کو آنے دو اس کو کچھ کہنا نہیں اس کو آنے دو وہ منبر کے قریب آیا وہ بلند ہوا منبر کے زینے تک علیؑ جھکے ہیں اس نے کان میں کوئی بات کہی ہے مجمعے نے اس کی بات سنی ہے لیکن وہ انسانوں جیسی آواز نہیں تھی اُس نے کچھ کہا ہے علیؑ مسکرائے ہیں اس نے کچھ کہا ہے علیؑ کی آنکھ میں آنسو آئے ہیں وہ گیا مجمع نے پوچھا یہ کیا تھا عجائبات میں سے آپ تو مظہر العجائب ہیں کہا ہاں یہ قوم جنات کے بادشاہ عامر کا بیٹا تھا۔ اس کا نام زعفر ہے، اس کے باپ نے انتقال کیا ہے تو یہ مجھ سے پوچھنے آیا تھا کہ آپ ہی نے میرے باپ کو قوم کا بادشاہ بنایا تھا اب اس کی وفات ہوئی تو اب آپ حکم دیجئے کہ اب اس قوم کا بادشاہ کون بنے گا تو میں نے اس سے کہا کہ باپ کا وارث بیٹا ہوتا ہے تو میں نے تجھے اس قوم کا بادشاہ بنایا اس نے کہا کہ جس طرح آپ نے مجھے میرے باپ کا حق دلایا اسی طرح اللہ آپ کے بیٹوں کو آپ کا حق دلائے تو میری آنکھوں میں آنسو

آ گئے کہ زعفر تو نے اپنے باپ کا حق پایا لیکن میرے بیٹے اپنے باپ کا حق نہیں پا سکیں گے دیکھا معرکہ سب نے، مسجد کوفہ بنی ہوئی ہے لوگ زیارت کرنے جاتے ہیں بہت بڑی مسجد ہے انبیاء کی مسجد ہے۔ حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت الیاسؑ تک حضرت خضرؑ تک سب کے حُجرے بنے ہیں سب نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے۔ وہ باب جہاں اژدھا آ رہا ہے وہ باب الثعبان اس کا نام ہے اژدھے کے آنے کا دروازہ، واقعہ ہوا لوگوں نے دیکھا جبھی دروازے کا نام رکھا بعدِ علیؑ، اتنا مشہور ہوا یہ معجزہ کہ لوگوں کو معجزوں سے بھی حسد ہو گیا۔ تو اژدھوں سے تو سب ہی ڈرتے ہیں بھائی، کچھ جانور ایسے ہیں کہ جنہیں انسان سدھا لیتا ہے ورنہ باقیوں کو پنجرے میں رکھتا ہے شیر کو کوئی نہیں چھوڑتا لیکن کچھ جانور ہیں جو انسانوں سے دوستی کر لیتے ہیں اس میں ایک گھوڑا ہے اُونٹ ہے ہاتھی ہے تو آسان تھا کہ ہمارے لیئے بھی ایک ایسا معجزہ دکھاؤ کہ ہم منبر پر بیٹھیں تو ایک ہاتھی کو سکھا کر لاؤ کہ وہ آئے منبر کے پاس کہ وہ سونڈ اُٹھا کر سلام کرے، اسے سکھانا کہ چیخ کر ہم سے کوئی بات کرے اور ہم کہیں کہ اس نے یہ کہا اور ہم نے اس کی یہ بات پوری کی کتنی ٹریننگ (Training) ہاتھی کو کروائی، اور عرب میں ہاتھی بڑا مشکل یا یمن سے آئے یا افریقہ سے آئے یا ہندوستان سے آئے اب اتنی دولت تو تھی کہ ایک ہاتھی کو پال سکتے تھے ورنہ ہاتھی تو بہت سے پالے ہوئے تھے تو ہاتھی بھی عرب میں یوں بھی عجوبہ ہو جاتا تھا جیسے ابرہہ بہت سارے ہاتھی لے کر آیا تھا تو لوگوں نے ہاتھی نہیں دیکھے تھے تو اتنا اچنبھا تھا کہ اللہ نے قرآن میں سورہ فیل رکھ دیا عربوں کے لیئے اچنبھا اس لیئے ہاتھی قرآن میں یوں بھی عربوں کے لیئے کہ مسجد میں ایک ہاتھی آ گیا حالانکہ ہاتھی دیکھ رہا ہے کہ منبر پر ایک ہاتھی

پہلے سے بیٹھا ہے ہاتھی آیا، ہم ہاتھی کی ایک صفت بتا دیں کبھی پیٹ نہیں بھرتا ہاتھی کا ڈنڈے پر ڈنڈے کھائے گا درخت پر درخت توڑے گا تنے پر تنے باغ کے باغ صاف کر جائے گا، ہاتھی مگر پیٹ نہیں بھرتا ہاتھی کا پیٹ نہیں بھرتا، آئے بھئی ہاتھی آئے اور دروازے کا نام باب الفیل رکھ دیا اور اچھا مسجد کوفہ میں دونوں دروازے ہیں باب الثعبان بھی ہے اور باب الفیل بھی ہے دونوں دروازے موجود ہیں تا کہ یہ دونوں واقعے یاد رہیں، وہ آیا اور جھومتا جھامتا آ گیا ہاتھی کی چال کو تو کہتے ہی ہیں کہ جھومتا جھامتا چلتا ہی ہے مستی میں تھا ہاتھی وہ مسجد میں آیا ہوگا اُس نے منبر دیکھا ہوگا اُس کو کچھ یاد آیا ہوگا اُس نے سوچا ہوگا کہ یہ علیؑ کے منبر پر کوئی بیٹھا ہے اُسے جو سکھایا گیا تھا وہ سب بھول گیا بجائے سونڈ اُٹھا کے جو سلام کرنے کے منبر اور صاحب منبر کو اب جو سمیٹا تو مسجد کے باہر تک لے گیا تو بس، تو باب الفیل مشہور ہو گیا اور ادھر سے آیا اژدھا اور ادھر سے آیا ہاتھی (نعرۂ حیدری) یہ ہے ہوس کہ لے ڈوبی، کہ حیدر کے منصبوں کو ہم پالیں۔ ان مقامات کو ہم لے لیں اسی حسد میں دنیا مر گئی وہ فضیلتیں نہ پا سکی جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے علیؑ کو عطا کر دیں۔ لشکر کا پڑاؤ اور پیاس کا عالم کوئی جائے اور مشک بھر کر پانی لائے ایک گیا دوسرا گیا تیسرا گیا اور واپس کہ کنویں کے پاس تو ہم جا ہی نہیں سکتے کہا کیوں کہا مخلوق دکھائی نہیں دیتی اور اس طرح مارتی ہے کہ مار برداشت نہیں ہوتی یا رسولؐ اللہ وہ دکھائی دیں تو ہم حملہ کریں نا، تو کہا جب دکھائی نہیں دیتے تو ان پر حکومت کیسے کرو گے آج ہی طے کر لو اسی لیئے تو ضروری ہے کہ جنگ بیر الم یہ ایک کنواں ہے بیر کہتے ہیں کنویں کو اور اَلم کہتے ہیں مصیبت والے کنویں کو۔ جو ادھر سے گزرا اور سارے اب وہ جملہ کام آئے گا کہ سارے

وہاں سمٹے تھے وہاں ڈیرا ڈالا تھا وہاں جمع ہوئے تھے گویا وہ یہودیت کا قلعہ تھا یہ جناتیت کا قلعہ ہے دونوں قلعے علیؑ نے ڈھائے۔ جب پانی نہیں آیا تو کہا کہ علیؑ تم جاؤ اور علیؑ مشک لے کر چلے اور لوگ پیچھے پیچھے چلے کہ دیکھیں یہ کیسے جاتے ہیں اور جب اس منزل پر پہنچے تو لوگوں نے دیکھا کہ علیؑ نے ذوالفقار نکالی اب جو چلے تو دیکھا کہ ہوا میں ذوالفقار چلتی جاتی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے فضا میں شعلے ہیں آگ کے بدن ہیں وہ کٹتے ہیں گرتے جاتے ہیں اور چیخیں بلند ہو رہی ہیں اور اس طرح علیؑ آگے بڑھتے جاتے ہیں آگے بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ کنواں آیا اور علیؑ مشک لے کر کنویں میں چلے گئے، سات دن تک علیؑ کنویں سے نہیں نکلے اور ایک اضطراب ہے اور رسولؐ ہیں کہ آنکھوں میں آنسو اور دعائیں مانگ رہے ہیں اور ساتویں دن علیؑ کنویں سے برآمد ہوئے اور جب تک علیؑ کنویں میں رہے ایسی ڈراؤنی صدائیں آتیں تھیں کہ لشکر راتوں کو دہل جاتا تھا تو نبیؐ کہتے کہ علیؑ کامیاب ہو رہے ہیں بڑے بڑے کافر جن علیؑ کی ذوالفقار سے قتل ہوتے جا رہے ہیں بڑے پُرانے پُرانے جنات علیؑ کی تلوار سے مارے گئے علیؑ فتح یاب ہوئے اور کلمہ پڑھوا کے آئے، تو کیوں علیؑ اس قوم کو کلمہ پڑھوانے گئے تو اب وہ قوم علیؑ اور علیؑ کی اولاد اور علیؑ والوں ہی کو پہچانتی ہے اور کسی سے بات نہیں کرتی اور اس لیئے جناتوں میں صرف علیؑ والے ہی پائے جاتے ہیں اور اُن کے یہاں اخلاق ہیں تہذیبیں ہیں آداب ہیں ان کے یہاں ایک صالح نام کے ایک جن جو اس بات پر مقرر ہیں کہ صحرا میں کوئی راستہ بھولے یا کشتی سمندر میں بھٹکے یا طوفان آئے تو فرمایا یا مَعْصُوْمؑ نے کہ صالح کو پکارو اللہ نے انہیں مقرر کیا ہے کہ وہ مدد کریں وہ مظلوم انسانوں کی مدد کریں بہت سے نام ہیں پکارنے کے طریقے

ہیں وہ آتے ہیں تو آ جائیں اُن کے سپرد کام ہو جائیں اور اگر آپ چاہیں تو ان جناتوں کے ذریعے بہت سوں کے بھوت اُتار دیئے جائیں۔ کوئی مشکل کام نہیں ہے ہم نے تو دیکھا ہے ہم نے تو ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جن کے پاس آئے ہیں جن سے ملے ہیں جن سے باتیں کیں ہیں مجلس میں شریک ہوئے ہیں مجلس سنی ہے مجلس میں فرمائش بھیجی ہے کون سا سوز پسند ہے کونسا مرثیہ پسند ہے۔ کون سے ذاکر کی تقریر پسند آئی کہاں کہاں مجلس میں آتے ہیں کہاں بیٹھتے ہیں کہاں کہاں آپ کی مدد کرتے ہیں آپ کو نہیں پتہ تو پھر ان کا کام کیا ہے کوئی تاریخ میں ہمیں دکھا دے قوم تو ہے نا، پیدا کیا عبادت کے لیئے، پیدا کیا آپ کو بھی عبادت کے لیئے تو کیا آپ چوبیس گھنٹے عبادت کرتے رہتے ہیں پانچ وقت پڑھتے ہیں بس ختم صبح پھر سرشام، دو دو پہر کی دو شام کی ایک صبح کی پانچ ہی وقت کی تو ہیں اور نہ جانے آپ اس کے بعد کیا کیا کرتے ہیں اور جنات کیا پانچ وقت سے زیادہ پڑھتے ہیں چوبیس گھنٹے پڑھتے رہتے ہیں وہ بھی پانچ وقت پڑھتے رہتے ہیں جب آپ بیچ میں کیا کیا کرتے رہتے ہیں تو وہ اس وقت میں بھی کیا کیا کرتے رہتے ہیں ان کا بھی کوئی کام ہونا، نوکریاں انہیں نہیں کرنی، آفس ان کے ہاں نہیں ہیں وہ نہیں کرتے وہ آپ کی طرح کھاتے پیتے نہیں، ہاں اگر آپ مانگیں تو لا دیتے ہیں، برفی لینگے برفی پیڑا کہیں گے پیڑا گلاب جامن کہیں گے گلاب جامن مٹھائی کے ہیں عاشق، یہ بات آپ کو نہیں معلوم، جتنی مٹھائی بنتی ہے حلوائی کے یہاں اس کی کوئی تھاہ نہیں ہے کڑاہوں سے اندازہ کر لیجئے شام ہوئی سارے تھال سج گئے یہ کیا ہیں یہ بالوشاہی ہے یہ کیا ہے یہ امرتی ہے یہ پیڑا ہے یہ کیا ہے بڑا اکڑھاؤ کہ یہ گلاب جامن ہے یہ قلاقند ہے یہ برفی ہے سارے تھال

سجے رکھے ہیں نارنگ برنگے، ہری برفی لال گلابی برفی ہے نا دیکھی ہے نا حلوائی کی دکان پر، اچھا یہاں آتی کتنی ہے ہر روز آتی ہے جس روز نذر نیاز ہوتی ہے اسی دن آتی ہے نا تو کتنی پانچ چھ من ہے آدھا پاؤ دے دیجئے، آدھا پاؤ دے دیجئے سب پتہ ہے ہمیں پانچ روپے کی نیاز دلانی ہے پیڑے چڑھانے ہیں پانچ روپے کے، ارے ایک کلو دو کلو ہاں بیٹے کی منگنی ہے سسرال لے کر جانا ہے نام نہ دھرا رہ جائے تو ایک کلو کا ڈبہ لے چلو اس میں بھی مکس کر دینا ایک پیڑا ایک امرتی ایک برفی ایک ایک، ہم جانیں جب پانچ من امرتی پانچ من گلاب جامن پانچ من برفی اس طرح لے کر جائے کوئی ہم جانیں، ارے کھائے گا کون کسی کے سامنے ایک کلو رکھ دیجئے کہ کھاؤ ایک کلو گوشت تو کھا سکتا ہے آدمی ایک کلو مٹھائی کوئی نہیں کھا سکتا۔ ایک کلو مٹھائی کئی آدمی کھا سکتے ہیں، ارے لیجئے نا لیجئے، بس بس کیوں بھئی، یہ بالوشاہی ارے ہمیں تو برفی پسند تھی ہم نے اپنے پسند کی کھالی، امرتی نہیں یہ تو ماش کی دال کی ہوتی ہے یہ جلیبی نہیں بس اس میں میدہ ہے بس کھوئے کی ذرا سی کھائیں گے ہاتھ سے اُٹھا کر دکھا دی، اتنی اتنی آتی ہے اتنی سی گھروں میں اور شام کو سارے تھال غائب اگر بہت بچ بھی گئی تھوڑے تھوڑے سے تھال بچ بھی گئے تو اس کا کیا کرتے ہیں آپ کو پتہ ہے میں کوئی حلوائی تھوڑی ہوں کہ سارے تھالوں کے پیسے مانگ رہا ہے اُس دن آپ مجھے راج مستری سمجھ گئے تھے آج میں حلوائی کی بات کر رہا ہوں تو آپ سمجھ رہے ہیں کہ یہ مجھے کیسے معلوم ہو گیا میں تو کبھی پھٹکا بھی نہیں حلوائی کی دکان پر مجھے کیا پتہ، صبح اُٹھا سب سے پہلا کام یہ کیا اور اتنی اتنی جو بچی تھی سب ملا کر اُس نے ایک کڑھاؤ چڑھایا اور اُس میں گھوٹا اور چاندی کے ورق لگا کر حبشی حلوہ کیا مشہور ملتانی حلوہ،

اور انکا دانت میں۔ ڈبے پر ڈبے لوگ لییۓ چلے جارہے ہیں وہ ایک ڈبہ ایک مہینے چلتا ہے ختم نہیں ہوتا اجی وہ ایک صاحب لاۓ تھے ملتان سے اجی آپ لے جاییۓ اب آدھا ہوگیا بچوں کو دے دیجیۓ یعنی مٹھائی کیا ہوگئی عذاب ختم ہی نہیں ہورہی ارے یہ اتنی برکت کیسے ہوگئی ارے جناتوں کا سایہ ہے مٹھائی پہ سب خریدے جاتے ہیں مٹھائی جنات لے جاتے ہیں ان کا کام کیا ہے، بات کہاں سے شروع ہوئی تھی کہ کام کیا ہے جب عبادت کر چکے ہوتے ہیں تو خالی وقت میں کیا کریں جگہ جگہ نذر نیاز دیتے پھرتے ہیں آپ جا کر دیکھ لیجیۓ موچی کے کسی امام باڑے میں شب جمعہ جاییۓ کسی طاق پر جاییۓ، کسی مزار پر جاییۓ جہاں پہنچیں گے مٹھائی رکھی ہوگی یہ کیا آپ نے چڑھائی ہے ابھی رکھ کر گئے ہیں نیاز میں ان کا چوبیں گھنٹوں یہی کام ہے ابھی یہاں نیاز دی ابھی لنکا کی مسجد میں جا کر دیں گے ان کو جانے میں کتنی دیر لگتی ہے کہیں اور کسی ملک میں پہنچ جائیں دن بھر مٹھائی مزاروں پر امام باڑوں پہ ارے ہم کو تو اتنا ہے کہ بدعت ہے مزاروں پر جانا بدعت ہے امام باڑوں میں جانا ان کی بدعت کا کیا ہوگا جناتوں کی بدعت کا کیا ہوگا کوئی چھیڑ کے تو دیکھے ان کو پھر جو بخار چڑھتا ہے اور وہ والا بخار نہیں بلکہ جھٹکے دے دے کر آتا ہے اُتارا اور پھر آیا یہ بخار نہیں ہے یہ جنات ہیں اور یہ کب آتا ہے جب کوتاہی ہوجاۓ اللہ کے بندوں کے کسی کام میں، بخار کوئی چیز نہیں ہے یہی ہیں جنات، آیا اس کو اُتارنے کا طریقہ ہے جنات نہیں اُترتے بغیر علیؑ کو بلاۓ، جنات آج بھی بھاگتا ہے تو صرف علیؑ سے افغانستان کے جنات کا قصہ آپ کو معلوم ہے، نہیں معلوم گردیز ایک دریا ہے اس کے کنارے ایک گاؤں تھا اس کا نام گردیز ہے وہاں سے جو گردیزی سیّد آۓ تھے وہ ملتان میں

آ ئے تھے ان کا نام ہے یوسف شاہ جمال گردیزی وہیں دفن ہیں تو وہاں سے
آ ئے تو وہاں جو آباد تھے سادات اُن کو ایک جن پریشان کرتا تھا کالا جن اُس کا
نام ہی سب نے رکھ دیا تھا کالا کافر اور اتنے دن سے وہ زندہ تھا کہ پورا لحیم شحیم
دیو بن گیا تھا جنگل میں رہتا تھا اور آتا تھا اور جب بہت پریشان کیا اُس نے تو
انہوں نے مولا علیؑ کو بلایا۔ علیؑ آئے اور کہا اب کبھی میری اولاد کو پریشان نہ کرنا اور
ذوالفقار کی ذرا سی نوک اس کی پشت پر لگا دی ذرا سا وہ زخم پھوڑا بن گیا جس کے
ذوالفقار کی نوک لگی جائے جنات سہی، کالا کافر سہی، رستا رہتا ہے اور کہتا ہے جب
بجلی چمکی، کہ علیؑ کی ذوالفقار چمکی اور خون ہے کہ زخم سے بہہ رہا ہے اور لوگ گئے
کنویں کے کنارے دیکھا اور اُس سے قصہ پوچھا مر انہیں ابھی تک زندہ ہے
بی بی سی نے کئی بار قصہ سنایا۔ افغانستان کے جن کا افغانستان میں اب تک کالا
کافر جن ہے اب جس پر چڑھ جائے جنوں کا کام ہے نا کبھی چڑھتے ہیں کبھی
اُترتے ہیں جب چڑھا کالا کافر تو جلوس بند، جب اُترا تو کہا جلوس کھولا، جس پر
کالا جن آجائے تو دعا یہ کی جائے کہ مومن جن آیا کرے کم از کم وہ پریشان تو نہیں
کرتا کالے جن تو پریشان کرتے ہیں، رہتا وہیں ہے اور باندھ دیا گیا ہے کہ
گردیز سے نکل نہ پائے شکر کرو جب تک سرحد پار جن بند ہے تو ڈر کے مارے
ادھر سے بھی ہر ایک مشرف نہیں ہو سکتا۔ اب نہ پڑھیں اخبار تو ہماری کیا خطا ہے
سرحد بند ہے جن یہاں نہیں آسکتا اس لیئے کہ سب سے بڑے جن نے وہاں
سے کہا ہے کہ یہ جن بوتل سے نکلنے نہ پائے سپر پاور جنات کہہ رہا ہے جس کا سایہ
پاکستان پر ہے وہ کہہ رہا ہے یہ چھوٹا جن بوتل سے نہ نکلے اور بوتل ٹوٹے بھی نہ تو
اب کیا مومن جن ہیں کافر جن کی سرحد بند اُس علاقے کا نام ہی ہے کافرستان

اس کا نام ہے پاکستان، سمجھ رہے ہیں آپ پاکستان کے معنی معلوم ہیں پاک اور یہ آدھا لفظ کیا ہے ستان اس کے معنی ہیں سنسکرت میں جگہ پاک جگہ تو پاک جگہ میں کافر کہاں سے آئیں گے کافروں سے بچ کر ہی تو یہ ملک بنایا یہاں کافر کہاں سے آجائیں گے، کدھر سے آجائیں گے ہاں کفر آ گیا کفر کا اسٹاک آ گیا وہ کبھی کبھی بٹنے لگتا ہے بٹ رہا ہے اسٹاک بٹتے بٹتے بچ گیا تو اب کس کو دیں علیؑ کے بابا ابو طالبؑ کو دے دو جب کوئی بے حساب نہ ہو تو سارا اسٹاک لڑلڑا کر پھر واپس چلا جاتا ہے جو لے کر آئے ہیں وہ وہیں ہے ہم نہیں لیتے اس لیئے کہ یہاں ایمان کا وزن اتنا ہے کہ کفر کا وزن کون اُٹھائے مگر ہاں اگر ہم چاہیں تو کفر کا وزن بھی لے کر سر پر سے پٹک سکتے ہیں مرحب کی طرح عنتر کی طرح، لیکن اب کسے فرصت تو علیؑ نے بڑے بڑے جنوں کے سر توڑے حضرت نوحؑ کے دور سے جو جنات انسان کو پریشان کر رہے تھے وہ بھی علیؑ کی ذوالفقار سے ذبح ہو گئے مولا علیؑ نے اپنی حکومت اس قوم کو دکھائی اور بتایا کہ میں اس قوم کا حاکم بھی ہوں تو تاریخ داں نے کوئی موقع نہیں چھوڑا جہاں یہ نہ بتایا ہو کہ کون کون کہاں کہاں بھاگے وفات رسولؐ ہوئی تو جنوں کو روتا ہوا حضرت اُمِ سلمیٰؑ نے بتایا کہ میں نے وفاتِ نبیؐ کے روز جنوں کو مرثیہ پڑھتے دیکھا جس دن جنابِ سیّدہؑ کا جنازہ اُٹھا اس دن بھی جنوں کے رونے کی صدا اہلِ مدینہ نے سنی جس دن مولا علیؑ کا جنازہ اکیس رمضان کو کوفے میں اُٹھا اُس دن بھی جنوں کو روتے ہوئے اور مرثیہ پڑھتے ہوئے سنا، جس دن امام حسنؑ کی شہادت ہوئی اور جنازے پر تیر برسے اُس دن بھی جنوں کو مرثیہ پڑھتے اور روتے ہوئے سنا اور اٹھائیس رجب کو جب جنابِ اُمِ سلمیٰؑ عصا کا سہارا لے کر اُٹھیں اور کہا بیٹا حسینؑ کہاں کا ارادہ ہے کہا نانی

جانِ عراق کا ارادہ ہے کہا بیٹا عراق نہ جاؤ کہ میں نے تمہارے نانا سے سنا ہے کہ میرا نواسہ وہاں تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا جائے گا۔ کہا نانی اللہ نے چاہا ہے کہ میں وہاں جاؤں کہا بیٹا عجیب بات ہے کہ میں پوری رات سو نہیں سکی اس لیئے کہ میرے گھر کے چاروں طرف سے رونے کی صدائیں آتی ہیں کہا امام حسینؑ نے کہ یہ قومِ جنات ہے جو ہمیں رخصت کر رہی ہے۔ وطن چھوڑنے پر یہ قوم گریہ کناں ہے حسینؑ چلے جب اور مکہ سے نکلے اور آدھی رات پھیل گئی، ذرارہ کی روایت ہے کہ وہ روایت کرتا ہے کہ آدھی راہ چلے تھے کہ آسمان سے لشکر اُترنا شروع ہو گئے لباس سفید تھے عمامے سبز تھے ہاتھوں میں ایسے حربے تھے کہ چمک رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف میدان ہزاروں سپاہیوں سے بھر گیا ایک بار ایک سردار آگے بڑھا اور کہا اے فرزندِ رسولؐ ہم آپ کی نصرت کے لیئے آپ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تمام قوم اجنہ آپ کی نصرت کے لیئے آ گئی اور اس قوم کا حاکم جو آپ کا غلام ہے وہ آپ سے اذن لینا چاہتا ہے کہ آپ ان لاکھوں جنوں کو اجازت دیں کہ وہ آپ کے ساتھ چلیں جہاں آپ قیام کریں جہاں آپ جنگ کریں یہ آپ کے ساتھ ہیں، کہا زعفر خود بھی جاؤ اور اس قوم کو بھی لے جاؤ اور جس دن تمہیں اطلاع ملے کہ ہم لڑ رہے ہیں تو خود اس دن آ جانا مگر لشکر کو لانے کی ضرورت نہیں اور ایسا ہی ہوا کہ زعفر اپنے دربار میں تھا اور دو جن روتے ہوئے دربار میں داخل ہوئے اور کہا اے سلطان یہ تخت و تاج جس کے صدقے میں تجھ کو ملا اس کا بیٹا کربلا میں صبح سے لاشے اُٹھا رہا ہے یعنی رسول کا گھر کربلا میں تاراج ہو گیا یہ سننا تھا کہ زعفر جن سر برہنہ چلا اور کہتا ہے اے پیغامبر جن آگے آگے چل اور یہ ساتھ ساتھ چلا کہتا ہے جب اپنے محل سے سفر کا ارادہ کر

کے ہوا پر پرواز کر رہے تھے کہ حاضری پہلے ہم نجف میں دیا کرتے تھے پہلے مولا علیؑ کی قبر کا طواف زیارت کر کے پھر سفر کیا کرتے تھے اور جب ہم جا کر قبر علیؑ پر سلام کرتے تو جوابِ سلام آتا مولا ہمیں جوابِ سلام دیتے تھے مگر آج جب ہم قبر علیؑ پر اس ارادے سے پہنچے کہ ہمیں آگے نینوا تک جانا ہے اور ہم نے قبر علیؑ پر سلام کیا اپنے مولا کی قبر علیؑ سے جواب نہیں آیا تو ہم نے اپنی قوم سے کہا جلدی چلو آج تو مولا بھی نجف میں نہیں ہیں۔ یعنی آج علیؑ اپنے بیٹے کے پاس ہیں یعنی ہمارا سلطان وہاں پہنچ چکا تو ہمیں جلدی حاضری دینا چاہئے وہ پیغام بر جن آگے چل رہا تھا تو اُس سے کہا کہ مجھے جلدی راستہ بتاؤ کہ میرے آقا کو تم نے کہاں پایا تھا تو اُس نے کہا کہ اے امیر فرات کو پار کرنا پڑے گا اس کے بعد حسینؑ نظر آئیں گے وہ پیغام بر زعفر سے کہتا ہے کہ فرات سے پار چلو اب زعفر اپنے لشکر کو لے کر نکلا اور فرات کے کنارے اس نے ایک شیر کو پایا جس کے دونوں بازو کٹے ہوئے تھے جو زخمی تھا کہا یہ کون ہے، یہ تو علیؑ کی شبیہ تصویر ہے۔ کہا امیر یہ حسینؑ کا جوان تیس برس کا بھائی عباس ابنِ علیؑ ہے یہ بچوں کے لیئے پانی لینے فرات پہ آیا تھا رو کے زعفر نے کہا ہم سے بہت دیر ہوئی ہم بہت دیر میں پہنچے جلدی ہمیں بتاؤ ہمارا آقا کدھر ہے پیغام بر جن نے کہا زہراؑ کے لعل کو شام کے اندھروں نے گھیرا ہے یہاں سے حسینؑ نظر نہ آئیں گے مجمع بہت ہے ہمیں کون روکے گا ہم راستہ بنا کر آگے بڑھیں گے ہم کو یزید کا لشکر کیا روکتا سب کو ہٹاتے ہم راستے بناتے آگے چلے گئے اور جب ہم بیچ میں پہنچے جہاں حسینؑ لشکر میں گھرے ہوئے تھے، لیکن ادب سے آگے نہیں بڑھ سکے اس لیئے کہ منظر عجیب دیکھا لشکر یزید تو بہت دور دور تھا لیکن حسینؑ کے قریب قریب ہم نے دیکھا کہ ہر ملک اپنے لشکر کو لیئے ہر

فلک سے موجود تھا اور ہم نے دیکھا کہ ملائکہ مقربین سارے موجود ہیں ملائکہ نے عبادتیں چھوڑی تھیں لیکن ہر ملک ہاتھ باندھے ادب سے تھا لیکن اب جو آنکھ اُٹھی دیکھا ایک طرف آدمؑ صفی اللہ کھڑے تھے نوحؑ نجی اللہ کھڑے تھے ابراہیمؑ خلیل اللہ کھڑے تھے، ادریسؑ اور الیاسؑ کھڑے تھے خضر کھڑے تھے ہم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ و عیسیٰؑ کھڑے تھے ایک دفعہ دیکھا کہ تیز ہوا چلی سارے سوار سفید لباس میں گھوڑوں کو تیز دوڑاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں اے حسینؑ اصحابِ کہف کا سلام قبول کرو اور ہماری مدد قبول کرو جبریلؑ نے کہا ادب سے الگ کھڑے ہو جاؤ جبریلؑ نے آواز دی اصحاب کہف وہیں رُکنا یہ حدِ ادب ہے یہاں ہر ایک نہیں آ سکتا۔ اب جو میں نے دیکھا کہ یہ حدِ ادب کیا ہے تو میں نے دیکھا ایک طرف ملائکہ ایک طرف انبیاءؑ اور ایک طرف اولیاء لیکن جہاں حسینؑ کا گھوڑا تھا وہاں ہم نے یہ منظر دیکھا کہ جبریلؑ تو گھوڑے کی مہار پکڑے ہوئے ہیں اور ایک طرف حمزہ سید الشہداء اور دوسری طرف جعفر طیارؑ ہیں دُور سے، گردن کو جھکائے لیکن گھوڑے کی گردن کے قریب ہم نے دیکھا رسولِ خدا بالکل قریب ہیں حسینؑ سے اور دوسری طرف علیؑ ہیں اور علیؑ حسینؑ کے بار بار زانوؤں پہ ہاتھ رکھتے ہیں اور رسولؐ خدا کیا کرتے ہیں جب حسینؑ کے زخموں سے لہو گرتا ہے تو رسولؐ اللہ ایک شیشی میں حسینؑ کا لہو لے کر کہتے ہیں میرے لعل زمین پر یہ لہو نہیں گرنے دیں گے یہ زہراؑ کا شیر ہے یہ میری بیٹی نے تمہیں دودھ پلا کر پالا ہے، زعفر کہتا ہے کہ میں حیران تھا کہ سب ہیں مگر میرا دوسرا امام حسنؑ کہاں ہے تو میں نے سیدھے بازو کی طرف دیکھا کہ دوسری طرف بھائی سے بھائی لپٹا ہوا حسینؑ کے بازو کو حسنؑ بار بار دباتے جاتے ہیں تو میں نے پکار کے کہا

میرے آقا کیا بازو میں بہت تکلیف ہے تو کہا نہیں۔

یہ زخمِ تیر نہیں شغلِ زندگانی ہے
یہ ہمارے اصغرؑ معصوم کی نشانی ہے

یہ زخم سے لہو بہتا رہا، علیؑ اصغر میری گود میں تھے اور حسنؑ بازو دبا رہے تھے تو زعفر کہتا ہے میں نے سلام کیا آقا میرا سلام لیجئے ایک بار حسینؑ مڑے اب جو میں نے دیکھا تو عجیب شان تھی میرا مولا اپنا پیر اپنے گھوڑے کی گردن پہ رکھے ہوئے جیسے کوئی بادشاہ اپنے تخت پہ بیٹھا اپنی رعایا کو دیکھ رہا ہو کیا شان تھی چہرے پر بحالی تھی اتنے زخم تھے لیکن چہرہ کھلا ہوا تھا یہ سب شہادت کی خوشی تھی ایسا بندہ اللہ کا ہم نے نہیں دیکھا جس کے چاروں طرف لاشے پڑے ہوں اور چہرہ گلاب کی طرح کھلا ہو میں نے سلام کیا تو دُور سے سلام کا جواب دیا میں نے ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے میرے مولا حسینؑ آپ نے خادم کو پہچانا تو ایک بار اشارہ سے کہا زعفر آ جا آ جا قریب آ جا تو میں نے ہاتھ جوڑ کے کہا مولاؑ ایسے ایسے لوگ کھڑے ہیں جن کا ادب مانع ہے میں ان کو ہٹا کر آپ کے پاس آ نہیں سکتا۔ اے جبریلؑ ذرا راستہ کر دو میرا دوست دار آیا ہے میرا چاہنے والا آیا ہے اب دیکھا کہ مصیبت میں بھی حسینؑ اپنے دوستوں کی قدر کیسے کرتے ہیں یاد رکھنا اگر حسینؑ کے دوست دار ہو تو حسینؑ کی نگاہ میں تمہاری کیا قدر ہے یہ تو اللہ جانے یا نبیؐ جانے ایک بار زعفر کہتا ہے کہ راستہ ملا تو میں سر کو جھکائے ہوئے حسینؑ کی طرف چلا تو حسینؑ نے سیدھا ہاتھ جو زخمی تھا میرے کاندھے پر رکھ دیا تو میں نے کہا پہچانا کہا زعفر آنکھوں کا نور علی اکبرؑ لے گئے لیکن چاہنے والے کو ہم اب بھی پہچان سکتے ہیں بابا کے دربار میں تیرا آنا بھی یاد ہے، ہمیں تیری صورت بھی یاد ہے ہمیں سب

کچھ یاد ہے کہا یہ ہے میرے آقا کی محبت اب میں کیا کہوں میں نے کہا آقا میں کیا خدمت کر سکتا ہوں یہ بات کرتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا کہ زبان خشک ہے میں دریا سے پانی لاؤں میں فرات سے پانی لاؤں کہا زعفر کیا پانی کا تم نے نام لیا زعفر کہتا ہے کہ میرا ہاتھ پکڑا اور چلتے چلتے ایک کھجور کے درخت کے نیچے آئے اور اشارہ کر رہے تھے اب جو میں نے دیکھا تو کہا زعفر ذرا ادھر تو دیکھ تو میں نے ادھر جو دیکھا کہ حسین نوجوان ایسے سو رہا ہے جیسے خواب دیکھ رہا ہے اتنا خوبصورت بچہ ہم نے نہیں دیکھا تو زلفیں ہوا سے اڑتیں کربلا کے بن میں اس کی سیاہ زلفیں اور پیشانی میں کیا نور تھا تو ہم سے کہنے لگے حسینؑ اے زعفر اِن کو پہچانا تم نے، کہا یہ تو رسولؐ کی شبیہ ہیں کہا ہاں ہاں یہ ہمارے علی اکبرؑ ہیں۔ یہ ہمارے جانِ جاناں ہیں یہ ہمارے فرزند علی اکبرؑ ہیں یہ ہماری آنکھوں کا نور ہیں اے زعفر جب یہ اذان دیتے تھے تو ہماری فوج کا دل بڑھتا تھا صبح انہوں نے اذان دی تھی دوپہر کو یہ سو گئے۔ لیکن مرنے سے پہلے آئے تھے کہ بابا تھوڑا سا پانی پلا دیجئے ارے زعفر جو جوان کو پانی نہ پلا سکے وہ پانی پی کر کیا کرے گا تو نے پانی کا نام لیا آ میرے ساتھ زعفر کہتا ہے کہ ایک خیمے کی قنات کے پاس آئے تازہ تازہ ایک ننھی قبر بنی تھی ایسا لگتا تھا کہ قبر کی مٹی آنسو سے تر ہے بیٹھ گئے گھٹنوں کے بل ،کہا اے زعفر پتہ ہے یہ قبر کس کی ہے جس کا یہ زخم بازو پر ہے نا یہ ربابؑ کا چھ مہینے کا لعل علی اصغرؑ، بس ہو گئی تقریر گریہ کیا تم نے، دسویں تقریر عشرے کی مصائب کا حصہ آخری دو چار منٹ زحمت دیکھو سواری بھی آ گئی ہے جب ہوا کا جھونکا آ جائے سمجھ لو کون کون آ گیا اب تو رو لو دیکھنے والے تمہیں دیکھ رہے ہیں اور مجھے ہمیشہ یقین ہوتا ہے کہ آج سواریاں ضرور آئی ہیں کون کون آیا ہے یہ تو علماء

بتائیں گے ہاں بتا دیتے ہیں کہ وہ بھی آیا ہے جو کربلا میں ابھی آنے والا ہے اس ہوا کے جھونکے سے سمجھو کہ کربلا میں کون آنے والا ہے اور کس کس کی سواری یہاں آ چکی ہے۔ ایک بار زعفر کہتا ہے کہ مجھ کو لے کر ایسی جگہ واپس آئے جہاں پر کھڑے ہوئے تھے تو بے اختیار میں نے کہا برداشت نہیں ہوتا، سارا گھرانا آپ کا مارا گیا بس اب اجازت دیجئے کہ میں تلوار کھینچ لوں اور اپنے لشکر کو حکم دوں اور اس پورے لشکر کو میرا لشکر فنا کر دے، کہا نہیں زعفر ہم تمہیں کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ دھوکے سے انہیں مارو تم انہیں دیکھو گے یہ تمہیں دیکھ نہیں سکتے۔ یہ اپنا دفاع کیسے کریں گے اور اگر زعفر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں لڑنے سے مجبور ہوں تو ذرا ٹھہرو میرا حملہ تو دیکھ لو یہ کہہ کر زعفر کہتا ہے کہ نہ بھولوں گا وہ لڑائی میں نے تو خیبر کی لڑائی بھی دیکھی ہے میں نے تو علیؑ کو خندق بھی لڑتے دیکھا جیسا علیؑ لڑے دنیا میں ایسا کون لڑا مگر کیا بتاؤں میرا مولا علیؑ جب لڑا تو سیراب ہو کر لڑا لیکن آپ کی لڑائی بھوکے پیاسے کی لڑائی تھی میں نے ایسا حملہ نہیں دیکھا کہ ایک بار حسینؑ نے نیزہ کو اپنے زمین میں گاڑ دیا حسینؑ نے زینبؑ کے خیمے کے سامنے ایک حد بندی کی تھی اور پکار کر کہا کہ کوئی یہاں پر لڑتے ہوئے نہیں آ سکتا اس نیزے کے ادھر نہیں آ سکتا یہ کہہ کر حملہ کیا بارہ میل تک لشکر کو بھگایا تو دشمنوں کے سر کوفے کے قلعہ کی دیواروں سے ٹکرانے لگے۔ لشکر پہ لشکر گرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے حسینؑ نے ذوالفقار چلائی تو ہزاروں سر تڑپنے لگے کتنے لاشے تڑپنے لگے کہ سروں کے ڈھیر لگ گئے لاشوں کے ڈھیر لگ گئے جبھی شام کے ہر گھر سے رونے کی آواز آئی تھی جبھی تو کوفے میں لشکر یزید کے مقتولوں کا ماتم ہوا تھا یہ حسینؑ نے کربلا میں لاشے بچھا دیئے تھے زعفر کہتا ہے خوب لڑا علیؑ کا شیر خوب لڑا حملہ کر کے

واپس آیا کہا زعفر تم نے ہماری لڑائی دیکھی یہ کہہ کر مجھ سے کہا اور مڑ گئے علی اکبرؑ کی طرف اور کہا:

تم نے نہ دیکھی جنگِ پدر اے پدر کی جاں، اور پھر ترائی کا رُخ کیا اور کہا عباس کاش تم حسینؑ کی لڑائی دیکھتے اے عباسؑ تم تو تب لڑے جب کوئی لاشہ نہیں اُٹھایا تھا اے علی اکبرؑ تم تو جب لڑے جب کوئی لاشہ نہیں اُٹھایا تھا مگر اے علی اکبرؑ ہم جب لڑے جب ہم نے تمہارا لاشہ اُٹھالیا اور جب ہم عباسؑ کے لاشے پہ رو چکے تو یہی کہہ کہہ کر لڑتے تھے جس کے جوان کو مارا اس کی لڑائی دیکھو، بھوکے پیاسے کی لڑائی دیکھو، عرب والے سب کی لڑائی بھول گئے مگر حسینؑ کی لڑائی سب کو یاد رہی، زعفر کہتا ہے لڑتے لڑتے لشکر کو دور بھگا کر واپس آئے جب تک لشکر سمٹے حسینؑ ہم سے باتیں کر رہے تھے باتیں کرتے کرتے قریب آ گئے اب زعفر کہتا ہے کہ ایک بار میری طرف نہیں دیکھا بلکہ جبریلؑ سے مخاطب ہوئے، کہا اے جبریلؑ روح الامین اب انبیاءؑ سے کہو جنت میں اپنے اپنے حجروں میں واپس چلے جائیں ایک ایک سے کہتے رہے کہ آدمؑ صفی اللہ آپ نے زحمت کی، اے ابراہیمؑ خلیل اللہ آپ نے زحمت کی اب چلیئے کہ کچھ دیر حسینؑ بھی آیا ہی چاہتا ہے۔ زیادہ دیر زیادہ دیر آپ کو اپنے حسینؑ کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا بس آتے ہیں ہم بھی آپ زحمت کر چکے یہ کہنا تھا کہ زعفر کہتا ہے کہ ایک ایک کر کے سارے انبیاءؑ چلے آدمؑ بھی چلے نوحؑ و ابراہیمؑ بھی چلے ہارونؑ و موسیٰؑ بھی چلے اب کہتا ہے کہ ایک بار حسینؑ نے کہا اے جبریل امینؑ ملائکہ سے بھی کہہ دو کہ اپنے اپنے مقام جنتوں میں اور عرشِ عُلا پر واپس جائیں ایک بار حکم دیا کہ جتنے جنوں کے لشکر کے بادشاہ ہیں وہ اپنے اپنے لشکروں کو لے کر کربلا سے نکل جائیں تمام

جنات چلے جتنے بھی قوم جن سے لشکر تھے ایک بار ہر بادشاہ اپنے لشکر کو لے کر واپس ہوا تو جبریلؑ سے کہا کہ اب کوئی کربلا میں نہ رہے کہ کوئی بزرگ دکھائی نہیں دیتا کہاہاں میرے آقا شہزادے حسینؑ سب جا چکے ایک بار میری طرف مڑے اور مجھ سے کہا زعفر تو بھی جا اور اپنی فوج کو بھی واپس لے جا۔

مرزا دبیرؔ کے شاگرد رضاؔ مدراسی نے بھی زعفر کے حال کا مرثیہ لکھا ہے، حالانکہ مدراس کے تھے مگر زبان لکھنؤ کی بولتے تھے کہتے ہیں:-

اب گھر کو روانہ ہو برادر معٔ لشکر　　اِس حقِ رفاقت کا جزادے تجھے داور
کی عرض سزا پائے نہ کچھ فوجِ ستمگر　　فرمایا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا کبھی زعفر
کس واسطے اس امر میں ناحق تجھے کد ہے
بیٹوں سے نہیں کم مجھے یہ اُمتِ جد ہے

مانا کہ ترے ہاتھ سے کٹ جائے گا لشکر　　مانا کہ سزا پائے گی افواجِ ستمگر
مانا کہ فنا ہوویں گے اعدا مرے یکسر　　کیا جی کے اُٹھیں گے علی اکبرؑ علی اصغرؑ
کیا اور کہوں قلب و جگر چاک ہے زعفر
اب زیست کا دنیا میں مرا خاک ہے زعفر

نا یار نہ یاور مرا میں جی کے کروں کیا　　بے جاں ہوا لشکر مرا میں جی کے کروں کیا
برباد ہوا گھر مرا میں جی کے کروں کیا　　بیٹا نہ برادر مرا میں جی کے کروں کیا
اس جنگلِ ویران میں ہم لٹ گئے زعفر
آغوش میں جو جو تھے پلے چھٹ گئے زعفر

جو حق کہ ہمارا تھا ترے پر وہ ادا کی　　تجھ پر ترے ماں باپ پر رحمت ہے خدا کی
لی تو نے خبر آ کے غریب الغربا کی　　اُمت کا گِلا کیا کہ زبان ہوتی ہے شا کی

پانی نہ دیے پیاس میں پیاسا نہیں سمجھے
یاں تک کہ محمدؐ کا نواسا نہیں سمجھے

ناچار ہو زعفر ہوا تب گھر کو روانا　　چھ لاکھ کے نرغے میں رہے شاہ یگانا
افسوس کہ مہمان کی کچھ قدر نہ جانا　　سید کا مسافر کا بدن تیروں سے چھانا

تھا تین گھڑی دن کا بپا ہوگیا محشر
سر کٹ گیا گھر لٹ گیا کیا ہوگیا محشر

شیعہ ملٹی میڈیا

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

نمبر	کتاب کا نام	صفحات	قیمت
	......﴿سوانح حیات﴾......		
۱۔	سوانح حضرت فاطمہؑ (انڈونیشیا پیپر)	1040	700/=
۲۔	ایران کی شہزادی جناب شہر بانوؑ	472	400/=
۳۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد اوّل)	640	500/=
۴۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد دوم)	400	500/=
۵۔	سوانح حیات شہزادہ علی اصغرؑ	960	800/=
۶۔	اُمّ البنینؑ	400	300/=
۷۔	سوانح حیات حضرت اُمِّ کلثومؑ	544	600/=
	......﴿تاریخ﴾......		
۸۔	شہزادۂ قاسمؑ کی مہندی	400	500/=
۹۔	شہزادی زینبؑ اور تاریخ ملکِ شام	224	200/=
۱۰۔	امام حسنؑ کی فتح اور دشمنِ خدا کی شکست	144	200/=

200/=	224	غمِ حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت	۱۱۔
600/=	720	ذوالجناح	۱۲۔
200/=	144	شہید علمائے حق	۱۳۔
		......﴿ادبیات﴾......	
300/=	288	معصوموں کا ستارہ شہزادہ علی اصغر (فرنچ سے ترجمہ)	۱۴۔
200/=	240	اردو غزل اور کربلا	۱۵۔
300/=	384	احساس (علمی، ادبی مضامین)	۱۶۔
300/=	338	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اول)	۱۷۔
300/=	368	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد دوم)	۱۸۔
200/=	304	کلامِ ضمیر (مرثیے، نوحے، سلام)	۱۹۔
500/=	912	شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ	۲۰۔
500/=	720	شاعرِ اعظم (میر انیسؔ)	۲۱۔
300/=	416	میر انیسؔ کی شاعری میں رنگوں کا استعمال	۲۲۔
400/=	408	میر انیس بحیثیت ماہرِ حیوانات	۲۳۔
500/=	366	میر انیسؔ (انگلش)	۲۴۔
500/=	544	اُردو مرثیہ پاکستان میں	۲۵۔
500/=	992	خاندانِ میر انیسؔ کے نامور شعرا	۲۶۔
1000/=	1232	ضمیرِ حیات	۲۷۔

۲۸۔	دبستانِ ناسخ	968	700/=
	......﴿عشرۂ مجالس﴾......		
۲۹۔	عظمتِ حضرتِ زینبؑ (۱۵ مجالس)	368	300/=
۳۰۔	حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں	224	200/=
۳۱۔	معراجِ خطابت (۵ جلدیں)	(مکمل سیٹ)	1400/=
۳۲۔	حضرت علیؑ کی آسمانی تلوار ذوالفقار	368	300/=
۳۳۔	امام اور امت (اُردو)	272	200/=
۳۴۔	امام اور اُمت (انگریزی ترجمہ)	307	200/=
۳۵۔	احسان اور ایمان	336	200/=
۳۶۔	ولایتِ علیؑ	336	200/=
۳۷۔	مجالس محسنہ (جلد اوّل)	400	200/=
۳۸۔	مجالس محسنہ (جلد دوم)	368	200/=
۳۹۔	معجزہ اور قرآن	320	200/=
۴۰۔	ظہورِ امام مہدیؑ	272	200/=
۴۱۔	عظمتِ صحابہ	288	200/=
۴۲۔	تاریخِ شیعیت	304	200/=
۴۳۔	قاتلانِ حسینؑ کا انجام	352	250/=
۴۴۔	علم زندگی ہے	352	300/=

۴۵۔	عظمت حضرت ابوطالبؑ	296	250/=
۴۶۔	اسلام پر حضرت علیؑ کے احسانات	257	250/=
۴۷۔	قرآن کی قسمیں	344	250/=
۴۸۔	معرفتِ الٰہی اور سیرتِ معصومینؑ	256	300/=
۴۹۔	بُت شکن اور بُت تراش	304	300/=
۵۰۔	انسان اور حیوان	272	300/=
۵۱۔	اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ	304	300/=
۵۲۔	علیؑ وارثِ انبیاءؑ	328	300/=
۵۳۔	محسنینِ اسلام	304	300/=
۵۴۔	عورت اور اسلام	256	300/=
۵۵۔	حیاتِ حضرتِ عباس علمدارؑ	312	300/=
۵۶۔	علیؑ وسیلۂ نجات	288	300/=

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب .

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس

رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL